SHEIK-AHMED-DEEDAD

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس، زرتشت اور اسلام

شیخ احمد دیدات

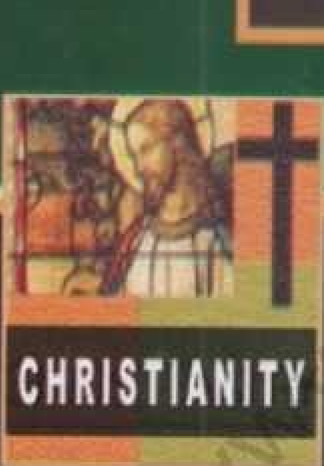

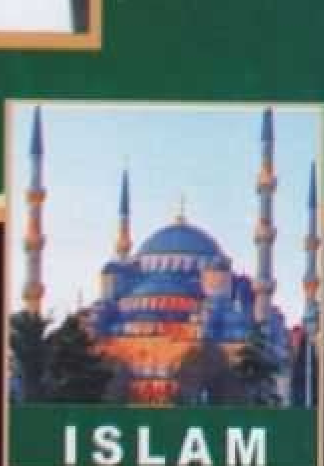

کنفیوشس، زرتشت اور اسلام
شیخ احمد دیدات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس ازم

اور اسلام

پس منظر، اہم معلومات، سنسنی خیز حقائق اور تقابل

مشہور و معروف محقق عظیم اسلامی سکالر، عالم تقابل ادیان
شیخ احمد دیدات رحمۃ اللہ علیہ کی عالمی شہرت یافتہ کتاب
کا با محاورہ اردو ترجمہ

مصنف ——— شیخ احمد دیدات رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ——— مصباح اکرم

ترتیب و تحقیق ——— مفتی محمد وسیم اکرم القادری

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

فہرست

☆ مقدمۃ الکتاب ---------- 7
☆ تقسیم مذاہب عالم ---------- 7
☆ سامی وغیر سامی ---------- 7
☆ تین بین الاقوامی نسلی گروہ ----------
☆ حصہ نمبر 1 10
☆ کنفیوشس ازم ---------- 10
☆ کنفیوشس کا پس منظر ---------- 11
☆ حکیم کنفیوشس کے حالات زندگی ---------- 13
☆ کنفیوشس ازم حکیم کنفیوشس کے بعد ---------- 17
☆ کنفیوشس کے اہم ترین اقوال ---------- 20
☆ کنفیوشس کی اہم ترین کتب ---------- 26
☆ کنفیوشی ادب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ---------- 29
☆ کنفیوشس کی اہم ترین تعلیمات ---------- 31
☆ حصہ نمبر 2 37
☆ زرتشت ازم ---------- 37
☆ ابتدائی تعارف ---------- 38

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ایران قبل از زرتشت ---------- 39
☆ زرتشت کے حالات زندگی ---------- 41
☆ عقائد و تعلیمات ---------- 46
☆ دینی ادب ---------- 48
☆ زرتشی ادب کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ ---------- 50
☆ زرتشت کے عقائد و رسومات ---------- 51
☆ زرتشت ازم..... زرتشت کے بعد ---------- 56
☆ حصہ نمبر 3 ---------- 63
☆ دنیا..... اسلام سے قبل ---------- 64
☆ عرب..... اسلام سے قبل ---------- 67
☆ رسول اللہ ﷺ کا مختصر تعارف ---------- 72
☆ اقوال محمد ﷺ ---------- 79
☆ تعلیمات رسول ﷺ ---------- 118
☆ اسلام کی مقبولیت ---------- 258
☆ دین اسلام..... پیغمبر اسلام کے بعد ---------- 260
☆ اسوۂ رسول اکرم ﷺ ---------- 261
☆ القرآن المجید ---------- 266
☆ اساسی تعلیمات ---------- 340
☆ سیاسی تعلیمات ---------- 360
☆ معاشی تعلیمات ---------- 377
☆ اخلاقی تعلیمات ---------- 383
☆ معاشرتی تعلیمات ---------- 394
☆ خصوصیات اسلام ---------- 404

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اسلام، جدت اور حالات حاضرہ ---------- 438
☆ عصری علوم اور دین اسلام ---------- 444
☆ **حصہ نمبر 4** 456
☆ کنفیوشس، زرتشت اور اسلام کا تقابل ---------- 456
☆ **الجزء الاول** ---------- 457
☆ اسلام، زرتشت و کنفیوشس میں بنیادی فرق ---------- 457
☆ **الجزء الثانی:** ---------- 459
☆ کنفیوشس اور اسلام کا تقابل ---------- 459
☆ **الجزء الثالث:** ---------- 468
☆ زرتشت اور اسلام کا تقابل ---------- 468

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے پیارے بیٹے "محمد"

کے نام

اللہ تعالیٰ اسے ایمان کامل،

لمبی عمر اور

صحت کاملہ عطا فرمائے۔

اور یہ دین اسلام کی خدمت میں پیش پیش ہو۔

آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۃ الکتاب

تقسیم مذاہب عالم

سامی و غیر سامی

بنیادی طور پر مذاہب کی دو اقسام ہیں:

1: سامی مذاہب۔

2: غیر سامی مذاہب۔

تین بین الاقوامی نسلی گروہ

نسلی بنیاد پر موجودہ عالمی مذاہب تین نسلی گروہوں میں منقسم ہیں:

1: سامی مذاہب۔

2: آریائی مذاہب۔

3: منگولی مذاہب۔

ان نسلوں کی آبادی کے لحاظ سے وہ مختلف جغرافیائی خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی قدرے تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

سامی مذاہب میں اسلام، عیسائیت اور یہودیت داخل ہیں، لیکن اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ ان مذاہب اور خصوصاً اسلام کا عقیدہ صرف سامی نسل کے لوگوں تک محدود ہے یا سامی نسل کی برتری پر مبنی ہے، کیونکہ اسلام کی تعلیم ہے:

"انما المومنون اخوۃ"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 27، سورۃ حجرات)

"مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لَيْسَ لِلْعَرَبِيِّ فَضْلٌ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ فَضْلٌ عَلَى الْعَرَبِيِّ كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ"

(صحیح البخاری)

"کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔"

اسلام کی تعلیم سامی نسل کی تخصیص یا برتری کے بجائے اصول مساوات کی آئینہ دار ہے۔ ان مذاہب کے سامی النسل ہونے کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ ان کا آغاز سامی اقوام میں ہوا۔ ورنہ یہ تینوں سامی مذاہب آج عالمگیر اور دنیا کے ہر خطے میں پائے جاتے ہیں اور ان میں سے عیسائیت اور اسلام دنیا کے ہر حصے میں آج بھی زبردست سیاسی طاقت ہیں، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے دنیا پر حکمران ہیں۔ اس طرح نسل انسانی کی تاریخ کے اہم اور بنیادی دور میں صرف سامی نسل ہی دنیا کی قیادت کرتی رہی ہے۔ اس عالمی قیادت کے نیچے اتر کر بھی یہ بات نمایاں ہے کہ غیر سامی اقوام سامی اقوام کے برخلاف کبھی اپنے مرکز سے باہر نمایاں اور بااثر نہیں رہیں۔ مشرق وسطیٰ کے علاقے یا افریقہ، یورپ اور دنیا کے کسی علاقے میں کبھی ان کی عملداری قائم نہیں رہی۔

آریائی مذاہب میں ہندومت، جین مت، زرتشتی اور سکھ مت شامل ہیں۔ بعض لوگ بدھ مذہب کو بھی آریائی سمجھتے ہیں لیکن یہ امر نزاعی ہے کیونکہ ساکیامنی (گوتم بدھ) جس علاقہ کے رہنے والے تھے وہ تاریخی طور پر کبھی آریہ کا حصہ نہیں رہا اور نہ اس علاقے کے لوگ آریائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ وہ منگولی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ نیپال اور اس کا ذیریں علاقہ سرحدی ہے۔ اس لئے آریائی نسل اور تہذیب کے اثرات بھی اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں لیکن نسلی، ثقافتی اور مذہبی حیثیت سے منگول نسل اور چینی تہذیب وثقافت کے اثرات بھی آریائی نسل اور ہندو ثقافت کے اثرات پر غالب ہیں۔ محض اس ایک وجہ سے بدھ مذہب کے آریائی ہونے کی تردید ہوتی ہے لیکن اور بھی دوسرے قوی قرائن اس کی تائید کرتے ہیں کہ بدھ مت آریائی نہیں بلکہ منگولی ہے۔ چنانچہ بدھ مت کے موجودہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیرووں کی تعداد کا بیشتر حصہ منگولی نسل اور وطن سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح یہ محض کوئی اتفاق نہیں کہ بدھ مت اپنی توسیع کے دور میں شمال میں بھوٹان، نیپال، تبت وسطی اور مشرق میں جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک برما، سیام، جزیرہ نمائے ملایا اور انڈو چائنا میں پھیلا جو منگول نسل کے علاقے ہیں۔

منگول مذاہب میں کنفیوشی مت، تاؤمت، اسلاف پرستی، شنتومت اور اغلباً بدھ مت بھی داخل ہے۔ یہ سب کے سب مذاہب آریائی مذاہب ہی کی طرح بت پرستی کی ترقی یافتہ اشکال ہیں اور باہم ایک دوسرے کا تتمہ و ضمیمہ ہیں کیونکہ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کا مجموعہ عقائد موجودہ دور کے معاشرہ کی ہمہ جہتی اور مکمل ضروریات کا کفیل ہو سکے۔ دراصل یہ سارے منگول مذاہب ایک مشترکہ خاندان ہے جس کا ابوالعائلہ "کنفیوشی مت" اور جس کا مرشد یا روحانی گرو "تاؤمت" ہے۔

☆☆☆

www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ نمبر 1:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

کنفیوشس ازم

پس منظر......تعارف......بانی......کتاب......عقائد......

اہم ترین معلومات......اور حقائق

www.onlyoneorthree.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس کا پس منظر

ملک چین اور اس کی حکمت و دانش

چین کا شمار دنیا کے قدیم ترین ممالک میں ہوتا ہے اور یہ قدیم حکمت و دانش کا مرکز رہا ہے۔ قدیم تاریخ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے چین کے متعلق یہ تاثر پیدا ہو گیا کہ یہ قوم حکمت، فلسفہ، فکر اور دانش کی خصوصیت سے محروم رہی ہے، لیکن اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ چینی علم و حکمت تک لوگوں کی رسائی نہیں ہو سکی۔ نیز چینی زبان بھی کافی مشکل ہے جس کا سیکھنا کچھ آسان نہیں۔ اسی وجہ سے دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے اس کے اصل معنی کو پوری طرح واضح نہیں کرتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مشہور فرمان ہے، جو امام غزالی نے احیاء العلوم کی کتاب العلم میں نقل کیا ہے:

"اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ"

"علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔"

یہ قول اسی چینی حکمت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آخر کار اس قدیم حکمت و دانش سے حجاب اٹھ گیا اور لوگ چین کے علم و حکمت، فکر و دانش اور عملی اخلاق سے واقف ہوئے۔

تین اہم ترین مذاہب

چین میں تین مذاہب خاص طور پر مروج رہے ہیں جن میں دو خاص اسی علاقے میں ظہور پذیر ہوئے:

1: تاؤازم۔

2: کنفیوشس ازم۔

3: بدھ مت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدھ دھرم ہندوستان سے پہلی صدی عیسوی میں تبلیغ کے ذریعے چین میں پہنچا۔

مذاہب اور مردم شماری

یہ تینوں مذاہب آپس میں اس قدر گھل مل اور مدغم ہو گئے ہیں کہ ایک ہی شخص بیک وقت تینوں مذاہب کا پیروکار ہو سکتا ہے، حتیٰ کہ مردم شماری میں اہل چین کو ان مذہب کی بناء پر مختلف گروہوں میں شمار کرنا محال ہے۔

مذہبی تعصب اور چین

مذہبی تعصب کے فقدان اور مذہبی رواداری کی وجہ سے چین کی تاریخ میں کوئی قتل و غارت کا واقعہ نہیں ملتا۔

کنفیوشس کی مقبولیت اور نام

ان تینوں مذاہب میں زیادہ مقبولیت جس کو حاصل رہی ہے وہ مذہب کنفیوشس ہے۔ اس کو یہ نام عیسائی مشنریوں نے دیا ہے ورنہ خود اہل چین اسے "Ju-Chia" کے نام سے موسوم کرتے ہیں جس کے معنی ہیں "علماء کی تنظیم"

☆☆☆

www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم کنفیوشس کے حالات زندگی

کنفیوشس اور اس کی مشکلات

کنفیوشس ایک معلم، فلسفی اور ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے چین میں معروف ومقبول ہے، جس کے افکار نے مشرقی ایشیا کی تہذیب پر دوررس اثرات چھوڑے ہیں۔ افکار وتعلیمات کی شہرت ومقبولیت کے باوجود کنفیوشس اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کو حسرتوں میں بدل کر اس دنیا سے رخصت ہوا، لیکن عزائم کی ناکامی نے کبھی بھی اس کے مزاج میں تلخی پیدا نہ کی۔

گمنام تاریخ

کنفیوشس کی اصل زندگی مختلف قسم کی روایات کے طومار میں دب کر رہ گئی ہے، حتی کہ اس کی زندگی کے بارے میں بہت کم مواد دستیاب ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش، خاندان اور دیگر تفصیلی حالات سے آگاہی محال ہے۔

کنفیوشس کا زمانہ اور والد

کنفیوشس کا زمانہ تقریباً 551 تا 479 ق م ہے۔ کنفیوشس کا ظہور ایسے زمانے میں ہوا جبکہ چین میں جاگیرداری نظام اپنی موت آپ مر رہا تھا اور ایک نیا چین ابھر رہا تھا۔ کنفیوشس کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک معمولی گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ بعض نے ان کے والد شولان کو شاہی خاندان سے بھی منسوب کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کنفیوشس کے والد ایک بہادر سپاہی اور ایک شہر کے حاکم تھے۔ ان کی بہادری کی داستانیں زبان زد خاص وعام تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش

کنفیوشس 551 قبل مسیح میں چین کے قدیم صوبے لو(Lu) میں اپنے والدین کے ہاں بڑی کبر سنی میں طویل دعاؤں کے بعد پیدا ہوئے۔

نام اور کنفیوشس کی حقیقت

کنفیوشس کا خاندانی نام "Kung" تھا۔ کنفیوشس دراصل کنگ فوتس (Kung-fu-Tze) کی لاطینی صورت ہے جس کے معنی "ماسٹر کنگ" کے ہیں۔

یتیمی، غربت اور حصول تعلیم

یہ تین برس کی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ چونکہ والد نے کوئی اثاثہ نہ چھوڑا تھا، لہذا ابتدائی زندگی نہایت غربت و عسرت کے عالم میں بسر کی۔ لیکن اس کسمپرسی میں بھی تحصیل علم میں مصروف رہے۔

ترقی در ترقی

17 برس کی عمر میں کنفیوشس کو توشہ خانے کا محافظ مقرر کیا گیا۔ اپنی عمدہ کارکردگی سے انہیں گورنر کے ہاں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ پھر انہیں زراعت کا نگران مقرر کیا گیا۔

علمی ترقی اور شادی

انیس برس کی عمر میں وہ سلسلہ ازدواج میں منسلک ہو گئے لیکن اس کے باوجود وہ دانش قدیم کے ماہر تسلیم کیے جانے لگے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ صوبہ لو(Lu) کے وزیر اعظم نے بستر مرگ پر اپنے بیٹے کو تاکید کی وہ کنفیوشس سے علم حاصل کرے۔

علمی محافل اور تدریس

23 برس کی عمر میں انہوں نے تعلیم و تدریس کے میدان میں قدم رکھا اور ایک معلم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے لوگوں کو تعلیم دینے لگے۔ چنانچہ ان کے مکان پر بڑی بڑی معتقد شخصیتیں حاضر ہو کر ان سے علمی راہنمائی حاصل کرتیں، حتیٰ کہ ان کے تلامذہ کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ وہ پندرہ برس تک تدریس میں مصروف رہے اور اپنے فلسفیانہ افکار سے لوگوں کو بہرہ ور کرتے رہے۔ ان کا کہنا تھا:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"برائی سے بھاگنا بہادری نہیں۔"

مجسٹریٹ سے وزیر عدل تک

52 برس کی عمر میں انھیں "Chungtoo" کا مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔ ان کی اصلاحات اس قدر موثر ثابت ہوئیں کہ انھیں اور اعلیٰ عہدوں کے لیے منتخب کر لیا گیا۔ آخر محکمہ عدل کا وزیر مقرر کر دیا گیا۔

مثالی ریاست کا قیام

انھوں نے اپنے لائق شاگردوں کی مدد سے صوبہ لو (Lu) کو سلطنت کی قابل رشک مثالی ریاست بنا دیا۔ لیکن کنفیوشس نے اصلاحات کا معیار اتنا اونچا رکھا تھا کہ وہ زمانے کا ساتھ نہ دے سکیں۔

عروج سے زوال تک

خود غرض لوگوں نے کنفیوشس کے دیگر معاملات میں رکاوٹیں پیدا کرنی شروع کر دیں۔ ہمسایہ ریاستوں نے کنفیوشس کے لیے سازشوں کا جال بچھا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ "chi" کے مرا کش حکمران نے ڈیوک (Duke) کو 80 رقاصائیں اور 120 عمدہ گھوڑے بجھوائے اور ساتھ سفارش کی کہ کنفیوشس کو معزول کر دیا جائے۔

لو (Lu) کے ڈیوک نے ان تحائف کو قبول کر لیا اور کنفیوشس کو فارغ کر دیا۔ چنانچہ 496 قبل مسیح میں کنفیوشس کو ان کے عہدے سے معزول کر دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گشت اور آخری آرزو

پھر 13 برس تک کنفیوشس چین کے مختلف حصوں میں گھومتا پھرتا رہا۔ اس کی آرزو یہ تھی کہ اسے کوئی سلطنت مل جائے جہاں وہ اپنے اصولوں کو نافذ کر کے ایک مثالی ریاست بنا کر اپنے اصولوں کی صداقت کو ثابت کر سکے لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

لائق ترین شاگرد

کنفیوشس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے لائق شاگردوں کا ایک حلقہ تیار کر لیا جس نے دانش قدیم کو کھنگالا اور انہیں مرتب صورت میں پیش کیا۔

وفات

485 قبل مسیح میں کنفیوشس صوبہ لو میں واپس آ کر مقیم ہو گیا۔ 481 قبل مسیح میں اس کا ایک مخلص شاگرد اور 489 قبل مسیح میں دوسرا شاگرد فوت ہو گیا اور اس کے سات روز بعد 489 قبل مسیح میں 73 سال کی عمر میں کنفیوشس نے وفات پائی۔

تدفین اور مقبرہ کی عبارت

کنفیوشس کو احترام کے ساتھ دفن کیا گیا اور کیوفو میں اس کا مقبرہ آج بھی ایک قومی زیارت گاہ ہے۔

اس کے مقبرہ پر "بہترین حکیم، قدیم ترین معلم" کے الفاظ کندہ ہے۔

بعض محققین کی آراء

بعض جدید محققین نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ کنفیوشس کے واقعات کو مبالغہ آمیز رنگ دیا گیا ہے، ورنہ وہ ایک معمولی استاد تھا۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس ازم حکیم کنفیوشس کے بعد

مینشش کنفیوشس کا معتقد

کنفیوشس کی وفات کے بعد اس کے کسی معتقد نے اس کی تعلیمات میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ مینگ زو (Meng Tzu) جو عام طور پر مینشش کے نام سے مشہور ہے وہ کنفیوشس کا سب سے زیادہ معتقد تھا۔ غالباً وہ اس کی موت سے ایک صدی بعد پیدا ہوا۔ وہ بھی لیو (Lu) کا رہنے والا تھا۔ اس کی زندگی اکثر و بیشتر اس کے مرشد کی طرح گزری۔ اس نے ذریعہ معاش کے طور پر فلسفے کا سکول کھول لیا۔ چالیس برس کی عمر میں وہ ایک ریاست سے دوسری ریاست میں اس مقصد سے گھوما کہ وہ حکومت سے کنفیوشی اصولوں کا نفاذ کروا سکے۔ اسے اس بارے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا کیونکہ حالات اب بھی سازگار نہ تھے۔ وہ کافی عرصہ زندہ رہا اور اپنی زندگی کے آخری بیس سالوں میں اس نے کوئی کام نہ کیا۔

اس نے کنفیوشی مذہب کی خدمت کی۔ کنفیوشی تعلیمات کی شرح و تفسیر میں اس نے بڑا اہم کردار ادا کیا اور کنفیوشس کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو ترقی دی۔ وہ بھی اپنے استاد کی طرح انسانی فطرت کی اچھائی پر یقین رکھتا تھا۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ خیر خواہی، ہمدردی اور سچائی و راستبازی جیسی بنیادی صفات انسان میں شرم و حیاء کے جبلی احساس سے جنم لیتی ہیں۔

کنفیوشس اور دوسرے چینی فلسفیوں کی مانند اس نے مذہب اور حیات بعد الممات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور اس سے اپنا پہلو بچانے کی کوشش کی۔ تاہم گمان اغلب یہ ہے کہ وہ بلاشبہ خدائے واحد پر یقین کامل رکھتا تھا، اسے ہی تمام دنیاوی اعزازات کا منبع و مصدر سمجھتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ خدا مصائب و ابتلا کے ذریعے انسانوں کے صبر و حوصلہ کی آزمائش کرتا ہے۔ خدا کو پہچاننے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ انسان اپنے آپ کو پہچانے۔ وہ طاقتوروں کے مقابلے میں مسلسل کمزوروں کی حمایت کرتا رہا اور وہ بار بار اسی پر زور دیتا رہا کہ ایک حکمران کا اولین فرض عوام کی حالت کو بہتر بنانا ہے۔

ہن خاندان کا کردار

منشش کی تعلیمات کا کوئی فوری اثر نہیں ہوا۔ البتہ ہن خاندان کے دور اقتدار میں جب کہ کنفیوشی مذہب کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی، اس دور میں اگرچہ بادشاہ کے اخلاقی فرائض کی نسبت مذہبی تقریبات کی عمدگی اور پاکیزگی و پارسائی میں زیادہ شدت اور غلو پیدا ہو گیا تھا، لیکن اس عہد سے اس کے باوجود کہ تاؤمت اور بدھ مت اس کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے، کنفیوشی مذہب کو سرکاری سرپرستی حاصل رہی اور یہ فیصلہ ہوا کہ چینی سلطنت کے ہر شہر میں کنفیوشی عبادت گاہیں تعمیر کی جائیں، جہاں پر قربانی، موسیقی اور مذہبی رسوم کے ذریعہ کنفیوشس کو خراج عقیدت پیش کیا جائے۔

عبادت گاہیں

یہ عبادت در حقیقت کنفیوشس کی پرستش نہ تھی، نہ اسے ابھی دیوتا کا مقام حاصل ہوا تھا اور نہ اس سے حاجت روائی کے لئے دعائیں مانگی جاتی تھیں، البتہ ہن خاندان کے آخری سالوں میں اس کی مورتی کنفیوشی عبادت گاہوں کی زینت بنا دی گئی۔ اس کے کئی سو سال بعد اس کے چیدہ چیدہ معتقدوں کی مورتیاں بھی کنفیوشس کی مورتی کے ساتھ شامل کر دی گئیں۔ سولہویں صدی عیسوی میں ان مورتیوں کی جگہ لکڑی کی تختیوں پر کندہ کنفیوشی تعلیمات نے لے لی۔

اب ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو کنفیوشی عبادت گاہوں میں پھلوں اور سبزیوں کے چڑھاوے چڑھائے جاتے اور ہر پندرھویں تاریخ کو لوبان جلایا جاتا۔ سال میں دو بار بہار و خزاں کے موسم میں بادشاہ اپنے امراء کے ساتھ خود مذہبی رسومات میں حصہ لیتا اور دعا و مناجات کے ذریعہ امداد کا طالب ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگ خاندان کا دور اقتدار

سنگ (Sung) خاندان کے عہد میں قدیم کنفیوشی تعلیمات کو ترقی دی گئی اور فلسفیوں کے ایک خاص مدرسے نے ان میں کسی حد تک ترامیم بھی کیں۔ یہ فلسفی بدھ مت سے متاثر تھے۔ اس دور کے ایک زبردست چینی عالم "چوسی" (Chuhsi) نے ان تعلیمات کی ایک معیاری تفسیر لکھی ہے۔

چینی تہذیب اور کنفیوشس

چینیوں کے ہاں کنفیوشی تعلیمات اور تہذیب لازم وملزوم ہیں اور پھر کنفیوشی مت مذہب ہے بھی نہیں کیونکہ اس میں نہ کوئی مذہبی اجارہ داری ہے اور نہ خانقاہیں جیسا کہ بدھ مت یا تاؤمت میں۔ پھر بھی یہ مذہب جائے باہمی کے اصول پر چین میں مقبول عام رہا۔ بعد میں اس میں اجداد پرستی جو چینی قوم کا خاصہ ہے شامل ہو گئی۔ اس مذہب کی بیرونی ملک تبلیغ کے لئے چینیوں نے کوئی جدوجہد نہیں کی۔ البتہ چینی تہذیب جب جاپان اور کوریا پہنچی تو کنفیوشی مذہب بھی خود بخود وہاں پہنچ گیا۔

داستان عروج وزوال

کنفیوشی مت 1912ء تک چین کا غالب اور سرکاری مذہب تھا۔ اس کے بعد صدر جمہوریہ چین "یوان شی کی" کے عہد میں (1916ء) اسے مختصر عرصہ کے لئے احیاء نصیب ہوا۔ 1924ء میں پھر اسے زندہ کرنے نے سیاسی حیثیت دینے کی کوشش کی گئی، کنفیوشی مناور کی درستی عمل میں آئی۔ پرانی رسومات کو جدید چین کے مطابق از سر نو ترتیب دیا گیا اور 27 اگست کو جو کنفیوشس کا یوم پیدائش ہے تعطیل قرار دے دیا گیا۔ اب سے کچھ عرصہ پیشتر صورت یہ تھی کہ تمام چینی بنیادی طور پر کنفیوشی تھے، ان کا رجحان کسی حد تک بدھ مت اور تاؤمت کی طرف بھی تھا لیکن اب سیاسی اقتدار چونکہ کمیونسٹوں کے ہاتھوں میں ہے اس لئے اس بارے میں اب کچھ کہنا مشکل ہے۔ چین اور جاپان کو ملا کر دنیا میں کنفیوشیوں کی تعداد تقریباً 45 کروڑ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس کے اہم ترین اقوال

ذیل میں ہم کنفیوشس کے چند اقوال درج کرتے ہیں جن سے اس کے خیالات ونظریات کا پتہ چلتا ہے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

رئیس اور محکوم

کنفیوشس نے کہا:

"بیشک رئیسوں کے اخلاق کی مثال ہوا کی سی ہے اور محکوم لوگوں کی مثال گھاس کی طرح ہے۔ جس طرف ہوا چلتی ہے اسی طرف گھاس مائل ہوجاتی ہے۔"

ارواح پرستی

ایک شاگرد نے کنفیوشس سے پوچھا کہ ارواح پرستی کیا ہے تو کنفیوشس نے جواب دیا:

"جب تم زندوں کی خدمت نہیں کر سکتے روحوں کی خدمت کیا کرو گے۔؟"

"So long as you are not able to serve men,how can you serve the spirits."

آخرت کا موت

کسی شاگرد نے آخرت کے بارے میں سوال کیا تو کنفیوشس نے کہا:

"جب تم زندگی کو نہیں جانتے تو موت کو کیسے جانو گے۔؟"

"So long as you do not know life. How can you know death."

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت

ایک شاگرد نے عبادت سے متعلق سوال کیا تو کنفیوشس نے جواب دیا:

"اگر کوئی شخص انسان کی خدمت پورے طور پر بجالائے اور روحوں کا بھی قدرے احترام رکھے تو عقل و بصیرت ہوگا ہے۔"

بدی کا بدلہ

کسی شاگرد نے پوچھا:

"کیا ہم کو بدی کا بدلہ نیکی سے دینا چاہیے؟"

کنفیوشس نے جواب دیا:

"تو پھر ہم نیکی کا بدلہ کس چیز سے دیں گے؟ ظلم کا انصاف سے بدلہ دو اور نیکی کا احسان سے۔ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے ہو۔"

علم و فکر کا رشتہ

کنفیوشس نے کہا:

"فکر کے بغیر علم ایک بیکار محنت ہے اور علم کے بغیر فکر خطرناک ہے۔"

محتاط آدمی

کنفیوشس نے کہا:

"محتاط آدمی سے فاش غلطی نہیں ہوتی۔"

والدین اور اولاد

کنفیوشس نے کہا:

"والدین کی نیکیاں اور برائیاں بچوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچائی اور عظمت انسان

کنفیوشس نے کہا:

"سچائی کی عظمت انسان سے ہے نہ کہ انسان کی عظمت سچائی سے۔"

"If there be righteousness in the heart there will be beauty in the character."

دل اور کردار

کنفیوشس نے کہا:

"دل کی درستگی کردار کی درستگی ہے۔"

"If there be beauty in the character there will be harmony in the home."

سیرت خاندان

کنفیوشس نے کہا:

"حسن سیرت خاندانی ہم آہنگی پر منتج ہوتا ہے۔"

"If there be harmony in the home there will be order in the nation."

ہم آہنگی

کنفیوشس نے کہا:

"خاندانی ہم آہنگی قومی نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔"

"If there be order in the nation. there will be peace in the world."

www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی نظم وضبط

کنفیوشس نے کہا:

"قومی نظم وضبط عالمی امن پر منتج ہوتا ہے۔"

نیکی اور بدی

کنفیوشس نے کہا:

"نیکی انسان کو خوشحالی بخشتی ہے اور بدی افلاس کا سرچشمہ ہے۔"

اچھائی اور برائی کا معیار

کنفیوشس نے کہا:

"اچھا آدمی وہ ہے جسے اچھے لوگ اچھا سمجھیں اور اس سے برے لوگ نفرت کریں۔ برا آدمی وہ ہے جسے برے لوگ اچھا سمجھیں اور نیک آدمی اس سے نفرت کریں۔"

اچھی حکومت

کنفیوشس نے کہا:

"اچھی حکومت وہ ہے جس میں بادشاہ بادشاہ ہو، وزیر وزیر ہو اور باپ باپ ہو۔"

خوشحالی اور تعلیم

ایک ریاست کی آبادی بڑھ گئی، کنفیوشس سے اس کا حل پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا:

"اول انہیں خوشحال بناؤ پھر انہیں تعلیم دو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی پسند

کنفیوشس نے کہا:

"جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے پسند کیوں کرتے ہو۔؟"

حقیر فوائد کا لالچ

کنفیوشس نے کہا:

"حقیر فوائد کے حصول کا لالچ بڑے بڑے معاملات کی تکمیل میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔"

ابتدا اور انجام

کنفیوشس نے کہا:

"ابتدا پر توجہ دینے سے قبل انجام کو سوچ لو۔ اس صورت میں انجام کار کوئی مشکل نہ ہوگی۔"

اعلیٰ اور ادنیٰ انسان

"اعلیٰ انسان جو چیز اپنی ذات میں تلاش کرتا ہے ادنیٰ اسے دوسروں میں ڈھونڈتا ہے۔"

لوگوں سے ملاقات

کنفیوشس نے کہا:

"جب باہر نکلو تو لوگوں سے اس طرح پیش آؤ جیسے تم ایک معزز مہمان کی خدمت بجالا رہے ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے سلوک

کنفیوشس نے کہا:

"لوگوں سے تمہارا سلوک اس طرح ہونا چاہیے گویا تم ایک عظیم قربانی دے رہے ہو۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

عزت کا معیار

کنفیوشس نے کہا:

"جو تم اپنے لیے نہیں چاہتے وہ دوسروں کے لیے بھی نہ چاہو۔ اس طرح خاص و عام میں کوئی بھی تمہیں برا نہ کہے گا۔"

انسان کی امتیازی خوبیاں

کنفیوشس نے کہا:

"خیر خواہی، ہمدردی اور ایثار انسان کی امتیازی خوبیاں ہیں۔ انسانی کردار میں ان کی مجسم صورت ہی دراصل اس کے فرض شناس کی نشاندہی کرتی ہے۔"

کونسی جائیداد

کنفیوشس نے کہا:

"انسان پیدائش کے وقت کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا اور نہ ہی مرتے وقت کچھ ساتھ لے جاتا ہے۔"

بھائی چارہ

کنفیوشس نے کہا:

"چاروں سمندروں میں جو بھی انسان ہیں وہ سب بھائی بھائی ہیں۔ پھر ایک نیک انسان کیونکر فکرمند ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی بھائی نہیں ہے؟"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کو نصیحت خود میاں فصیحت

کنفیوشس نے کہا:

"وہ شخص جو خود جھک جاتا ہے دوسروں کو کس طرح سیدھا کر سکتا ہے؟"

☆☆☆

کنفیوشس کی اہم ترین کتب

بنیادی پانچ کتب

کنفیوشس کی تعلیمات کا جائزہ لینے کے لئے جو بنیادی کتب ملتی ہیں وہ پانچ ہیں اور ان کو (Five Kings) کہا جاتا ہے:

1: شو کنگ۔ 2: شی کنگ۔
3: لی چی۔ 4: یی کنگ۔ 5: چن چن۔

شو کنگ

شو کنگ کو "شوچنگ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب تاریخ کی کتاب ہے جس میں اڑھائی ہزار قبل مسیح سے لے کر چھٹی صدی قبل مسیح تک کے مختلف شاہی خاندانوں کے حالات مذکور ہیں۔ نیز ان کی تاریخی تقریریں شامل ہیں جو پہلے 100 تھیں اب اٹھاون رہ گئی ہیں۔

شی کنگ

شی کنگ کو "شی چنگ" (The Book of Poetry) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر شاعری کی کتاب ہے۔ اس منظوم کتاب میں 18 سو قبل مسیح سے لے کر چھٹی صدی قبل مسیح تک مختلف خاندانوں کے حالات نظم کی صورت میں ملتے ہیں جو ابتداء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی تین ہزار نظموں پر مشتمل تھی جن میں سے کنفیوشس نے 305 نظموں کا انتخاب کیا جو آگے نقل ہوا۔

لی چی

لی چنگ کو "The Book of Rites" کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب کتاب رسوم ہے۔ یہ کتاب دراصل ایک خاص خاندان کی سرکاری کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں وہ رسومات اور طریقے درج ہیں جن پر بادشاہ اور ان کے امراء عمل کیا کرتے تھے۔

یی کنگ

یی کنگ کو" تا یی چنگ" (Yiking) (Yiching) بھی کہا جاتا ہے اس کو "کتاب تغیرات" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب مختلف قسم کے واقعات اور حوادث کے بیان میں ہے اور یہ سب سے قدیم کتاب قرار دی جاتی ہے۔ کنفیوشس اس کتاب کا بڑا دلدادہ تھا۔ وہ اس قدیم مصنف کی اس قدیم تصنیف کو اس حد تک اہمیت دیتا تھا کہ ایک بار اس نے کہا:

" اگر مجھے میری عمر اجازت دے تو پچاس برس میں صرف اسی کتاب کا مطالعہ کرتا رہوں۔"

یہ کتاب مختلف قسم کے طلسماتی (جادوئی) منتروں اور علم جعفر سے متعلق مختلف باتوں پر مشتمل ہے۔

چن چن

چن چن (Chun-Chin) کو Anais of Spring and Autumn" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب بہار اور خزاں کے واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ کنفیوشس کی اپنی تالیف ہے جس میں انہوں نے سلطنت لو (Lu) کے آٹھویں صدی قبل مسیح تا 722 481 (اپنی وفات کے کچھ عرصہ قبل) تک کے حالات بیان کیے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار افکاری کتب

چار کتابیں کنفیوشس کے افکار کے مطالعہ کے لئے ضروری ہیں جو اس کے تلامذہ نے لکھیں ہیں۔ وہ یہ ہیں:

1: اینلکٹس۔ 2: علم عظیم۔

3: چونگ جونگ۔ 4: نظریہ اعتدال۔

اینلکٹس

اینلکٹس (The Anangcts) کنفیوشس اور ان کے تلامذہ کے اقوال ومباحث پرمبنی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں کنفیوشس لوگوں سے باتیں کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس میں زندگی کے حقائق عام فہم کہانیوں اور تمثیلوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

علم عظیم

کتاب علم عظیم (The Great Learning) دراصل "لی چی" کا انتالیسواں باب ہے لیکن بعد میں اسے اس کی افادیت کی بناء پر الگ سے تیار کر لیا گیا اور اس میں کنفیوشس کے بارے میں زیادہ معتبر باتیں نہیں ملتیں۔

چونگ جونگ

چونگ جونگ کو "The Doctrine of the means" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب بھی دراصل "لی چی" کا باب نمبر 28 ہے اور کنفیوشس کے فلسفیانہ افکار کی بڑی حد تک تشریح ہے جس میں خاص طور پر فطرت انسانی اور کائنات کے نظام اخلاق پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب کنفیوشس کے پوتے "کیہ" کی طرف منسوب ہے۔

نظریہ اعتدال

کتاب نظریہ اعتدال (The Book of Mencius) کنفیوشس کے اقوال ماننے والے مفکرین کے اقوال پرمبنی ہے اور یہ کتاب فلسفہ کنفیوشس کو سمجھنے کیلئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینے کا کام دیتی ہے۔

☆☆☆

کنفیوشی ادب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

کتابوں کا ضائع ہونا

کنفیوشی ادب کی کتابوں کی تاریخ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ان کتابوں کو مختلف آزمائشوں سے گزرنا پڑا ہے۔ پورے چین کا حقیقی حکمران ڈیوک تھا جسے شہنشاہ اعظم کہنا بجا ہوگا۔ یہ چن (Chun) خاندان کی مختصری حکومت کا بانی تھا۔ جس نے چین کے تمام صوبہ جات کو اپنے زیر نگیں کر کے 221 قبل مسیح میں ایک عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی اور شہنشاہ اول کا لقب اختیار کیا۔ اس نے پہلے جاگیرداری نظام کا قلع قمع کیا، سلطنت کو 36 صوبوں میں تقسیم کیا اور دنیا کے عجائبات میں سے ایک مشہور عجوبہ دیوار چین تعمیر کرائی۔ اسی نے نیا سکہ ایجاد کیا اور چینی طرز تحریر کی اصلاح کی۔ لیکن ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ اس شہنشاہ نے 213 قبل مسیح میں یہ حکم دیا کہ کنفیوشس کی تمام کتابوں کو جلا دیا جائے۔ اس کے علاوہ اس شخص نے کنفیوشس کے چار سو بیس علماء کو زندہ دفن کروا دیا۔ لیکن تین سال ہی گزرے تھے کہ یہ شہنشاہ فوت ہو گیا۔

ہن خاندان کا دور حکومت

شہنشاہ اول کی موت کے بعد "ہن" (Hun) خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ اس دور میں کنفیوشس کی کتابوں کو دوبارہ برسر عام لایا گیا اور انہیں از سر نو شہرت حاصل ہوگئی۔ بہر حال جو کتابیں کنفیوشس نے خود لکھیں، اس سے پہلے لکھی گئیں یا اس کے شاگردوں نے لکھیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے "Lewis Brown" لکھتا ہے:

"For the most party, they are the collection of ancient rituals, hymns, cermonial laws, magic,

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

historcial chronicles and proverbs. Their importance to us rests not upon tgheir own merrit but soley upon the very real thought night incredible on maret. They have dominated the life and tought of learned china."

(The Believing World-Brown)

یہ کتب زیادہ تر قدیم رسومات، جشن، رواجی قوانین، تاریخی روایات اور ضرب الامثال کا مجموعہ ہے۔ ان کی اہمیت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے زمانہ دراز تک چین کی علمی اور فکری زندگی کو متاثر کئے رکھا ہے۔

☆☆☆

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com
www.onlyOneorThree.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس کی اہم ترین تعلیمات

مذہب اور روحانی پہلو

کنفیوشس مشرق بعید کا قدیم ترین مذہب ہے۔ لیکن حقیقی معنوں میں کنفیوشس مت کوئی مذہب نہیں ہے، کیونکہ کنفیوشس نے الہام کا کوئی دعویٰ نہیں کیا، نیز کنفیوشس مذہب، خدا، وحی، الہام، جنت و جہنم اور اخروی جزا و سزا جیسے مابعد طبیعاتی حقائق کے متعلق خاموش ہے۔ اس میں کوئی "مذہبی عبادات" یا "دینی عقائد" نہیں پائے جاتے جنہیں نے بھی روح کو غیر فانی نہیں کہا۔ فی الحقیقت وہ کسی اعلیٰ ترالٰہی وجود کے ازلی و ابدی علم اور کامل ہدایت کے سرچشمے سے سیراب نہیں ہوا، اس لئے اس میں روحانی تسکین اور قلبی طمانیت کا وجود نہیں۔ الغرض کنفیوشس کی تعلیمات میں روحانی پہلو ناپید ہے جو اہم مذہبی خصوصیت ہے۔

کنفیوشس ازم کی اہم ترین ابحاث

کنفیوشی تعلیمات کو کسی طرح الہامی نہیں کہا جا سکتا، نہ ہی کنفیوشس نے خود الہام کا دعویٰ کیا۔ اسے صرف انسان کے ان فرائض سے بحث تھی جو اس پر معاشرے کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتے ہیں۔ ان ہی فرائض کی ادائیگی میں ہم آہنگی دراصل رضائے الٰہی کا موجب تھی ہے اور جب کہ ان کی مخالفت اس کی نافرمانی۔

خدائے واحد کا تصور

کنفیوشی تعلیمات میں خدائے اعلیٰ کے بارے میں نہایت مبہم سے اشارے ملتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اس نے بہت ہی کم اظہار خیال کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، ان میں سے ایک روحانی شخصیات کا مسئلہ ہے۔

مردوں کو ایصالِ ثواب

کنفیوشس خود مردوں کی ارواح کو ایصالِ ثواب کے لئے رسوم انجام دیا کرتا تھا، لیکن اس کا قول تھا:

"اگر تم انسانوں کی خدمت نہیں کر سکتے تو پھر ارواح کی خدمت کس طرح کر سکتے ہو؟"

آخرت کا انکار

اس کے ایک اور جملے سے آخرت یا حیات بعد الممات کے متعلق اس کے نظریے پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کا کہنا ہے:

"جب تم زندگی کی حقیقت کو نہیں جانتے تو تم موت کو کہاں سمجھ سکتے ہو؟"

اس بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ کنفیوشس کی تعلیمات صرف دنیا تک محدود تھیں۔

دنیاوی و سیاسی نظریہ

کنفیوشس ازم حقیقتاً ایک سیاسی نظریہ ہے، یہی وجہ ہے کہ سیاسی دائرہ میں اس کا وسیع اثر رہا ہے۔ لہٰذا ماہر مذہب کی رائے ہے کہ کنفیوشس مذہبی مقتدا تو نہیں تھا، البتہ معاشرتی، اجتماعی اور سیاسی مصلح ضرور تھا۔ زندگی کے ابتدائی شعبوں نیز اچھی حکومت اور حکمران پر اس کی کافی تعلیمات ہیں۔ وہ رعایا سے زیادہ حاکم کی اصلاح کا قائل تھا۔ اس کے خیال میں ایک نیک اور مثالی حاکم رعایا کی اصلاح کر کے اسے نیک اور مثالی بنا سکتا ہے۔ اس کا قول ہے:

"حاکم کو اپنے نام کی لاج رکھنی لازم ہے۔"

کنفیوشس اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک مرتبہ جنگل سے گزر رہا تھا کہ راستے میں ایک عورت کو روتے ہوئے پایا۔ عورت سے پوچھنے لگا:

"وہ ایسے خطرناک مقام کو چھوڑ کیوں نہیں دیتی؟"

عورت نے جواب دیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حکومت جابر اور ظالم ہے۔"

حکیم کنفیوشس نے شاگردوں سے کہا:

"بچو! یاد رکھو! ظالم اور جابر حکومت شیر سے بھی زیادہ وحشی اور خوفناک ہے۔"

کنفیوشس کی بادشاہ کے لیے تعلیمات

حکیم کنفیوشس نے حکمرانی کے پانچ اصول بتائے ہیں:

1: فیض رسانی۔ 2: دیانت داری۔

3: خوش اطواری۔ 4: عقل ودانائی۔

5: خلوص یعنی صحیح عقیدہ۔

کنفیوشس ہی کا قول ہے:

"اچھی حکومت وہ ہے جس میں بادشاہ بادشاہ ہو اور وزیر وزیر ہو۔"

کنفیوشس کی حکومت

کنفیوشس خود کچھ عرصہ صوبہ "لو" کا وزیر عدل رہا تھا۔ اس وقت اس نے اسے مثالی ریاست بنانے کی کوشش کی اور بددیانتی اور برائی کو ختم کر دیا۔ حتی کہ گلی کوچے میں گری پڑی اشیاء کوئی نہ اٹھاتا تھا۔ اس کے زمانۂ وزارت میں وفاداری اور نیک نیتی عوام کی خصوصیات اور پاکدامنی وعفت خواتین کی خصوصیات ہو گئی تھیں۔ اس نے ایک بڑے عہدیدار کو بھی سزا دے کر اپنی انصاف پسندی کو چار چاند لگائے لیکن آخر کار حاسدوں نے اسے معزول کروا دیا۔ کنفیوشس کی زندگی بھر آرزو رہی تھی کہ اسے حکمرانی نصیب ہو تا کہ وہ مثالی حکومت قائم کر سکے، جبکہ خود اس کا قول ہے:

"میں صرف تین سال میں اپنے افکار کو عملی شکل دے سکتا ہوں۔"

"If any ruler would employ me as his director for twelve months, I would accomplish some thing considerable. In three years, I would attain the realization of my hopes."

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس کی معاشرتی تعلیمات

تنظیم معاشرہ حکیم کنفیوشس کے نزدیک ایک حکم خداوندی ہے جس کی ترکیب "پانچ رشتوں" سے ہوتی ہے۔ ہر رشتہ وفاداریوں کے نظام سے منسلک ہے۔ الغرض انہوں نے صرف ان امور سے بحث کی جن سے عوام کو روزمرہ زندگی میں واسطہ پڑتا ہے۔ اس طرح اس کی معاشرتی واخلاقی تعلیمات سادہ، عام فہم اور لچکدار ہیں، جس کا بیشتر حصہ فطری اصول پرمبنی ہے۔

حکیم کنفیوشس نے معاشرتی استحکام کے لئے مندرجہ ذیل پانچ رابطوں کے استحکام پر زور دیا ہے:

1: حاکم اور رعایا کا رابطہ۔

2: باپ اور بیٹے کا رابطہ۔

3: میاں اور بیوی کا تعلق۔

4: بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی سے تعلق۔

5: دوست اور دوست کا تعلق۔

کنفیوشس نے اخلاقی زندگی اور معاشرتی استحکام کی بنیاد مذکورہ پانچ رابطوں پر رکھی ہے، ان میں سے ہر ایک کے ذمہ کچھ فرائض اور ہر ایک کے لئے کچھ حقوق ہیں جن کا تعلق حاکم وقت سے بھی ہے اور عام رعایا سے بھی۔ ان میں سے ہر شخص اطاعت وفرمانبرداری کے ایسے نظام سے منسلک ہے جس کا تعلق ایک دوسرے سے ہے۔ پہلے چار رشتوں کے متعلق معین اصول ہیں اور پانچویں رشتے میں تعلیم ورضا اہم کردار سرانجام دیتے ہیں۔

کنفیوشس اس بات کا قائل ہے کہ بدنظمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حاکم اپنے مرتبہ کے تقاضے نبھانے میں قاصر ہو اور رعایا بھی اپنے مقام سے دور ہو چکی ہو۔ باپ اپنے مقام اور مرتبہ سے غافل ہو اور بیٹا اپنے فرائض سے منہ موڑ چکا ہو۔ بنا بریں اخلاقی بلندی اور معاشرتی استحکام اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کا خیال نہ رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نے ایک بار اس سے پوچھا:
"کیا کوئی لفظ ایسا ہے جو زندگی کے لئے بنیادی اصول کا کام دے سکے۔؟"
اس نے جواب دیا:
"ہاں! "باہمی مراعات" یعنی دوسروں کے ساتھ وہ سلوک نہ کرو جو تم دوسروں سے اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔"
کنفیوشس کا یہ بھی قول ہے:
"اچھی حکومت اور اچھا معاشرہ وہ ہے جس میں بادشاہ بادشاہ ہو، وزیر وزیر ہو، باپ باپ ہو اور بیٹا بیٹا ہو۔
حاکم کو تلقین کی کہ بادشاہ خود اپنے عمل سے رعایا کے لئے اچھی مثال قائم کرے، نیز تاکید کی کہ حکمران طبقہ اور رعایا اپنے فرائض خلوص سے سرانجام دیں۔

حاکم اور رعایا:
کنفیوشس کے نزدیک رعایا کو ہر حال میں حاکم کی اطاعت کرنی چاہئے۔

باپ اور بیٹا:
کنفیوشس میں باپ بیٹے کا مالک ہے اور بیٹا اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔

میاں بیوی کا تعلق:
کنفیوشس میں میاں گھر کا سربراہ ہے جبکہ بیوی اس کی غلام۔

بھائی کا بھائی سے تعلق:
کنفیوشس کہتا ہے کہ ایک بھائی کے دوسرے بھائی کے ساتھ تعلقات بہتر ہونے چاہئے۔ بہرحال بڑا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

دوست کا دوست سے تعلق:
کنفیوشس میں دوستی کوئی لازمی امر نہیں۔ بہرحال اگر کسی آدمی کا کوئی دوست ہو تو اسے اس کی رعایت اور خوشنودی لازماً خاطر رکھنی چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنفیوشس کی اخلاقی تعلیمات

کنفیوشس کی تعلیمات کی بنیاد اخلاق پر ہے۔ وہ اصلاح اخلاق کے لئے علم و تربیت کو ضروری بتلاتا ہے۔ کنفیوشس نے اخلاق کے جن پہلوؤں پر زیادہ زور دیا ہے وہ والدین کی اطاعت، حاکم کی اطاعت، عدل و انصاف اور عزیزوں کی امداد ہے۔

اس کا مشہور مقولہ ہے:

"اچھا آدمی وہ ہے جسے اچھے لوگ اچھا آدمی کہیں اور اس سے برے لوگ نفرت کریں۔ جبکہ برا آدمی وہ ہے جسے برے لوگ اچھا سمجھیں اور اچھے لوگ اس سے نفرت کریں۔"

کنفیوشس کی علمی تعلیمات

کنفیوشس کا قول ہے:

"دنیا کی سب سے بڑی دولت علم ہے۔"

نیز تعلیم کی افادیت کے متعلق ان کا قول ہے:

"ایسا کوئی شخص مشکل سے ہی ملے گا جس نے تین سال تک علم حاصل کیا ہو اور اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا ہو۔"

نیز کنفیوشس علم کے لئے غور و تدبر کو لازمی قرار دیتا ہے۔ اس کا قول ہے:

"بغیر فکر علم بیکار محنت ہے۔"

☆☆☆

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ نمبر 2:

زرتشت ازم

پس منظر...... تعارف...... بانی...... کتاب...... عقائد......

اہم ترین معلومات...... اور حقائق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی تعارف

پیروکار

دینِ زرتشت کو مشہور عالمی مذاہب میں سے ایک ہے، لیکن یہ امر خاصہ تعجب خیز ہے کہ ان تمام عالمی ادیان میں سے جو صدیوں سے زندہ رہے اور آج بھی موجود ہیں ان میں سے ایک ہونے کے باوجود اس کے ماننے والوں کی تعداد انتہائی قلیل ہے یعنی پوری دنیا میں فقط سوا لاکھ کے قریب۔

ہندوستانی اور ایرانی آریا

زرتشت کی تاریخی داستان خاصی طویل ہے۔ آج سے بہت پہلے وسط ایشیا سے ایک قوم اٹھی جسے آریا کہا جاتا ہے۔ کچھ آریا لوگ مغرب کی جانب چلے گئے اور اس نسل کے لوگ یورپ میں آج تک آباد ہیں۔ کچھ مشرق کی طرف آئے جن میں نمایاں آریاؤں کی دو شاخیں ہیں:

1: ہندوستانی آریا۔

2: ایرانی آریا۔

یہ بات تاریخی شواہد سے واضح ہے کہ ان دونوں شاخوں کی جغرافیائی اصل ایک تھی۔ اس لئے قدیم ایران کا مذہب اور قدیم ہندوستان کا مذہب آپس میں مشترک ہیں اور ان دونوں مذاہب کی روایات کافی حد تک ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اگرچہ دونوں مذاہب میں مماثلت کے باوجود بعض بنیادی اختلافات بھی ہیں۔

گمان غالب ہے کہ قدیم آریا کے دو صدیاں قبل دو حصے ہو گئے تھے۔ ایک ایران میں رہ گیا اور ایک ہندوستان میں آکر آباد ہو گیا۔ اصل میں دونوں کے دینی افکار کی بنیاد ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ مگر جغرافیائی ماحول کی بناء پر دونوں کی آئندہ زندگی مختلف ہو گئی۔

تین اہم ترین ادوار

اہل ایران کے مذاہب کے تاریخی حالات دریافت کرنا ویدک دھرم سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ ایران کا قدیم مذہبی ادب بہت کم دستیاب ہے۔ ایرانی مذہب کی تاریخ کے مطالعہ کی سہولت کے لئے اسے تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1: ایران قبل از زرتشت۔

2: زرتشت اور اس کی تعلیم۔

3: زرتشت کے بعد زرتشتی مذہب کا ارتقاء۔

☆☆☆

ایران قبل از زرتشت

مظاہر فطرت کی پرستش

قدیم ایران کا مذہب ویدک دھرم کے مشابہ تھا۔ چنانچہ دونوں میں مظاہر فطرت کی پرستش رائج رہی تھی اور لوگ دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔

مشہور مصنف جے بی ناس نے لکھا ہے:

"The common people worship powers known as devas, similar ones of the veda, they were personifications of the powers of nature - Sun, Moon, Stars, Earth, Fire, Water and Winds."

(J.B. Noss)

ویدک دھرم اور ایرانی مذہب کی مماثلتیں

دونوں مذاہب کے ہاں ایک ہی نام اور ایک ہی خوبیوں سے متصف دیوتاؤں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرستش ہوتی تھی۔ مثلاً: ہندوستانی دیوتا "مترا" ایرانی دیوتا "متھرا" سے مشابہ ہے۔ ہندوستانی دیوتا "وایو" ایرانی دیوتا "وتا" سے مشابہ ہے، جبکہ ہندوستانی دیوتا "یم" ایرانی دیوتا "جم" سے مشابہ ہے۔ اسی طرح یونانی دیوتا "یورانوز" ویدک دھرم کے دیوتا "ورونا" سے مشابہ ہے۔ یہاں یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ جس طرح، ویدک دھرم میں مظاہر فطرت کی پرستش نظر آتی ہے اسی طرح قدیم ایرانی مذہب میں لوگ مظاہر فطرت کی پرستش کرتے نظر آتے ہیں۔

اگنی دیوتا کا تصور

ایرانیوں میں اگرچہ اگنی دیوتا کا تصور نہ تھا، تاہم براہ راست آگ کا احترام اور اس کی پرستش کی جاتی تھی۔ دیوتاؤں کے لئے قربانیاں دیتے وقت آگ جلائی جاتی تھی۔ قربان گاہ کے نزدیک گھاس کو پاک کیا جاتا تھا اور اس پر سوم رس چھڑکا جاتا تھا۔ ایک میز لگائی جاتی تھی جس پر قربانی کے ٹکڑے رکھے جاتے تھے، چنانچہ زرتشت کی آمد سے قبل مظاہر فطرت اور مختلف دیوتاؤں کی پوجا کا رواج عام تھا۔

ایرانیوں کی چند خوبیاں

ایرانیوں میں زرتشت کے آنے سے پہلے چند خوبیاں بھی موجود تھیں، جن میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ یہ لوگ جھوٹ سے نفرت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ مقروض ہونے سے بھی بڑی نفرت کرتے تھے، کیونکہ مقروض ہونا جھوٹ بولنے کے جرم کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ طب میں مہارت رکھتے تھے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرتشت کے حالات زندگی

زرتشت کا زمانہ پیدائش

زرتشت مذہب کے مطابق زرتشت ایران کے قدیم پیغمبر ہیں، لیکن ان کے زمانے میں اختلافات پایا جاتا ہے۔ مثلاً: مغربی محققین میں سے بعض نے ان کا زمانہ 660 قبل مسیح سے 583 قبل مسیح قرار دیا۔ بعض نے 1000 قبل مسیح، بعض نے 2200 سے 2400 قبل مسیح اور بعض محقق ایسے بھی ہیں جو زرتشت کا زمانہ 6350 قبل مسیح بتاتے ہیں۔ بعض زمانہ ماقبل تاریخ بتاتے ہیں۔ زرتشت کے متعلق معلومات کا ذریعہ اوستا اور ایرانی روایات ہیں۔

تاریخی حیثیت

بہر حال زرتشت کی شخصیت افسانوی ہے یا تاریخی اور واقعی۔ اگر تاریخی ہے تو کس صدی قبل مسیح میں؟ اس کا جواب اور اس کی تفصیلات دنیا کے کسی گوشے میں بھی یقینی طور پر نہیں مل سکیں۔ یورپ کے محققین بھی قطعی اور حتمی طور پر کچھ بیان نہیں کر سکے۔ خود زرتشت کے ایک پیروکار ایم این دھلا (Mr. M.N.Dhalla) نے "History of Zoraestrianism" میں لکھا:

"We know some thing of Buddha and Jesus but we know practically nothing of the life Zordaster"

اگر زرتشت کے متعلق کچھ معلومات میسر ہیں تو وہ فقط ان کی مذہبی کی دینی کتب "اوستا" میں ہیں یا دیگر نا قابل یقین روایات سے ملتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ زرتشت

انگریزی لفظ "Zoroaster" یونانی لفظ زرتشا سے بنا ہے۔ اس لفظ کے کیا معنی ہیں؟ اس کے بارے میں مختلف قیاس آرائیاں کی گئی ہیں اور حسب ذیل معنی تجویز کیے گئے ہیں:

1: بڑا پادری۔ 2: دستور۔

3: دستور دستوراں۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

4: روحانی رہنما (Spirtual Guide)

5: اونٹوں والا بوڑھا (شیخ الابل)۔

بہرحال ان معانی میں اول الذکر یعنی "بڑا پادری" معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔

زرتشت کی ولادت

زرتشت کے مولد کے متعلق مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ غالباً وہ "میڈیا" یا "باختریہ" کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ "پوروشاسپ" زمیندار کے گھر میں پیدا ہوئے جن کا تعلق آریا قوم کی ایک ذات سے تھا۔

بعض مؤرخین یا محققین نے زرتشت کے مولد (موجودہ تہران) کے قریب ایک جگہ رے (Ray) قرار دیا ہے۔ اوستہ کے حوالے کے مطابق زرتشت کا گھر "دادیا" (Daldya) کے کنارے پر تھا۔ ایک دوسری زرتشتی کتاب میں مذکور ہے کہ زرتشت کا گھر ایک دوسرے دریا "دراجا" کے کنارے واقع تھا۔ لیکن اس بات سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ دریا میڈیا کے شمال مغربی سرحد پر ہے۔ علامہ شہرستانی نے دونوں میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ باپ اول الذکر علاقے میں رہتا تھا اور ماں رے کی تھی۔

والد، والدہ اور خاندانی پیشہ

ان کے والد کا نام پوروشاسپ (Porushasep) اور والدہ کا نام دعدو (Duhdu) تھا۔ زرتشت کا خاندان جادوگروں اور پروہتوں کا خاندان تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کی خوشخبری

کہا جاتا ہے کہ زرتشت کے والد نے شراب پی تو فرشتے نے بچے کی پیدائش کی خوشخبری سنائی۔

خرق عادت

زرتشت کے چند خارق عادت افعال درج ذیل ہیں:

1: مجوسی ازم کے مطابق زرتشت کو بھڑکتی آگ میں ڈالا گیا تو آگ گلزار بن گئی اور وہ شعلوں سے کھیلنے لگے۔

2: زرتشت کو مویشیوں کے راستے میں ڈالا گیا تو ایک گائے نے ان کی حفاظت کی۔

3: زرتشت کو بھیڑیوں کے غار میں چھوڑ دیا گیا تو بھیڑیے زمین میں گڑ گئے۔

4: زرتشت کو دو فرشتوں نے دودھ پلایا۔

5: کہا جاتا ہے کہ صوبے کے گورنر نے اپنے بڑے مشیروں کے مشورے سے بچے کو آگ میں ڈال دیا لیکن بچہ محفوظ رہا۔ چنانچہ ایرانی روایات میں ان کی پیدائش کے ساتھ بعض معجزے پیش کیے گئے ہیں۔ مجوسیوں کو علم نجوم سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ بچہ (زرتشت) ان کے مذہب کے زوال کا باعث ہو گا لہٰذا اس کے قتل کی بھی کوششیں کی گئیں۔

حصول تعلیم

کہا جاتا ہے کہ زرتشت نے بچپن میں ہی ایک ایالیتی حکیم "برزاں کرزل" سے تعلیم حاصل کی۔ پندرہ برس کی عمر میں ان کی روحانی رسم ادا ہوئی۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے ملک کے دانشوروں، مسافروں، تاجروں اور سیاحوں سے مذاکرات اور مکالموں کے ذریعے معلومات جمع کیں۔ ان میں علم و فن سیکھنے کا بے پناہ جذبہ موجود تھا۔ ذہانت اس قدر تھی کہ ایک سال کے قلیل عرصے میں متعدد علوم، مذاہب، زراعت، گلہ بانی اور جراحی کے ماہر ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر و مذہب، نیکی وبدی اور دو خداؤں کا تصور

زرتشت نے جوانی میں خدمت خلق کے کارنامے سرانجام دیئے۔ یہ سوچ بچار کے عادی تھے۔ پہاڑ میں گوشہ نشین ہوئے اور ان کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ انسان آئے دن طرح طرح کی مصیبتوں کا کیوں شکار رہتا ہے؟

غروب آفتاب کا منظر دیکھ کر زرتشت اچھل پڑا، انہیں اپنے مسئلے کا حل مل گیا تھا، وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ جس طرح دن روشنی اور اندھیرے میں بٹا ہوا ہے اسی طرح دنیا بھی نیک اور بد میں منقسم ہے۔ نیز جس طرح دن رات میں تبدیلی ممکن نہیں اسی طرح نیکی اور بدی کا باہم بدل جانا ممکن نہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح اندھیرا اور روشنی دو الگ چیزیں ہیں اسی طرح دو خدا ہیں۔ ایک خدا سراپا نیکی اور خیر "اہورمزدا" (یزداں) اور دوسرا خدا سراپا بدی اور شر جسے وہ "اینگرامینوں" (اہرمن) کہتے ہیں۔ اس طرح پورے مذہب کی بنیاد ثنویت پر رکھ دی۔

بعض محققین نے اس بات کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زرتشت کی تعلیم توحید کی تعلیم تھی۔

سات غیر فانی ہستیاں

دین زرتشت میں خدا کی صفات کو متشخص کر کے سات غیر فانی ہستیاں قرار دی گئی ہیں۔ یہ سات روحیں ہیں جن میں سرفہرست مزدا کا نام ہے۔ باقی چھ صفات یہ ہیں:

1: آشا یعنی صداقت اور راستی (Asa Vahisto)

2: واہومانا یعنی نیک خیالات (Vohumano)

3: واہوار (سچا)۔

4: نعمتوں کا مالک یعنی خشتویریا۔

5: غیر فانی۔

6: آرمائی یعنی تقویٰ اور بردباری (Amereta)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول عرفان

اوستا کے حوالے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت عرفان کے حصول کے لئے ایک بلند پایہ پہاڑ پر غور وفکر اور مراقبے میں وقت گزارا کرتے تھے۔ بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے سات برس تک چپ کا روزہ رکھا۔

بعض کہتے ہیں کہ کئی برس صحرا نوردی کی اور سوائے پنیر کے کچھ نہ کھایا۔ کہا جاتا ہے کہ 25 برس کی عمر میں گھربار، ماں باپ اور تین بیویوں اور بچوں کو چھوڑ کر بیابان کی طرف روانہ ہوئے۔

زرتشتی روایات کے مطابق 30 برس کی عمر میں دریائے دیتیا کے کنارے ان کے سامنے ایک قوی ہیکل صورت ظاہر ہوئی جو انسانوں سے 9 گنا بڑی تھی۔ زرتشتی روایات اس ظاہر ہونے والی صورت کا نام ووہومانا (Vohumano) یا بہمن (یعنی حسین وفکر جمیل) تھا۔ جب زرتشت سے "ووہومانا" نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کن لوگوں میں سے ہیں؟ تمہاری حیات کی آرزو کیا ہے؟ اور تمہاری سرگرمی عمل کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں زرتشت نے کہا:

"میں سپتما خاندان کا زرتشت ہوں، راستی میری آرزو ہے اور میری سرگرمی عمل یہ ہے کہ میں راستی اور سچائی پر عمل پیرا ہو سکوں۔"

کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد فرشتہ انہیں روحانی دنیا میں لے گیا، حتیٰ کہ زرتشت کو اپنا سایہ نظر نہ آیا اور زرتشت جب آہورمزدا کے دربار میں پہنچا تو اس نے سلام کیا۔ اس کے بعد آہورمزدا نے اسے سچے دین کے اصول سکھائے۔ آئندہ دس برس تک وحی کا سلسلہ جاری رہا اور اس کے اختتام پر زرتشتی روایات کے مطابق صرف ایک چچازاد بھائی ان پر ایمان لایا۔ ان کی بہت زیادہ مخالفت ہوئی، جیسا کہ گاتھا میں ہے:

"میں کس زمین کی طرف بھاگ جاؤں اور کس طرف اپنے قدموں کو جھکاؤں؟ مجھے اپنے خاندان اور قبیلے سے نکال دیا گیا ہے۔ مجھے اپنے قبیلے کی حمایت بھی حاصل نہیں اور نہ ہی مذہبی حکمرانوں کی۔ اے مالک! میں اپنا غم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھے سناتا ہوں۔"

آخر بادشاہ وشتاسپ، اس کی بیوی، بھائی اور دو وزیر زرتشت پر ایمان لائے۔ گھوڑے کی معجزانہ صحت کے بعد ایک وزیر کی لڑکی (Hvovi) سے زرتشت کی شادی ہوگئی۔ اس طرح زرتشت کا شاہی خاندان سے تعلق قائم ہوگیا۔ بعد ازیں بادشاہوں نے زرتشت کو مذہبی راہنما بنا دیا اور پورے ایران و عراق میں آتش کدے قائم ہو گئے۔ آخر ایک جنگ میں زرتشت 77 برس کی عمر میں مارا گیا۔

☆☆☆

عقائد و تعلیمات

مذہبی عقائد

زرتشت نے آہورمزدا کے تصور کو خدائے بزرگ و برتر کی حیثیت سے پیش کیا ہے اس طرح ان کا میلان توحید کی طرف ہے۔ اس طرح زرتشت نے خداوند نور کی 23 صفات پیش کی ہیں جو اسلامی تصور سے ملتی ہیں۔ مثلاً: خالق کائنات، مالک کل، حق کل، علیم، رحیم اور غیر فانی وغیرہ۔

نیز زرتشت کے ہاں آخرت، جنت، دوزخ، ملائکہ کا عقیدہ اور انبیاء کی ضرورت کا نظریہ پایا جاتا ہے جو آسمانی مذاہب کے بنیادی عقائد ہیں۔ زرتشت کی بنیادی تعلیم خیر و شر کی کشمکش ثنویت ہے۔

زرتشت کی تعلیمات سے باخبر ہونے کے لئے گاتھا کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ گاتھا تعداد میں پانچ ہیں جو 17 نظموں پر مشتمل ہے اور یہ اوستا کے بڑے حصے کا ایک جزو ہے۔ یہ گاتھا اپنے افتتاحی الفاظ کے حوالے سے موسوم کی گئی ہے۔

گاتھا کے عمیق مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب زرتشت قدیم مذہب آسودہ یا آہورہ کے تصورات کی ایک ارتقائی صورت ہے۔

گاتھا میں خیر و شر کا واضح مقابلہ نظر آتا ہے جس سے اس دین کی ثنویت کا تصور کرنا

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہوتا ہے ثنویت "Dualism" ہے، لیکن یہاں یہ بات ملحوظ ہے کہ زرتشت کی یہ ثنویت غیر محدود نہیں بلکہ انجام کار آہورمزدا کی فتح ہو گی یعنی خیر و شر پر غالب آئے گا۔

گاتھا میں پل صراط کا بھی ذکر ملتا ہے جسے وہ چنوٹ (Chinnot) کہتے ہیں، جو اسلامی تصور سے قریب ہے۔ جب تک یہ تقابل خیر و شر جاری ہے، انسان کے لئے کسی نہ کسی ایک جانب کا انتخاب کرنا اور اس میں پوری کوشش صرف کرنا ضروری ہے۔ نیک خیالات، نیک اعمال اور نیک الفاظ سے انسان آہورمزدا کے مشن کی تائید کرتا ہے۔

گاتھا میں یہ تصور بھی موجود ہے کہ ایک روز دنیا کا خاتمہ ہوگا اور اسی خاتمے پر تمام چیزوں کا ایک ٹیسٹ (Test) ہو گا یعنی انہیں جانچا جائے گا اور پگھلی ہوئی دھات کا ایک سیلاب آئے گا جس میں ساری برائیاں جل کر راکھ ہو جائیں گی لیکن سچائی کو آنچ نہیں آئے گی۔

اخلاقی تعلیمات

جناب زرتشت کی نمایاں اخلاقی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

1: طہارت افکار۔ ظاہری و باطنی طہارت۔

2: صداقت و راست بازی۔

3: خدمت خلق اور امداد۔ زرتشت کہتے تھے کہ دوسروں کی اخلاقی امداد اور مالی نصرت کرنی چاہئے۔ نیز یہ امداد خندہ پیشانی سے ہونی چاہئے جیسا کہ اہورا نے زرتشت سے کہا:

"اے زرتشت! ایسے شخص پر افسوس ہے جو خیرات دیتے وقت خوش دلی سے نہ دے۔"

4: زرتشت کی تعلیمات میں عائلی زندگی پر تاکید ملتی ہے۔

5: ان کے نزدیک عمل اور محنت کی زندگی مستحسن ہے۔ زرتشت خود آخر دم تک کھیتی باڑی کرتے رہے۔ ان کا کہنا ہے:

"وہ زمین جو بیکار پڑی رہتی ہے وہ اچھی نہیں لگتی جس طرح خوبصورت بانجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو لوگ پسند نہیں کرتے۔"

6: زرتشت ازم میں محرمات سے شادی کو مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ زرتشت مذہب کے مطابق بہن، بیٹی، ماں، پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی وغیرہ سے شادی کرنا جائز ہی نہیں بلکہ نیکی بھی ہے۔

☆☆☆

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

دینی ادب

زند اوستا

مذہب زرتشت کی مقدس کتاب کو "اوستا" کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی "اصل متن" کے ہیں۔ زند کے معنی شرح کے ہیں۔ اس کا اضافہ بعد میں کیا گیا۔ اس طرح یہ کتاب "زند اوستا" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مجموعہ کتب 21 صحائف پر مشتمل ہے، جن میں اب صرف کا تہائی محفوظ رہ گئی ہے۔ "اوستا" کی زبان قدیم ایرانی زبان ہے اور "زند" کی زبان پہلوی ہے، گویا اوستا کی شرح پہلوی زبان میں ہے۔

اوستا کی تقسیم

اوستا کے پانچ حصے ہیں:

1: یسنا (زند۔ حمد و ستائش)

2: وسپورڈ اور سپرٹ (Vaspird۔ سرداران)

3: وندیداد (Vendidad۔ ضد بھوت پریت)

4: یشت (Yashts۔ نذرونیاز)

5: خورد اوستا۔

یسنا

یسنا 72 ابواب پر مشتمل ہے۔ ان میں قربانی کی دعائیں جمع کی گئی ہیں نیز قربانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وقت کی دعائیں ہیں۔ یہ اوستا کا قدیم ترین حصہ ہے جو سب سے زیادہ مقدس اور الہامی قرار دیا جاتا ہے۔ گاتھا بھی اسی میں شامل ہے۔

وسپورڈ

وسپورڈ/وسپرٹ (Vaspird) (سرداران) کے معنی "All the Lords" کے ہیں۔ یہ کتاب 24 ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں آہور مزدا (خدائے خیر) کے شریکوں کا ذکر ہے۔

وندیداد

وندیداد (Vendidad۔ بھوت پریت) 22 ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ ہندوستانی پارسیوں کا دستور حیات ہے۔ اس میں ارواح خبیثہ سے مقابلہ کرنے کی تدابیر ہیں۔

یشت

یشت (Yashts۔ کے روپیاں) 21 ابواب پر مشتمل ہے۔ ان میں بھجن اور دعاؤں کا ذکر ہے۔

خورداوستا

خورداوستا میں شخصی عبادات کی دعائیں ہیں، جو پروہت اور عام لوگ یکساں پڑھتے ہیں۔

گاتھا

پہلی گاتھا 7 نظموں پر مشتمل ہے اور اس کا آغاز زرتشت کی دعا سے ہوتا ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

"اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے میں تیری مدد کا طالب ہوں، اے مزدا! جو سب چیزوں میں اول ہے۔ میں تیرے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے روحانی کام کرنے کی توفیق حاصل ہو۔ اے حق و راستی! میں فکر جمیل اور روح نوری کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشنودی کیسے حاصل کر سکتا ہوں۔؟"

اس گاتھا کی دوسری نظم مکالے پر مشتمل ہے جو بہشت میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ روح ثور (Oxe Soul) کی طرف سے یہ شکایت ہوتی ہے کہ زمین پر جانوروں سے تشدد روا رکھا جارہا ہے۔ چنانچہ بہمن یا "Vohumana" زرتشت کو ان کی حفاظت کے لئے نامزد کرتا ہے۔ روح ثور پہلے مطمئن نہیں ہوتی لیکن بعد میں زرتشت کی پورے خلوص سے کی گئی دعا پر مطمئن ہو جاتی ہے۔

تیسری نظم زرتشت کے مقاصد کی عکاسی کرتی ہے۔

چوتھی طویل نظم مزدا کی حمد و ستائش بیان کرتی ہے۔

پانچویں نظم ایک مکالمہ ہے جس میں زرتشت شیطانوں کی مذمت کرتا ہے۔ یہ گاتھا اس دعا پر ختم ہوتی ہے:

" مزدا! مجھے وہ تمام باتیں بتایئے! جو بہترین تعلیمات ہیں اور جو بہترین اعمال ہیں۔ اے فکر جمیل! اے حق و راستی! تو ہی حمد و ثنا کا مستحق ہے۔ ہمیں یہ یقین دلا دیجئے کہ نوع انسانی آپ کی رضا کے مطابق عمل کرے گی۔"

دوسری گاتھا 4 نظموں پر مشتمل ہے جن میں سے بعض حصے اسرار کائنات کو بیان کرتے ہیں۔

تیسری گاتھا "Spantamanu" ہے جو کہ روح خیر کے نام سے معروف ہے۔ اس سے زرتشت کے عقیدے روح خیر کا اظہار جامع طور پر ہوتا ہے۔

چوتھی اور پانچویں گاتھا صرف ایک نظم پر مشتمل ہے۔

☆☆☆

زرتشی ادب کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ

سکندر اعظم اور زرتشی ادب

زرتشت کی موت کے ڈھائی سو سال بعد 331 قبل مسیح میں سکندر اعظم نے ایران پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملہ کیا اور زرتشتی مذہب کی کتب مقدسہ کو نذر آتش کر دیا۔ زرتشتی علماء اور پروہت پہاڑوں میں جا چھپے۔

از سر نو مرتب……اور تحریفی و ترمیمی پہلو

جب زرتشتی مذہب کا دوبارہ احیاء ہوا تو پروہتوں نے اپنے حافظہ سے کتب مدون کیں، اس طرح لازماً ان مدونہ کتب میں تحریف و ترمیم ہوئی۔ بعد ازیں پہلوی زبان میں ترجمہ ہوا، اس طرح زرتشت کی کتب مقدسہ ژندی اور پہلوی دو زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔

محرف در محرف

الغرض ان کتب کی تعداد، زبان اور زمانہ تدوین کے متعلق اس قدر شدید اختلافات پائے جاتے ہیں کہ کوئی محقق یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ موجودہ کتب زرتشت غیر محرف ہیں۔

☆☆☆

زرتشت کے عقائد و رسومات

خدا کا فرستادہ

زرتشت اپنے الہام کی صداقت کو بڑی تاکید سے پیش کرتا ہے۔ گویا اسے یقین ہے کہ وہ خدا کا فرستادہ ہے اور اس کا میلان توحید کی طرف ہے۔

نظام کائنات اور کارکنان قدرت

گاتھا میں زمین، سورج، ستاروں اور اسی طرح دوسرے مظاہر فطرت کے حوالے سے آہورمزدا کی حمد و ستائش بیان کی گئی۔ یہ مظاہر فطرت خالق کائنات کی عظیم قوتوں کا اظہار ہیں۔

زرتشت کا خیال یہ تھا کہ آہورمزدا نظام کائنات کو قائم رکھنے کے لئے ایشا سپنتار

www.KitaboSunnat.com

(Amesha Spentas) یعنی غیر فانی کارکنان قدرت سے کام لیتا ہے۔

فلسفۂ خیر و شر

زرتشت کا عقیدہ یہ تھا کہ آہورمزدا خدائے بزرگ و برتر موجود ہے لیکن مخلوق میں اس کی مخالفت ذاتی ہیں یعنی خدا کی خدائی مخالفت کے بغیر نہیں۔ زرتشت کے مذہب کے مطابق آشا (Asha) یعنی راستی اور دروغ (یا دیوریج) یعنی "جھوٹ" متضاد قوتیں متصادم رہتی ہیں۔ نیکی کا بدی سے مقابلہ جاری رہتا ہے لیکن انجام کار کامیابی آہورمزدا کو ہوگی یعنی حق باطل پر غالب آئے گا۔ یہ خیال تعلیم زرتشت کے ہر حصے میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

ہر آدمی کے قلب میں خیر و شر کا تصادم جاری رہتا ہے۔ آہورمزدا نے ہر انسان کو خیر و شر میں امتیاز کی صفت عطا کی ہے۔ پھر اس کو کسی ایک کے انتخاب کرنے کا اختیار دیا۔ آہورمزدا مجبور نہیں کرتا، لہذا خیر و شر کے انتخاب میں انسان خود مختار ہے۔

خیر و شر کو واضح طور پر علیحدہ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس لئے گاتھا میں نیک کام اور نیک آدمیوں کی صفات کو بیان کیا گیا ہے تا کہ ان صفات کے اختیار کرنے سے دنیا میں نیکی کو پھیلایا جائے۔ زرتشت کا یہ عقیدہ ہے کہ حق آخر کار ضرور باطل پر غالب آئے گا۔ ان کے نزدیک قوت شر نہ ازلی ہے نہ ابدی۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ زرتشت غروب آفتاب کا منظر دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچا کہ جس طرح دن روشنی اور اندھیرے میں بٹا ہوا ہے اسی طرح دنیا میں نیک اور بد میں منقسم ہے، نیز جس طرح دن رات میں تبدیلی ممکن نہیں اسی طرح نیکی اور بدی کا باہم بدل جانا ممکن نہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح اندھیرا اور روشنی دو الگ الگ چیزیں ہیں اسی طرح دو خدا ہیں، ایک خدا سراپا نیکی اور خیر آہورمزدا (یزداں) اور دوسرا خدا سراپا بدی اور شر جسے وہ اینگرامینو (اہرمن) کہتے ہیں۔ یہی زرتشت کا فلسفہ خیر و شر ہے جس کا نتیجہ ثنویت یعنی دو خداؤں کے تصور پر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق و باطل کی کشمکش

زرتشت کی تعلیمات کا ایک اہم عنصر کائنات میں خیر و شر کی باہمی کشمکش کا استحضار اور اس کا ایک ہمہ گیر تصور ہے۔ زندگی کا تاریک، پُر اندوہ اور شر کے مختلف مظاہر سے عبارت پہلو انسان کے لیے ہمیشہ ایک مسئلہ رہے ہیں۔

مذاہب عالم جو انسانی تقدیر کے بنیادی سوالوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس مسئلہ سے پہلو تہی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ دنیا کے تقریباً سبھی مذاہب میں کائنات میں شر کے وجود، اس کی موجودگی میں انسانی رویہ اور اس کے دائمی حل کے سلسلے میں تعلیمات ملتی ہیں، لیکن شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ زرتشت دنیا کے ان مذاہب میں سے ہے جنھوں نے اس مسئلہ کو خصوصی اہمیت دی ہے اور زندگی کے اس پہلو کو اپنی پوری توجہ کا مرکز بناتے ہوئے اس سلسلے میں واضح اور تفصیلی تعلیمات پیش کی ہیں۔ بلکہ اگر صرف زرتشت کے اپنے کلام "گاتھاؤں" کو ہی پیش نظر رکھا جائے تو بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ خیر و شر کی دوئی اور ان کا باہمی تضاد ایک ایسا موضوع تھا جس نے زرتشت کو گہرے طور سے متاثر کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی تعلیمات کے کسی پہلو میں اس حقیقت سے غافل نہیں رہے اور مختلف صورتوں میں یہ موضوع ان کی اکثر تعلیمات میں جھانکتا رہتا ہے۔

دوسری طرف زرتشت کے بعد ان کے پیروؤں نے اس سلسلہ میں اتنا انہماک ظاہر کیا کہ بالآخر وہ کائنات میں دو مستقل طاقتوں کو خیر اور شر کے الگ الگ سربراہوں کی حیثیت سے ماننے لگے اور "ثنویت" یا دو خداؤں پر عقیدہ رکھنے والے قرار پائے۔

یہ بات کہ خیر اور شر کی طاقتوں کا الگ الگ وجود اور ان کی باہمی کشمکش کا تصور زرتشت کی ذاتی بصیرت کی دین تھی یا اس میں ان کے ماحول اور قدیم ایرانی مذہبی تصورات کا بھی کچھ حصہ تھا؟ اس کا فیصلہ سردست موجودہ تاریخی ماخذوں کی روشنی میں مشکل معلوم ہوتا ہے، لیکن قدیم ایرانی مذہب کی جڑواں روایت ویدک مذہب کے تصورات کو دیکھتے ہوئے جہاں کائنات میں خیر اور شر کی طاقتوں کی تقسیم، دیوتاؤں اور راکششوں کی تفریق کی صورت میں ابتداء سے ہی موجود ہے، یہ کہنا کچھ بعید از قیاس نہ ہوگا کہ قدیم ایرانی مذہب بھی اس نوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عقائد کا حامل رہا ہوگا، جہاں سے زرتشت کو خیر اور شر کے سلسلے میں بنیادی تصورات مل سکتے تھے۔

دوسری طرف گاتھاؤں میں خانہ بدوش جنگجو قبائل اور زراعت پیشہ پر امن کسانوں کے درمیان موت وزیست کی کشمکش کو جس پرزور طریقے سے خیر اور شر کو دوئی کے ایک بڑے مظہر کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے زرتشت کے نظریات میں اس دور کے سماجی اور معاشی حالات کے اثرات بھی تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ وہ کہتے ہیں:

> "اے خدا! میرا تجھ سے یہ سوال ہے کہ اس کی کیا سزا ہوگی جو شیطان کے پرستاروں کی حکومت چاہتا ہو؟ ان لوگوں کی حکومت جو برے برے کام کرتے ہیں اور جو پر امن کسانوں (اور مویشی پالنے والوں) کے جانوروں اور آدمیوں پر طاقت آزمائی کر کے ہی اپنی روزی حاصل کرتے ہوں۔؟"
>
> (یاسنا 15،31)

بہر حال اگر قدیم ایرانی تصورات اور ان کے اپنے دور کے سماجی اور معاشی حالات کا کوئی اثر زرتشت کی تعلیمات پر تسلیم بھی کر لیا جائے تو جس شدت اور وضاحت کے ساتھ زرتشت نے خیر اور شر کی کشمکش سے متعلق تصورات کو پیش کیا ہے اسے ان کے اپنے روحانی تجربہ اور ذاتی بصیرت کی دین ہی کہا جا سکتا ہے۔

زرتشت کی تعلیمات میں اگر چہ آہورمزدا معبود حقیقی خیر اور شر کی کشمکش سے بالاتر ہے اور کائنات میں اس کشمکش کا وجود خود اس کی تخلیق اور اسی کی اجازت سے جاری ہے لیکن پھر بھی چونکہ آہورمزدا خیر کو پسند اور شر کو ناپسند کرتا ہے اور اس کشمکش کے آخری دور میں (قیامت کے نزدیک) بالآخر شر پر خیر کی فتح کا ذمہ ہوگا۔ اسی لیے آہورمزدا کو خیر کا طرف دار اور سرپرست کہا جا سکتا ہے۔ لیکن باوجود خیر کو پسند کرنے اور شر سے نفرت کرنے کے آہورمزدا خیر اور شر کی کشمکش میں براہ راست دخل انداز نہیں ہوتا، بلکہ طرفین کو ایک وقت مقررہ (قیامت) تک کے لئے چھوٹ دیئے ہوئے ہے کہ وہ آپس میں نبرد آزمائی کر کے اپنے اپنے جوہر دکھا لیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح خیر کی جماعت کی سربراہی آہورمزدا نہیں بلکہ اس کے کارکن "روح القدس" (اسپنتا مینیو) کے سپرد ہے جس کو گاتھاؤں میں آہورمزدا کا "روحانی فرزند" کہا گیا ہے۔ یہ "روح القدس" ایک نمایاں مقام کا حامل ہے۔ آہورمزدا سے قربت اور روحانی درجہ بندی میں اپنی حیثیت کے لحاظ سے وہ دوسری تمام "متبرک ہستیوں" پر فوقیت رکھتا ہے اور تمام مخلوقات میں اولین درجہ پر فائز ہے۔ اپنی اس نوعیت کے لحاظ سے زرتشت "روح القدس" کے واسطہ ہی سے آہورمزدا تک پہنچنا چاہتے تھے اور یہ کہ دوسرے تمام انسانوں کو ہدایت کا راستہ "روح القدس" کے واسطے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

"روح القدس" کو آہورمزدا کا اہم ترین کارکن کہا جا سکتا ہے اور جب ہم "روح القدس" کی اس اہم ترین خصوصیت کو سامنے رکھیں کہ خیر اور شر کی کشمکش میں خیر کی جماعت کی سربراہی "روح القدس" (اسپنتا مینیو) ہی کے سپرد ہے تو پھر اس کو آہورمزدا کا جبرائیل اعظم کہنا مناسب نہ ہوگا۔

دوسری طرف کائنات میں شر کی جماعت کا سردار دوسرے الفاظ میں ابلیس اعظم انگرا مینیو ہے۔ گاتھاؤں میں انگرا مینیو اور اسپنتا مینیو (روح القدس) کو جڑواں کہا گیا ہے اور چونکہ اسپنتا مینیو کی تخلیق ارادہ الٰہی سے بتائی گئی ہے اس طرح انگرا مینیو کا خالق بھی بالواسطہ آہورمزدا ہی قرار پاتا ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں صراحت سے کوئی بیان نہیں ملتا۔ بہرحال باوجود آہورمزدا (خیر محض) کی تخلیق ہونے اور باوجود خیر کی جماعت کے سردار اسپنتا مینیو کے جڑواں ہونے کے انگرا مینیو نے ابتدا سے ہی اپنے لئے شر کا راستہ پسند کیا۔ گویا ابتدائے آفرینش سے ہی اسپنتا مینیو (روح القدس) اور انگرا مینیو (ابلیس اعظم) کے راستوں کا اختلاف اور ان کی باہمی دشمنی واضح ہو گئی تھی۔ ایک جگہ زرتشت کہتے ہیں:

"میں اب دونوں جڑواں قوتوں کو بیان کرتا ہوں جب کہ روز ازل ہی میں اس نے جو کہ خیر کی روح ہے شر کی روح سے یوں خطاب کیا: "ہمارے خیالات، ہماری تعلیمات، ہماری خواہشات، قول، فعل، دل اور دماغ کبھی بھی ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہو سکتے۔"

(یاسنا: 22،45)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح خیر اور شر کے ان دو سربراہوں کے اختلاف اور باہمی کشمکش میں جو روز ازل سے ہی شروع ہو گئی تھی کائنات کی مخلوقات اپنی اپنی پسند کے مطابق خیر یا شر کی جماعت میں شامل ہوتی چلی گئیں۔ ان دونوں جماعتوں کی اس جنگ میں کسی مصلحت کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اس جنگ کا خاتمہ کسی ایک جماعت کے نیست و نابود ہو جانے سے ہو گا جبکہ شر کی جماعت ہر لمحہ خیر کو مٹانے پر تلی رہتی ہے اور خیر کی جماعت شر کو۔ یہ دونوں طاقتیں تا قیامت اسی طرح برسرپیکار رہیں گی۔

زرتشتی عقیدے کے مطابق ایک مسیحا (سوشیانت) کا ظہور ہو گا جس کی معاونت سے خیر کی جماعت شر پر مکمل غلبہ حاصل کرے گی اور کائنات سے شر نیست و نابود ہو جائے گا۔

الغرض زرتشت کے اس فلسفہ خیر و شر کے مطابق حق آخر کار ضرور باطل پر غالب آئے گا، ان کے نزدیک قوت شر نا ازلی ہے نہ ابدی۔

نظریہ آخرت

زرتشت کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ موجودہ نظام درہم برہم ہونے کے بعد ایک نیا نظام ظاہر ہو گا، حق و باطل کا موازنہ ہو گا، باطل کو آگ اور پگھلی ہوئی دھاتیں کھا جائیں گی اور حق و صداقت کے لیے آگ اور پگھلی ہوئی دھاتیں دودھ کی نہریں بن جائیں گی۔ موت کے بعد انفرادی محاسبہ ہو گا اور قیامت کے دن اجتماعی حساب کتاب ہو گا۔

☆☆☆

زرتشت ازم... زرتشت کے بعد

مجوسیوں کی کامیابی اور بدعت پرستی

زرتشت کے اس دنیا سے کوچ کرتے ہی زرتشتی تعلیمات فراموش کی جانے لگیں۔ مظاہر فطرت اور قدیم دیوتاؤں کی پرستش کا طریقہ پھر سے رائج ہو گیا۔ زرتشت کے بعد بھی اگرچہ عبادات میں گاتھا کا استعمال جاری رہا، لیکن اس کی زبان بہت مشکل تھی۔ زرتشتی علماء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جب اس کی تشریح و تفسیر کا فریضہ انجام دیا تو اس میں کثرت پرستی داخل ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت کی کامیابی کے بعد مجوسیوں نے اپنی تبلیغی جدوجہد کو عارضی طور پر ختم کر دیا اور اس کے کسی بہتر موقعہ کا انتظام کرنے لگے۔ زرتشت کی وفات سے انہیں پھر سے اپنے مذہب کے پرچار کا موقع مل گیا۔ عوام نے مجوسیوں کو پھر سے اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کر لیا اور کچھ عرصہ بعد لوگوں کے اعلیٰ طبقات بھی ان کے زیر اثر آ گئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ زرتشتی مذہب میں مجوسی اعتقادات نے فروغ پالیا۔ قدیم دیوتاؤں متھرا، تشتریا، فراواشی اور اناہیتاہ کی پوجا پھر سے شروع ہو گئی۔ ان دیوتاؤں کو فرشتوں کا درجہ دے دیا گیا اور "آہور مزدا" کے ساتھ ان دیوتاؤں کو بھی خدا کا مقام دے کر شامل کر لیا گیا۔

رسومات میں تبدیلی

زرتشت کی وفات کے بعد مذہبی رسوم میں جادو، منتر اور ستارہ شناسی پھر سے شامل ہو گئے۔ مردوں کو جانوروں اور پرندوں کے آگے پھر سے ڈالا جانے لگا۔ گاتھا میں مذہبی رسوم و شعائر کا کوئی ذکر نہیں ملتا، کیونکہ زرتشت نے ظاہری عبادات کو بہت کم اہمیت دی تھی، لیکن مجوسیوں نے اس کی تلافی کر دی اور اوستا میں ایسے عقائد داخل کر دیے جن کا گاتھا میں کوئی وجود نہ تھا اور "انگرامینیو" (خالق شر) کی ہر مخلوق کے سامنے ایک ایک شیطانی مخلوق پیدا کر دی گئی۔

شرک اور جادو

پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ زرتشت کے انتقال سے ایرانیوں میں قدیم ثانوی بن کر رہ گئی، حتیٰ کہ اوستا کے آخر میں "آہور مزدا" کو فرشتوں کی عبادت کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ فرشتے زرتشت سے قبل کے وہی دیوتا تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور جنہیں اب فرشتوں کا مقام دے دیا گیا تھا۔ صفات الٰہی "امیشا سپنتا" کو رشتہ کھینچ تان کر کسی نہ کسی پرانے عقائد سے جوڑ دیا گیا اور ان میں سے بہت سی صفات فرشتوں سے منسوب کر دی گئیں۔ صفات الٰہی کے بعض وظائف قدیم دیوتاؤں کی طرف منتقل ہو گئے۔ پرستش کے نئے نئے طریقے ایجاد ہوئے۔ خدا اور اس کی مخلوق کو معبودیت کا یکساں درجہ دے دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاتھا کو منتر بنا دیا گیا حالانکہ زرتشت نے اپنے مذہب سے جادو اور منتر کو بالکل نکال دیا تھا۔

ویدوں کے عقائد

اوستا کے آخری واحدانیت عیسائی عقائد کے مماثل ہوگئی اور یہ عقیدہ پیدا ہوگیا کہ زندگی کے بعض شعبے ماتحت روحانی ہستیوں کی ملکیت ہیں اور ان میں خدائے اعلیٰ کی مدد کی ضرورت نہیں اور زندگی کے کام انجام دینے کے لئے خدائے اعلیٰ تک رسائی ضروری نہیں، بلکہ ان چھوٹی اور ماتحت ہستیوں سے یہ کام نکلوائے جاسکتے ہیں۔

چنانچہ ان ماتحت روحانی ہستیوں (ایرانیوں کے قدیم دیوتاؤں) کی تعریف میں نظمیں لکھی گئیں، جو "یشت" کے نام سے اوستا کا ایک باب بن گئیں۔ ان حالات میں یہ بات کچھ زیادہ تعجب خیز نہیں کہ زرتشت کی وفات کے بعد اس کے پیروؤں میں قدیم عقائد پھر سے ابھر آئے۔ سات ابواب والی گاتھا میں اس کا کافی ثبوت ہے اور یشت کی نظمیں صاف بتا رہی ہیں کہ زرتشت کے بعد ایرانیوں میں ویدوں کے عقائد و تصورات اور فطرت پرستی پھر سے رواج پاگئے تھے۔

زرتشت ساحر و کاہن

مجوسیوں نے (جو علم نجوم کے ماہر اور خوابوں کی تعبیر میں کافی ادراک رکھتے تھے) زرتشت کے اس عقیدے کو بالکل پھینک دیا کہ آنے والی زندگی ایک خالص روحانی زندگی ہوگی۔ انہوں نے زرتشت کی شخصیت کو کچھ اس طرح پیش کیا کہ گویا وہ بھی انہی کی طرح ایک ساحر و کاہن تھا۔ جسے مستقبل کے واقعات کا پتہ چلانے میں مہارت حاصل تھی۔ اسی وجہ سے اسے خدائے برتر کے ساتھ ایک خصوصی تعلق تھا۔ اوستا کے آخری حصے میں آہورمزدا اور زرتشت کے باہمی مکالمات میں بھی افسانوں کا خاصا عمل دخل ہے۔

نجات دہندوں کا ظہور

گاتھا میں زرتشت کے اس پختہ عقیدے کا ذکر ملتا ہے کہ جس کام پر وہ مامور ہوا تھا وہ اس کی زندگی میں ہی مکمل ہو جائے گا۔ وہ خود اور اس کے پیروکار اس کام کی تکمیل میں شریک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے اور یہی وہ لوگ ہوں گے جن کے ذریعے دنیا کو شر سے نجات ملے گی۔ مجوسیوں نے اس عقیدے کو بھی بدل ڈالا کیونکہ زرتشت اور اس کی پیروؤں کی وفات کے بعد یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ نجات دہندوں کا ظہور مستقبل میں ہو گا۔

قربانی کی رسم

زرتشت کے بعد اس کے پیروؤں نے اس کی تعلیمات سے یہ نتیجہ بھی نکالا کہ نیکی اور خیر کو شر پر بہرحال فتح ہوگی۔ چنانچہ شیطان یا "انگرا مینیو" سے مقابلے کے لئے انہوں نے مینڈھوں کی قربانی کی رسم ایجاد کی، جس کے ساتھ گاتھا کے چند الفاظ دہرائے جاتے۔ لوگوں کی توجہ اصل گناہ سے ہٹ کر ظاہری مذہبی رسوم کی ادائیگی سے غفلت خوفناک ہو سکتی تھی۔ بے گناہ کا کفارہ یہی قربانی اور گاتھا کے چند منتر تھے۔

زیادہ اہم گناہ

اوستا کے آخر میں جو گناہ زیادہ اہم تھے، وہ یہ تھے:

1: کسی شخص پر ناجائز طور پر حملہ کرنا اور پھر اس کا تاوان نہ دینا۔

2: قتل نفس۔ اگر اس کا دوبارہ ارتکاب کیا جائے۔

3: کسی ایسے گھر میں آگ جلانا جس میں موت واقع ہو اور اس کے وقوع کو ایک ماہ سے زیادہ گزرا ہو۔

4: نعش کو پرندوں کے حوالے کرنے کے لئے اسے اچھی طرح نہ باندھنا۔

5: کسی گذرنے کے کتے کو اچھی غذا دینا۔

ان گناہوں کی اہمیت کا آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہو گا؟ زرتشت کی اصل تعلیم میں ان گناہوں کا وجود ہی نہیں ملتا، لیکن ستم یہ ہے کہ ان تمام عقائد و رسوم کو زرتشت سے منسوب کر دیا گیا۔ البتہ کچھ ایسے عقائد ضرور تھے جنہیں مجوس محو نہ کر سکے۔ ان میں سرفہرست عبادات میں مجسموں اور تصویروں کے استعمال کی ممانعت ہے، نیز حیات بعد الممات اور اخلاقی جزا و سزا شامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوستائے آخر ساسانی بادشاہ شاپور دوم کی نگرانی میں مرتب ہوئی۔ یہ زمانہ چوتھی صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔ مذہب زرتشت نے مختلف ارتقائی مراحل طے کرنے کے بعد جو صورت اختیار کی اس کی نشاندہی اوستائے آخر میں کی گئی ہے۔

دورِ حاضر کے زرتشتی

زرتشت کے ظہور سے پہلے ایران میں جو قدیم مذہب رائج رہا ہے اس میں مظاہر فطرت اور ارواح پرستی شامل تھی۔ دیو کے نام سے جنوں بھوتوں کی پوجا بھی موجود تھی۔ فرشتوں کا تصور بھی موجود تھا مگر انہیں خدا کا شریک قرار دیا جاتا تھا۔ ان مشرکانہ عقائد کی اصلاح کے لئے زرتشت نے تبلیغی مساعی انجام دیں۔ گاتھا کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت توحید کے قائل تھے، شرک کی مخالفت کرتے تھے، لیکن ان کی وفات کے بعد ان کے دین میں بہت سے اوہام اور خرافات مل گئیں۔ زرتشتی مذہب میں ہخامنشی بادشاہوں کے زمانے میں عقائد میں تبدیلی آتی چلی گئی۔ ساسانی بادشاہوں کے عہد میں زرتشت سے پہلا مذہب اور زرتشت کا مذہب آپس میں خلط ملط ہو گئے۔ جب مسلمان ایران میں داخل ہوئے تو زرتشتی مذہب کی یہی مخلوط صورت ایران میں رائج تھی۔

ساسانی سلطنت کی تباہی کے ساتھ ساتھ دین زرتشت کا کوئی سہارا باقی نہ رہا۔ ایران کی آبادی میں سے کثیر حصہ مشرف با اسلام ہو گیا، کیونکہ مسلمان خلفاء کے زمانے میں ایرانیوں کو بہت سی مراعات حاصل تھیں۔ جو لوگ اپنے قدیم دین پر قائم رہنا چاہتے تھے وہ ایران کے الگ جیسے سیستان وغیرہ کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔ اسلامی فتوحات کے 100 برس کے بعد زرتشتی لوگوں کی ایک کثیر تعداد ساحل ہند کی طرف منتقل ہو گئی۔ بمبئی کا ٹھیاواڑ کے علاقے میں ان کی بستیاں آباد ہو گئیں۔ ان لوگوں کو پارسی کہا جاتا ہے۔ جو ایران میں رہ گئے وہ خود کو زرتشتی کہلواتے تھے۔ مسلمان عام طور پر انہیں گبر کہتے ہیں۔ یہ لوگ آج تک ایران میں موجود ہیں۔ ان کے اپنے معبد اور آتش کدے ہیں۔ یہ رسوم و رواج میں قدیم زرتشتی آئین کی پیروی کرتے ہیں۔ جو زرتشتی ہندوستان میں آباد ہیں انہیں پارسی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ مذہب کے پکے ہیں۔ یہ نہ خود دین بدلتے ہیں اور نہ کسی کو اپنے دین میں داخل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ زرتشتی دین تبلیغی نہیں ہے۔ ہندوستان میں رہنے کی وجہ سے پارسیوں پر ہندو مذہب کا گہرا اثر پڑا ہے۔ گائے کا تقدس ہندوستانی آریاؤں اور ایرانیوں میں قدیم زمانے سے مشترک چلا آ رہا ہے۔ جس طرح ہندوؤں کے ہاں پنڈت ہوتے ہیں اسی طرح زرتشتوں کے ہاں پروہت ہوتے ہیں۔

طبقات علماء

زرتشت مذہب میں جو مذہبی رسوم کی راہنمائی کرتے ہیں ان کے تین درجے ہیں:

1: دستور۔

2: موبد۔

3: ہربد۔

دستور علمائے مذاہب ہیں۔

موبد رسوم کی راہنمائی کرتے ہیں۔

"ہربد" سب سے نچلے درجے کے مذہبی رسوم کی ادائیگی کرنے والے ہیں۔

آگ کا تقدس

آگ کا تقدس قدیم ایرانی روایات سے ثابت ہے۔ اسے خدا کا نور اور زندگی کا منبع خیال کیا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ زرتشت کے اپنے زمانے میں بھی آگ کو اسی تقدس کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا تاہم اس کی پرستش نہیں کی جاتی تھی۔ زرتشتی آگ کو خدا کا نور اور نشان سمجھتے تھے اور اپنے آتش کدوں میں آگ بجھنے نہ دیتے۔

بعض پارسیوں کا دعویٰ ہے کہ آتش پرستی کے ذریعہ ایک طرف انسان کو اپنی زندگی کے باقی ہونے کا یقین دلایا جاتا ہے اور دوسری طرف ان میں اخوت اور باہمی الفت پیدا کی جاتی ہے۔ تیسرا یہ کہ انسان اپنے انجام کا نظارہ کر سکے۔ جس طرح آگ راکھ ہو جاتی ہے اسی طرح ایک نہ ایک دن انسان مٹ جائے گا اور جس طرح آگ روشنی پھیلاتی ہے انسان کو بھی نیکی پھیلانی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردوں کی رسومات

پارسی لوگ اپنے مردوں کو نہ جلاتے ہیں، نہ دفن کرتے ہیں، نہ پانی میں بہاتے ہیں کیونکہ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ آگ، پانی اور مٹی تینوں مقدس ہیں۔ لہٰذا دفن کرنے سے مٹی کی، بہانے سے پانی کی اور جلانے سے آگ کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کے ہاں مردے کو دخمہ (مینار خاموشی۔ Tower of Silence) میں رکھ دیتے ہیں، جہاں سے گدھیں وغیرہ کھا لیتی ہیں۔

ان کے ہاں عجیب و غریب رسم یہ ہے کہ لاش کے ساتھ مرحوم کے کتے کو ساتھ لاتے ہیں۔ ان کا نقطہ نظر یہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے بدروحیں کتے کے ڈر سے لاش کو خراب نہیں کرتیں۔ اس رسم کو "سگ دید" کہتے ہیں۔

☆☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ نمبر 3:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

دین اسلام

پس منظر......تعارف......بانی......کتاب......عقائد......

اہم ترین معلومات......اور حقائق

www.onlyoneorthree.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا..... اسلام سے قبل

تنزل در تنزل

چھٹی صدی عیسوی بلا اختلاف تاریخ انسانی کا پست ترین دور تھا۔ صدیوں سے انسانیت جس پستی و نشیب کی طرف جارہی تھی اس کے آخری نقطہ کی طرف پہنچ گئی۔ روئے زمین پر اس وقت کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو گرتی ہوئی انسانیت کا ہاتھ پکڑ سکے اور ہلاکت کے غار میں اس کو گرنے سے روک سکے۔ نشیب کی طرف جاتے ہوئے روز بروز اس کی رفتار میں تیزی پیدا ہورہی تھی۔ انسان اس صدی میں خدا فراموش ہو کر کامل طور پر خود فراموش بھی بن چکا تھا۔ وہ اپنے انجام سے بالکل بے فکر، بے خبر اور برے بھلے کی تمیز سے قطعاً محروم ہو چکا تھا۔

پیغمبروں کی دعوت کی آواز عرصہ ہوا دب چکی تھی۔ جن چراغوں کو یہ حضرات روشن کر گئے تھے وہ ہواؤں کے طوفان میں یا تو بجھ چکے تھے یا اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس طرح ٹمٹمارہے تھے، جن سے صرف چند خدا شناس دل روشن تھے، جو پورے پورے گھروں میں بھی اجالا نہیں کر سکتے تھے۔ دیندار اشخاص دین کی امانت کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے زندگی کے میدان میں کنارہ کش ہو کر دیر و کلیسا اور صحراؤں کی تنہائیوں میں پناہ گزیں ہو گئے تھے اور زندگی کی کشاکش، اس کے مطالبات اور اس کی خشک و تلخ حقیقتوں سے دامن بچا کر دین و سیاست اور روحانیت و مادیت کے معرکہ میں شکست کھا کر اپنے فرائض قیادت سے سبکدوش ہو گئے تھے۔

جو لوگ زندگی کے اس طوفان میں باقی رہ گئے تھے انہوں نے بادشاہوں اور اہل دنیا سے ساز باز کر لی تھی اور ان کی ناجائز خواہشات اور ظالمانہ سلطنت و معیشت میں ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وست راست اور باطل طریقہ پر لوگوں کا مال کھانے اور ان کی قوت و دولت سے ناجائز فائدہ اٹھانے میں ان کے شریک و سہیم بن گئے تھے۔ ہوس اور لذت کی حرص اتنی بڑھ گئی تھی کہ ان کو کسی طرح سیری نہیں ہوتی تھی۔ متوسط طبقہ کے لوگ اس اعلیٰ طبقہ کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کرتے تھے اور ان کی نقالی کو سب سے بڑا فخر سمجھتے تھے۔

باقی رہے عوام تو وہ زندگی کے بوجھ اور حکومت کے مطالبات اور محصولات کے بارے میں ایسے دبے ہوئے اور غلامی اور قانون کی زنجیروں اور بیڑیوں میں ایسے جکڑے ہوئے تھے کہ ان کی زندگی جانوروں اور چوپایوں سے ذرا مختلف نہ تھی۔ دوسروں کی راحت کے لئے محنت کرنے اور دوسروں کی عیش و عشرت کے لئے بے زبان جانوروں کی طرح ہر وقت جتے رہنے اور جانوروں کی طرح اپنا پیٹ بھر لینے کے سوا ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ کبھی اگر وہ اس خشک و بے مزا زندگی اور اس کے یکساں چکر سے اکتا جاتے تو نشہ آور چیزوں اور سستی تفریحات سے اپنا دل بہلا لیتے اور اگر کبھی زندگی کے اس عذاب سے ان کو سانس لینے کا موقع ملتا تو فاقہ زدہ اور غذیدہ انسان کی طرح مذہب و اخلاق کی پابندیوں سے آزاد ہو کر حیوانی لذتوں پر آنکھیں بند کر کے گرتے۔

دنیا کے مختلف حصوں اور ملکوں میں ایسی دینی غفلت و خود فراموشی، اجتماعی بے نظمی و انتشار اور اخلاقی تنزل و زوال رونما تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ممالک تنزل و انحطاط اور شر و فساد میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے ہیں۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کون سا ملک دوسرے سے بڑھا ہوا ہے۔

انگریز سیرت نگار "آر۔ وی۔ سی۔ بوڈ" نے اپنی کتاب "پیغامبر" (The Messenger) میں قبل از اسلام دنیا کے مختلف ممالک اور اقوام کا درج ذیل جائزہ لیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"قدیم روایات کے باوجود چھٹی صدی عیسوی کی امن دنیا میں عربوں کو کوئی اہمیت نہ تھی۔ یہ ایک نزع کا دور تھا جب کہ مشرقی یورپ اور مغربی ایشیا کی عظیم سلطنتیں اول تو تباہ ہو چکی تھیں یا اپنے شاہی دور کے اختتام پر تھیں۔ یہ ایک ایسی دنیا تھی جو اب بھی یونان کی فصاحت، ایران کی عظمت اور روما کی شوکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجلال سے محروم تھی اور کوئی ایسی شے یا کوئی ایسا ایک مذہب بھی نہ تھا جو ان میں سے کسی کی جگہ لے سکتا۔

یہودی تمام دنیا میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ ان کو کوئی مرکزی رہنمائی حاصل نہ تھی۔ حالات کے مطابق یا تو ان کو محض برداشت کیا جاتا یا اذیتیں دی جاتیں۔ کوئی ملک ان کا اپنا ذاتی نہ تھا اور ان کا مستقبل اسی قدر غیر یقینی تھا جس طرح کہ آج ہے۔

عیسائیت نے ۶۲۰ء میں (جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رہنما ظاہر ہونے والے تھے) بیت المقدس کو تاراج کر کے مقدس صلیب کو چرا لیا تھا اور دارا ئے اول کی زبردست عظمت وشوکت کو دوبارہ قائم کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مشرق کو سطی کی عظمت کو زندگی کی ایک نئی قسط مل گئی ہے، لیکن یہی نہ تھا بازنطینی رومی اب بھی اپنی کچھ تھوڑی چستی رکھتے تھے، جب خسرو اپنی فوج کو قسطنطنیہ کی فصیلوں پر لایا تو انہوں نے ایک آخری کوشش کر دکھائی۔

مشرق بعید میں حالات کوئی نمایاں اثرات نہیں چھوڑ رہے تھے۔ ہندوستان اب بھی چھوٹی چھوٹی غیر اہم ریاستوں پر مشتمل تھا جو سیاسی اور حربی حیثیت سے ایک دوسرے پر فوقیت کے لئے جدوجہد میں مصروف تھیں۔

چینی ہمیشہ کی طرح آپس میں نبرد آزما تھے۔ خاندان سوئی آیا اور گیا اور اس کی جگہ ٹینگ نے لے لی جو تین صدیوں تک حکمران رہا۔

جاپان میں پہلی مرتبہ ایک عورت تخت نشین ہوئی۔ بدھ مت جڑ پکڑنے لگا تھا اور جاپانی تصورات اور مقاصد پر اثر انداز ہونے لگا تھا۔

چنانچہ ساری دنیا اس قول کی عکاسی کر رہی تھی

"ظهر الفساد في البر والبحر"

"بر و بحر میں فساد اور انتشار پیدا ہو گیا تھا۔"

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب ...... اسلام سے قبل

دین اسلام کو بین الاقوامی مذاہب میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام عیسائیت کے بعد بلحاظ آبادی دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ دنیا میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے اور یہ دنیا کے تمام براعظموں میں آباد ہیں۔

اس طرح بین الاقوامی مذاہب میں اسلام کو امتیازی مرتبہ حاصل ہے۔ اس مذہب کے پیروکار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے کیونکہ آفرینش عالم سے لے کر آخری پیغمبر تک جتنے بھی سچے نبی خدا کی طرف سے حق و صداقت کی اشاعت پر مامور ہوئے بلا استثنا سب کا مذہب اسلام ہی رہا ہے۔ قدیم ترین مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام اس معنی میں جدید ترین مذہب بھی ہے کہ اس کی تکمیل ساتویں صدی عیسوی میں ہوئی۔

کسی ملک کی آب و ہوا کا اس ملک کے باشندوں کے اخلاق اور ان کے معاشی واجتماعی نظام پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔ ان کے طبائع اور عادات اسی آب و ہوا کے مطابق نشوونما پاتے ہیں۔ عرب ایک ریگستان ہے جہاں کی زمین خشک اور بنجر ہے۔ بارش کی قلت اور مصنوعی ذرائع آبپاشی کے فقدان کی وجہ سے زمین زراعت کے قابل نہیں۔ شہری زندگی مفقود ہے۔ فطری تقاضوں کے مطابق وہاں کے باشندے دیہاتی خانہ بدوش زندگی گزارتے ہیں۔ جانوروں کو چرانے کی خاطر سبزہ زاروں اور بارانی علاقوں کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ قریش اور قحطانی عرب اس سے مستثنیٰ تھے۔ یہ شہری زندگی گزارتے تھے اور خانہ بدوش نہ تھے۔ قریش تو اس لئے کہ وہ خانہ کعبہ کے متولی اور کلید بردار تھے اور انہیں مقدس و بزرگ سمجھا جاتا تھا۔ یمن و شام کے تجارتی سفروں میں انہیں کوئی خوف نہ تھا۔ قحطانیوں کا علاقہ (یمن) سرسبز و شاداب تھا جہاں غذا اور پھلوں کی فراوانی تھی۔ چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب بھی بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑتا تو وہ آپس میں ہی ایک دوسرے پر حملہ کر کے مال وغیرہ لوٹ لیتے جس کے باعث ان کی طبیعتوں میں بگاڑ پیدا ہو گیا تھا۔ آپس میں دشمنی، مسلسل جنگ اور دائمی شورش و ہنگامہ ان کی زندگی کا لائحہ عمل تھا۔ جنگ اور قحط ہی ان کی زندگی کے دو بڑے محرک تھے۔

اولاد نرینہ انہیں زیادہ مرغوب تھی۔ ان میں سے بعض قبائل فقر و فاقہ کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ قبیلے میں مردوں کی کثرت تعداد ان کے لئے باعث فخر تھی۔

رشتہ داریوں کے زیادہ پھیلنے کو وہ عزت و غلبہ کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ صحرا اور خانہ بدوشی کی زندگی سے محبت، نیز جنگ و جدل کی مصروفیت سے وہ آزاد اور بے قید زندگی کے عادی ہو گئے تھے۔ عصبیت و وحشت کا ان پر غلبہ تھا۔

ان کا کوئی اپنا اجتماعی تمدن نہ تھا، نہ سیاسی حکومت تھی، نہ فوجی نظام، نہ ہی دینی عقائد کا کوئی فلسفہ اور کوئی وسیع سماجی تصور ان کے پاس تھا۔ ہر گھر اور ہر قبیلہ جدا جدا ایک سماج بنا ہوا تھا۔ قبائل کے سرداروں کو وراثتاً حکومت ملتی، جسے وہ اپنے بزرگوں کے مروجہ دستور کے مطابق چلاتے۔ ان کا طرز حکومت یونانیوں کی خاندانی حکومت کی طرح نہ تھا نہ ایران و مصر کی طرح ان کے یہاں بادشاہی تھی۔ حیرہ اور شام میں عرب تاجدار تھے لیکن وہ خود مختار نہ تھے۔ حیرہ کا شاہی خاندان کسریٰ کا اور شام میں غسانی قیصر کے مطیع تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمدن وشہریت، رائے عامہ، امراء کی حکومت، جمہوریت اور جاگیرداری کے مطالب کے اظہار کے لئے ان کے اور دوسری سامی اقوام کے پاس الفاظ نہیں ملتے۔

فوجی نظام تو اسلام کے بعد تک بھی مکمل شکل میں قائم نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے کہ ماتحتی میں رہنے اور اپنی انفرادی شخصیت سے دست بردار ہو جانے پر ہی فوجی تنظیم کا دارومدار ہے۔ یہی وہ عادتیں ہیں جو اس دور کے عربوں کی طبیعت اور ذہنیت کے بالکل برعکس تھیں۔ وہ مذہبی لحاظ سے بالکل سادہ، بے تکلف اور زہد و تقشف کے حامی تھے۔

چنانچہ عربوں میں کئی خداؤں کا تصور بالکل نہ تھا۔ عالیشان عبادت گاہیں بھی ان کے ہاں بالکل نہ تھیں۔ عقائد کا کوئی فلسفہ نہ تھا۔ جہالت کی کارفرمائی، خانہ بدوشی اور بے سروسامانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر طویل مدت گزرنے کی وجہ سے ان کے پاس جو دین ابراہیمی کا بقیہ رہ گیا تھا وہ بھی بگڑ چکا تھا۔ اسی کا اثر تھا کہ وہ بتوں کی پوجا اور ان کی عزت کیا کرتے تھے۔ کعبہ میں بت رکھے رہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان بتوں کے توسل سے وہ خدا کا قرب حاصل کر لیں گے۔ عربوں کی بڑی تعداد اس قسم کی بت پرستی کو اختیار کیے ہوئے تھی۔ غسانی اور طے قبیلہ کے کچھ لوگ شام میں اور نجران وحیرہ کے کچھ لوگ خالص عیسائی مذہب کے پیرو تھے۔

خاندان ماں، باپ، اولاد، پوتے اور غلاموں پر مشتمل تھا۔ باپ کو اپنے گھر والوں پر کل اختیار تھا حتیٰ کہ ان میں سے کسی کو مارنا یا باقی رکھنا بھی اس کی مرضی پر منحصر تھا۔ ان سے وہ جس کو چاہے بیچ سکتا تھا اور جسے چاہے عاق کر سکتا تھا۔ کبھی مفلسی کے اندیشے سے وہ اپنی بیٹی کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ شوہر کے بعد خاندان میں بیوی کا دوسرا درجہ تھا۔ شوہر اس کا احترام ملحوظ خاطر رکھتا۔ اسے اپنا شریک کار رہتا اور اظہار محبت کے لئے شعر و شاعری کا کام کا تا تھا۔ ان کے ہاں شادی کی رسم میاں بیوی کے باہمی خوشگوار تعلقات اور محبت کی بنا پر انجام پاتی تھی۔ اگر نکاح کے وقت کوئی شرط نہ طے کی ہو تو پھر طلاق کا تمام تر حق شوہر کو حاصل ہوتا۔ اس کے علاوہ شادی کے دوسرے طریقے بھی تھے جو بدکاری اور بدمعاشی سے زیادہ مشابہ تھے۔ جاہلی عرب ایک ساتھ کئی شادیاں کر لیتے اور اس سلسلہ میں ان کے ہاں کوئی حد مقرر نہ تھی۔ باپ کی بیوی سے شادی کرنا ان کے ہاں جائز تھا۔ خالہ، پھوپھی، بیٹی اور بہن سے شادی کو حرام سمجھا جاتا تھا۔

ان عربوں کی ترقی اور علمی مقام کا اندازہ یمن، حیرہ اور شامی بادشاہوں کے کارناموں سے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے عالیشان بند باندھے، بنجر زمینوں کو کاشت کے قابل بنا دیا، ویرانوں کو آباد کیا اور شہروں وغیرہ کو بسایا۔

عدنانی عرب (جو حجاز میں آباد تھے اور قریش بھی عدنان سے ہی ہیں) مسلسل برسرپیکار رہنے کی وجہ سے طب اور شہسواری میں ماہر تھے۔ بارش اور گھاس پر دارومدار ہونے کی وجہ سے وہ ان تاروں کو پہچاننے لگے تھے جن سے بارش کی اطلاع ملتی ہے۔ ہواؤں کے چلنے کا رخ انہیں معلوم ہو گیا تھا۔ بری و بحری سفروں میں وہ تاروں سے ہی راہنمائی حاصل کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں نے اپنی نسلوں کی بقا اور قومی تعصب کو برقرار رکھنے کے لئے علم نسب بیان کرنے کے لئے قصہ گوئی اور اپنے کارناموں کو دوام بخشنے کے لئے شاعری میں کمال پیدا کر لیا تھا۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

فراست اور قیافہ شناسی کے وہ ماہر تھے تاکہ اپنی نسل میں بیگانوں کا دخل نہ ہو سکے اور بھاگنے والے مجرموں کو ان کے نقش قدم سے تلاش کر لیں۔

روحانی میدان نے انہیں کہانت، عرافت اور زجر پر ایمان لانے کی ترغیب دی۔ کہانت سے مراد غیب کی باتوں کا پتہ چلانے اور عرافت گزرے ہوئے نیز آنے والے واقعات کے پتہ چلانے کو کہتے تھے۔ عربوں کا خیال تھا کہ جنات کا ہنوں اور عرافوں کے تابع ہیں جو پوشیدہ طور پر عالم غیب سے حالات سن کر انہیں مطلع کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ ان پر بڑا ایمان رکھتے اور اہم معاملات میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ پیچیدہ معاملات میں ان سے مشورہ لیتے، جھگڑے ان سے فیصل کراتے، بیماریوں میں ان سے علاج کرواتے اور خوابوں کی تعبیر ان سے پوچھتے۔

"زجر" جانوروں کی آواز اور ان کی حرکت و ہیئت سے آئندہ پیش آنے والے واقعات کا اندازہ لگانے کو کہتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی پرندے کو پتھر مار کر یا شور مچا کر اڑاتا اور وہ پرندہ اس کے دائیں سمت سے اڑتا چلا جاتا تو اسے وہ نیک فال سمجھتے لیکن اگر بائیں جانب سے ہو کر اڑتا تو اسے وہ بدشگونی تصور کرتے اور منحوس خیال کرتے۔

جاہل عرب فال کے بہت قائل تھے۔ کوے کو بہت منحوس اور موجب فراق سمجھتے تھے۔ الو کو بھی منحوس سمجھتے اور اس کے بولنے کو موت اور ویرانی کا موجب جانتے تھے۔ چھینک سے بری فال لیتے۔

بعض لوگ جادوگری کا پیشہ بھی کرتے اور شیطان کو اپنا دوست بنانے کے لئے بڑی بڑی ریاضتیں کرتے۔

ظہور اسلام کے وقت خانہ کعبہ اگرچہ عرب کا دینی مرکز تھا لیکن اہل عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیغام توحید کو بھول چکے تھے۔ شرک و بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ خانہ کعبہ بتوں سے بھرا پڑا تھا۔ ان کی پوجا ہوتی اور انہیں خدا کا مقام حاصل تھا۔ ہر قبیلے کا جدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بت رکھتا تھا۔ بتوں میں بعض بت مردوں کی صورت رکھتے تھے اور بعض عورتوں کی۔ عرب میں خانہ کعبہ کی طرح بت پرستی کے اور بھی کئی مرکز تھے، جہاں بتوں کی باقاعدہ پوجا کی جاتی، چڑھاوے چڑھائے جاتے اور نذر و نیاز دی جاتی۔ ان اونٹوں کے گلے میں جوتا باندھ کر لٹکا دیتے اور ان کے کوہان زخمی کر دیتے جو اس بات کی علامت تھی کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے پھر کوئی شخص اس سے تعرض نہ کرتا۔

ہبل عرب کا سب سے بڑا دیوتا تھا اور اس کا بت خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔ یہ بت جنگ میں کامیابی اور فتح کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور جاہل عرب جنگ میں اسی کا نعرہ بلند کرتے۔

عرب جاہلیت میں ستارہ پرستی بھی خوب رائج تھی۔ قبیلہ حمیر سورج، کنانہ چاند، جذام مشتری اور اسد عطارد کی پوجا کرتے تھے۔ اکثر قبیلوں کے بتوں کے نام ستاروں کے نام پر تھے۔ عرب کے ستارہ پرستوں میں چاند کے پرستار سب سے زیادہ تھے اور چاند سب سے زیادہ محبوب معبود سمجھا جاتا تھا۔

عرب میں ہر قسم کے دین موجود تھے۔ جن میں نصرانیت اور یہودیت جیسے الہامی مذاہب بھی شامل تھے مگر ان کی اصلی صورت کچھ اس طرح مسخ ہو چکی تھی کہ کفر و شرک اور اصلی دین میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھا۔ توحید کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ نصرانیت تثلیث کے جھگڑوں میں پھنس کر رہ گئی تھی۔ یہودیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بتائے ہوئے رستے سے بھٹک کر اوہام پرستی کے گورکھ دھندوں میں پھنس چکی تھی۔ یہی نہیں بلکہ دنیا کا ہر ملک عربوں سے بھی گیا گزرا تھا اور تمام دنیا ضلالت و گمراہی کے عمیق اندھیرے میں بھٹک رہی تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی اس خستگی اور زبوں حالی پر رحم آیا اور اس نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو بھیجا۔ رشد و ہدایت کا یہ آفتاب عالم تاب سرزمین عرب کے ایک شہر مکہ میں طلوع ہوا اور اپنی ضیا پاشیوں سے تمام اقصائے عالم کو منور کر دیا۔ خدا کا یہ برگزیدہ انسان انسانیت کے لئے جو نیا الہامی مذہب لے کر نمودار ہوا اس کا نام "اسلام" ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تعارف

ابتدائی حالات

سیدنا حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم مکہ کے مشہور قبیلہ قریش میں 9 یا 12 ربیع الاول کے دن پیدا ہوئے۔ یہ عام الفیل تھا۔ آپ کی پیدائش 20 اپریل 571ء میں بوقت صبح ہوئی۔

آپ کی پیدائش سے چند ماہ قبل آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب وفات پا چکے تھے۔ ابھی آپ چھ برس کے بھی نہ تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ آمنہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

اس کے بعد آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے نہایت پیار و محبت کے ساتھ آپ کی پرورش کی اور اپنی وفات سے قبل انہوں نے آپ کی تربیت و نگرانی آپ کے چچا جناب ابوطالب کے ذمہ کر دی۔

جناب ابوطالب نے تنگ دستی اور کثرت عیال کے باوجود آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔

آپ کی عادات

اگر طبعی حالات کے مطابق آپ پرورش پاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاہلانہ اخلاق اور جاہلانہ عادات اپنا کر جوان ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی تہذیب و تربیت کا انتظام فرمایا اور عقل رسا، حسن اخلاق، نازک طبعی، بے پناہ شرم و حیا، متانت و بردباری، صبر و استقلال، اعتماد، ذمہ داری، قوی دل، صدق و سچائی اور جمعیت خاطر بخش کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی تکمیل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بت پرستی کی نجاستوں سے پاک رکھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی شراب پی، نہ بتوں پر چڑھائے ہوئے جانوروں کا گوشت کھایا اور نہ اس دور کے میلوں اور جلسوں میں شرکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔

تجارت کا پیشہ

بچپن میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع بلند کو کسب معاش کے لئے حیلہ و تدبیر کا شوق پیدا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قومی رواج کے مطابق نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے تجارت میں حصہ لینا شروع کیا۔ لوگوں میں آپ کی ہوشیاری، راست بازی اور دیانت داری کا چرچا عام ہونے لگا۔

اس وقت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے جو قریش کی مالدار اور باعزت خاتون تھیں، آپ کو اپنے مال کی تجارت کے لئے دعوت دی۔ آپ نے ان کے غلام "میسرہ" کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ یہ سفر بہت کامیاب رہا اور اس تجارت میں بڑا نفع ہوا۔ جب آپ مکہ واپس ہوئے تو یہ نیک بی بی اس گرانقدر منافع اور کامیاب تاجر کی امانت داری دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور آپ سے شادی کرنا چاہی۔ اس وقت وہ چالیس سال کی تھیں اور آپ پچیس برس کے۔ آپ نے بھی اس رشتہ کو پسند فرمایا۔ حضرت خدیجہ کی گرانقدر خدمات کے باعث اسلام کی ترقی میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔

پھر آنحضرت اپنے اہل وعیال کے لئے روزی کمانے کے لئے متفرق منڈیوں میں تجارت کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے ساز و سامان اور زندگی کے آرام و آرائش سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے آپ کو نہ تو دولت جمع کرنے کی ہوس ہوئی اور نہ کسی بلند منصب پر پہنچنے کی تمنا۔ آپ دنیا کے مشاغل سے فارغ ہو کر تخلیہ میں لمبی لمبی راتیں غار حرا میں بیٹھ کر عبادت اور غور و فکر میں گزار دیتے۔

وحی اول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاکیزہ اور لطیف روح کو عالم بالا کی طرف متوجہ کرتے حتیٰ کہ اسی غار حراء میں چالیس برس کی عمر ہونے پر آپ کو بذریعہ وحی رسالت و معجزہ بخشا گیا۔ آپ پر پہلی وحی میں سورۃ الاقراء کی پانچ آیات نازل کی گئیں۔

قرآن مجید تقریباً تئیس سال کے عرصے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ قرآن کا نام خود قرآن وحی الٰہی میں تکرار کے ساتھ آیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن"

"رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۱۵۸)

یہ اولین اور آخرین کے علوم کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء"

"ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جو تمام چیزوں کو واضح کرنے والی ہے۔"

(سورۃ النحل: آیت نمبر ۹۸)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"فیھا کتب قیمۃ"

"قرآن مجید میں تمام کتب کے علوم جمع ہیں۔"

(سورۃ البینۃ، آیت نمبر: ۳)

یہ کتاب حق اور ہدایت اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ نیز اس کی سورتیں اور آیات اس طرح ہیں کہ آپس میں مربوط ہیں کہ ان میں نہ کوئی تعارض ہے اور نہ تخالف۔ قرآن مجید کے مضامین باہم دیگرے ایسے جڑے ہوئے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ سب ایک مسلک میں منسلک ہیں۔

دعویٰ نبوت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں ریاضت اور عبادت کیا کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگئی تو دفعتاً وہ منزل مل گئی جس کے لئے جویاں تھے، وہ گوہر مل گیا جس کے لئے مضطرب تھے اور وہ ہدایت مل گئی جس کے لئے گریاں تھے۔ جبریل وحی نبوت لے کر آئے اور کہا:

"اقرء"

"پڑھئے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" ما انا بقاری "

"میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔"

فرشتے نے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا:

"اقرء"

"پڑھئے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ فرشتے نے پھر زور سے دبایا اور چھوڑ دیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد فرشتے نے یہ آیات پڑھیں:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ [۱] خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ [۲] اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ [۳] الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ [۴] عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ [۵]"

(العلق: آیت نمبر 1 تا 5)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پیغام ربانی کو لے کر کانپتے ہوئے آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"مجھ پر کوئی کپڑا اوڑھا دو۔"

جب ذرا سکون آیا تو آپ نے تمام ماجرا سنا دیا اور کہا:

" خشیت علی نفسی "

"مجھے اصلاح دنیا کی ذمہ داری کے بوجھ سے ڈر لگتا ہے۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

"واللہ ما یخزیك اللہ ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق"

"اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں، مہمانوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ کے عم زاد تھے۔ ورقہ کو تمام ماجرا سنایا تو ورقہ نے کہا:

"یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ کاش! میں جوان ہوتا کہ جب آپ کی قوم آپ کو گھر سے باہر نکالنا چاہتی تو میں آپ کی دل و جان سے مدد کرتا۔"

پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ وحی رک گئی۔ وہ زمانہ "فترت الوحی" کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ دوسری وحی میں سورۃ المدثر کی آیات نازل ہوئیں۔

اس کے بعد سلسلہ وحی جاری ہو گیا اور کم و بیش تیئس سال تک جاری رہا۔ قرآن مجید کا نزول ضرورت اور حالات کے مطابق ہوتا تھا۔ کچھ لوگ خود مسائل چھیڑ دیتے تھے تو قرآن نازل ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات پوچھے جاتے تو آپ وحی کے ذریعے جواب دیتے۔ کبھی معاشرے میں ایسے مسائل ابھر آتے جن کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح قرآن مجید ضرورت کے مطابق آہستہ آہستہ "نجماً نجماً" نازل ہوتا رہا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

"وقال الذین کفروا لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة وتلك لنثبت به فؤادك ورتلنه ترتیلا"
(الفرقان: آیت نمبر ۳۲)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

دوسری وحی کا نزول

اس کے بعد ایک مدت تک وحی کا سلسلہ بند ہو گیا پھر روح الامین اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ آیات لے کر نازل ہوئے:

" یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ [۱] قُمْ فَاَنْذِرْ [۲] وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ [۳] وَثِیَابَكَ فَطَھِّرْ [۴] وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ [۵] وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ [۶]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۷ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۸ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ
يَوْمٌ عَسِيرٌ ۹ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۱۰ ذَرْنِي وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِيدًا ۱۱ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ۱۲ وَبَنِينَ
شُهُودًا ۱۳ وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ
۱۵ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۱۶ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۱۷
إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۱۸ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۱۹

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت وتبلیغ کے بارگراں کو اٹھا کر تین برس تک خفیہ طریقے سے تبلیغ دین فرماتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برملا دعوت حق دینے کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ نے علی الا اعلان قریش کو دعوت دین پہنچائی، ان کے افکار و خیالات پر تنقید کی اور ان کے بتوں پر نکتہ چینی کی جس کا جواب کفار نے کھلی دشمنی سے دیا۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکروفریب اور سازشوں کے جال بچھائے اور اس تاک میں رہنے لگے کہ کسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کر ڈالیں، مگر آپ ان کی تمام سازشوں کا مقابلہ صبر واستقلال، حوصلہ مندی اور ایمان سے کرتے رہے۔

آپ کی پشت پناہی میں آپ کے چچا ابوطالب تھے جو آپ کی مدافعت وحمایت کرتے رہے اور آپ کی مخلص بیوی حضرت خدیجہ تھیں جو آپ کو تسلی دیتیں۔ حتیٰ کہ ان سخت پریشان حالیوں کا مقابلہ کرتے کرتے دس سال گزر گئے۔

نبوت کے دسویں سال آپ کے مشفق چچا اور آپ کی غم گسار بیوی یکے بعد دیگرے دو روز کے وقفے سے داغ مفارقت دے گئے جس کا آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) کا نام دیا۔ ان دونوں ہمدردوں کی وفات کے بعد مکہ میں آپ کا رہنا دوبھر ہو گیا۔

مدینہ کی جانب ہجرت

بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ مدینہ جانے کا ارادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا۔ مدینہ منورہ میں قبیلہ اوس و خزرج کے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ جب مشرکوں کو آپ کے اس ارادہ کا علم ہوا تو انہوں نے مل کر آپ کو قتل کرنے کی سازش کی، لیکن اسی رات جب وہ آپ کو قتل کرنے کی نیت سے گھات لگائے بیٹھے ہوئے آپ اپنے دوست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ آپ کی حفاظت و نگہبانی خدا کر رہا تھا۔

ربیع الاول جمعہ کے دن اپنی عمر کے ترپن سال گزرنے پر ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء کو وہ دونوں مدینہ پہنچے۔

یہ مبارک ہجرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول بالا ہونے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے پھیلنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی تکمیل کا آغاز بن گئی۔

آپ لگاتار مشرکین سے جہاد کرتے رہے اور قرآن مجید کے احکامات کے مطابق مقابلہ و مباحثہ اور تلوار سے جنگ کرتے رہے، حتیٰ کہ جہالت کا دور ختم ہوا، شرک کی بدلیاں چھٹ گئیں اور دنیا میں توحید کا بول بالا ہو گیا۔

تکمیل دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

حتیٰ کہ وہ آیت نازل ہوئی جس کے ذریعہ دین کی تکمیل ہو گئی۔ اس آیت کریمہ کے نزول کو ابھی تین ماہ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ بخار میں مبتلا ہوئے اور پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری مطابق ۸ جون ۶۳۲ء کو رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

پہلا انقلابی درس اور مقبولیت

داعی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے چالیسویں سال، سن ہجری سے تیرہ سال قبل ۶۱۰ء کے قریب انقلاب اسلام کا پہلا درس دنیا کو دیا تھا اور اس کے بعد سے آپ کی زندگی کے پورے ۲۳ سال اسی پیغام کی تبلیغ و اشاعت میں صرف ہوئے۔ ۲۳ برس کی مدت میں روئے زمین کا وہ دس لاکھ مربع میل رقبہ جو جزیرہ نمائے عرب کے نام سے موسوم ہے، اسلام کے بتائے ہوئے نظام زندگی پر عامل ہو چکا تھا۔ فلسطین سے لے کر یمن و حضرموت تک اور حجاز سے لے کر عمان و کویت تک جو انسانوں کا جم غفیر بستا تھا وہ سب آپ کی حیات میں ہی زندگی کا پرانا چولا بدل چکا تھا۔ چنانچہ مشہور روسی دانشور ٹالسٹائی رقم طراز ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے بہت اہم پیمانے پر شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ وہ سب سے بڑے اور عظیم ترین مصلح تھے۔ ان کا یہ کارنامہ انتہائی فخر کے قابل ہے کہ انہوں نے دنیا کی جاہل ترین قوم کو نور ہدایت سے منور کر کے صلح و آشتی کا ملجا و ماویٰ بنا دیا۔"

☆☆☆

اقوال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

((عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: حق المسلم علی المسلم ست: اذا لقيته فسلم عليه، و اذا دعاك فأجبه، و اذا استنصحك فانصحه، و اذا عطس فحمد الله فشمته، و اذا مرض فعده، و اذا مات فاتبعه))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کے حق مسلمان پر چھ ہیں، جب تو اس سے ملے تو سلام کہہ، جب وہ تجھے بلائے تو اس کے پاس جا، جب تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کر، جب اسے چھینک آئے اور وہ اللہ کی حمد کرے تو اسے "یرحمك الله" کہہ، جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کر اور جب فوت ہو تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔"

[صحیح مسلم، باب السلام: حدیث نمبر 5) (تحفۃ الاشراف جلد نمبر 10، صفحہ نمبر 224]

اپنے سے کم نعمت والوں کی طرف دیکھو

((عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم انظروا الی من ھو اسفل منکم ولا تنظروا الی من ھو فوقکم، فھو أجدر أن لا تزدروا نعمة اللہ علیکم))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی طرف دیکھو جو تم سے نیچے ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہے، یہ زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو حقیر نہ جانو جو تم پر ہے۔''

[صحیح بخاری: ۶۴۹۰۔ صحیح مسلم: کتاب الزھد: ۹]

گناہ اور نیکی کی پہچان

((و عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البر و الاثم، فقال: البر حسن الخلق، و الاثم ما حاك فی صدرك، و کرھت أن یطلع علیه الناس))

''حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیکی عادت کا اچھا ہونا ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند جانے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں۔''

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۱۵،۱۴۔ تحفۃ الاشراف: ۹/ ۶۰]

تیسرے کی موجودگی میں سرگوشی نہ کی جائے

((عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا کنتم ثلاثة فلا یتناجی اثنان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دون الآخر حتى تختلطوا بالناس، من أجل أن ذلك يحزنه))

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے کے بغیر آپس میں سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جاؤ کیونکہ یہ چیز اسے غمگین کرے گی۔"

(صحیح البخاری:۶۲۸۸)(صحیح مسلم، کتاب السلام:۳۷)(تحفۃ الاشراف ۵۶/۷)

کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ مت بیٹھیں

((عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه ثم يجلس فيه، ولكن تفسحوا و توسعوا))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر خود اس میں بیٹھ جائے۔ بلکہ کھل جاؤ اور کشادگی پیدا کر لو۔"

[صحیح بخاری:۶۲۶۹)(صحیح مسلم، کتاب السلام:۲۸،۲۷)(تحفۃ الاشراف:۲۲۰/۶]

کھانا ختم کرنے پر ہاتھ چاٹنے کی تاکید

((عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا أكل أحدكم طعاما فلا يمسح يده حتى يلعقها أو يلعقها))

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ صاف نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے یہاں تک کہ اسے خود چاٹ لے یا کسی کو چٹا دے۔"
[صحیح بخاری: ۵۴۵۶ و صحیح مسلم، الاشربۃ: ۱۲۷، ۱۳۳۔ تحفۃ الاشراف: ۵/۸۸، ۵۹۳۵]

سلام کے آداب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چھوٹا بڑے کو سلام کہے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔"
[صحیح البخاری، ۶۲۳۱، ۶۲۳۲، ۶۲۳۴۔ صحیح مسلم، السلام، ۲۱۶۰۔ تحفۃ الاشراف: ۱۰/۱۲۵، ۱۴۹۴]

چھینک کا جواب

((عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا عطس أحدکم فلیقل: الحمد للہ، و لیقل له أخوہ، یرحمك اللہ، فاذا قال له: یرحمك اللہ، فلیقل له: یھدیکم اللہ و یصلح بالکم))
"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ "الحمد للہ" کہے اور اس کا بھائی اسے "یرحمك اللہ" اللہ تم پر رحم کرے۔" کہے تو جب وہ اسے "یرحمك اللہ" کہے تو وہ اسے یوں کہے: "یھدیکم اللہ و یصلح بالکم" "اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کرے۔"
[صحیح البخاری، ۶۲۲۴۔ تحفۃ الاشراف: ۷/۲۲۳]

کھڑے ہو کر پانی پینا

(عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم: لا یشربن أحد کم قائما))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی ہرگز نہ پیے۔"

[مسلم، الاشربۃ: ۱۱۶، ۔ دیکھیے تحفۃ الاشراف: ۸۹/۱۱]

جوتا پہننے اور اتارنے کے آداب

((و عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا انتعل أحدکم فلیبدأ بالیمین، و اذا نزع فلیبدأ بالشمال، ولتکن الیمنی أولھما تنعل و آخرھما تنزع))

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے شروع کرے اور دایاں پاؤں دونوں میں سے پہلے ہو جس میں جوتا پہنا جائے اور دونوں سے آخری ہو جس سے جوتا اتارا جائے۔"

[صحیح بخاری: ۵۸۵۶ صحیح مسلم، کتاب اللباس: ۶۷۔ تحفۃ الاشراف: ۱۰/۱۱۹]

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

((عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا ینظر اللہ الی من جر ثوبہ خیلاء))

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں جس نے اپنا کپڑا تکبر کے ساتھ کھینچا۔"

[صحیح بخاری، ۵۷۸۳، ۵۷۹۱، صحیح مسلم، اللباس: ۴۳۔ تحفۃ الاشراف ۳۲۶/۵]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵/ ۶۰۳۳۷/۶۱۵]

دائیں ہاتھ سے کھانا پینا

((وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا أکل أحدکم فلیأکل بیمینہ، و اذا شرب فلیشرب بیمینہ، فان الشیطان یأکل بشمالہ و یشرب بشمالہ))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے اور جب پیے تو دائیں ہاتھ کے ساتھ پیے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا ہے اور بائیں کے ساتھ پیتا ہے۔"

[صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ: ۱۰۵۔ تحفۃ الاشراف، ۶/ ۶۰۳۶۷/ ۵۰۱۳۰/ ۳۰۰]

کھانے پینے اور پہننے میں فضول خرچی اور تکبر

((عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کل و اشرب و البس و تصدق فی غیر سرف ولا مخیلۃ))

"عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کھا، پی، پہن اور صدقہ کر جس میں فضول خرچی نہ ہو اور تکبر نہ ہو۔"

[صحیح بخاری تعلیقاً، کتاب اللباس: باب نمبرا۔ مسند احمد ۲/ ۱۸۱، ۱۸۲، سنن ابی داؤد]

صلہ رحمی کے فائدے اور قطع رحمی کے نقصانات

((عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم: من أحب أن يبسط له في رزقه و أن ينسأله في أثره فليصل رحمه))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے لئے اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اس کے نشان قدم (باقی رکھنے) میں دیر (عمر لمبی) کی جائے وہ اپنی رشتہ داری کو ملائے۔"

[صحیح بخاری:۵۹۸۵۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری]

والدین کی نافرمانی اور فرمانبرداری

((و عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان الله حرم عليكم عقوق الامهات، و واد البنات و منعا و هات و كره لكم قيل و قال و كثرة السوال و اضاعة المال))

"حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے تم پر ماؤں کو ستانا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور (خود) کچھ نہ دینا اور (دوسروں سے کہنا) لا مجھے دے اور تمہارے لیے (اللہ تعالیٰ نے) ناپسند کیا (یہ کہنا کہ) یہ کہا گیا اور فلاں نے کہا، زیادہ سوال کرنا اور مال ضائع کرنا۔"

[صحیح بخاری:۵۹۷۵۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ:۱۲]

مسلم بھائی کے لیے وہی چاہیے جو اپنے لیے

((عن انس رضي الله تعالىٰ عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال: و الذي نفسي بيده لا يؤمن عبد حتى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحب لجارہ ما یحب لنفسہ))

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اپنے ہمسائے کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

[صحیح بخاری: ۱۳۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان ۷۱]

سب سے بڑے گناہ

((وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: ((سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أی الذنب أعظم؟ قال: أن تجعل للہ ندا و هو خلقك، قلت: ثم أی؟ قال: أن تقتل ولدك خشیة أن یأكل معك، قلت: ثم أی؟ قال: أن تزانی بحلیلة جارك))

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: "کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔" میں نے کہا: "پھر کون سا؟" فرمایا: "یہ کہ تو اپنے بچے کو قتل کرے اس ڈر سے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔" میں نے کہا: "پھر کون سا؟" فرمایا: "یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی کے ساتھ باہم بدکاری کرے۔"

[صحیح بخاری: ۶۸۶۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۱۴۲۔ تحفۃ الاشراف ۷/ ۴۷۔ ۵۸]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑنا

((عن أبي أيوب رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال: يلتقيان فيعرض هذا و يعرض هذا، و خيرهما الذي يبدأ بالسلام))

"حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی مسلم کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ وہ دونوں ملیں تو یہ اس طرف منہ پھیر لے اور یہ (اس طرف) منہ پھیر لے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

[صحیح بخاری، ۶۰۷۷۔ صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ: ۲۵۔ تحفۃ الاشراف: ۳/۹۸۔ ۱۰۵/۲۔ ۱۰/۹۰]

اچھا کام صدقہ

((عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل معروف صدقة))

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر اچھا کام صدقہ ہے۔"

[صحیح البخاری: ۶۰۲۱۔ تحفۃ الاشراف: ۲/۳۲۵]

معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو

((عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تحقرن من المعروف شيئا، ولو أن تلقى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أخاك بوجه طلق))

"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بھلائی میں سے کسی چیز کو ہرگز حقیر مت سمجھ، خواہ (اتنا ہی ہو کہ) تو اپنے بھائی کو کھلے چہرے کے ساتھ ملے۔"

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۲۶۲۶۔ تحفۃ الاشراف: ۵/۱۷۵]

ہمسایوں کا خیال رکھنے کا ایک طریقہ

((وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا طبخت مرقۃ فاکثیر مائها و تعاهد جیرانك))

"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تو شوربا پکائے تو اس کا پانی زیادہ کر لے اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھ۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۲۶۲۵]

مسلمان کی مدد اور پردہ پوشی

((عن ابو هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من نفس عن مسلم كربة من كرب الدنيا نفس اللہ عنه كربة من كرب يوم القيامة، و من يسر على معسر يسر اللہ عليه فى الدنيا و الاخرة، و من ستر مسلما ستره اللہ فى الدنيا و الآخرة، و اللہ فى عون العبد ما كان العبد فى عون أخيه))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور فرمائے گا اور جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلم پر پردہ ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں پردہ ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں (رہتا) ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں (رہتا) ہے۔"

[صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء: ۳۸،تحفۃ الاشراف: ۹/۳۷۵]

نیکی کا راستہ دکھانے کا اجر

((عن أبی مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من دل علی خیر فلہ مثل أجر فاعلہ))

"حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص (کسی کو) بھلائی (کے کام) کا راستہ دکھائے اس کے لیے بھلائی کرنے والے کے ثواب کی طرح ثواب ہے۔"

[صحیح مسلم، کتاب الامارۃ: ۱۳۳،تحفۃ الاشراف: ۷/۳۳۹]

اللہ تعالیٰ کے نام پر کیا گیا سوال

((عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من استعاذ کم باللہ فاعیذوہ، و من سألکم باللہ فأعطوہ، و من اتی الیکم معروفا فکافئوہ، فان لم تجدوا فادعوا لہ))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: "جو شخص تم سے اللہ تعالیٰ کے (نام کے) ساتھ پناہ مانگے اسے پناہ دو اور جو شخص تم سے اللہ کے (نام کے) ساتھ سوال کرے اسے دو اور جو تم سے اچھا سلوک کرے اسے بدلا دو۔ اگر تم (بدلا دینے کے لیے کوئی چیز) نہ پاؤ تو اس کے لیے دعا کرو۔"

[سنن بیہقی: ۱۹۹/۴۔ المستدرک للحاکم: ۴۱۲/۱۔ مسند امام احمد: ۶۸/۲، ۹۹۔ ابونعیم، حلیہ جلد ۹، صفحہ 56]

مشتبہ امور سے بچنے کا حکم

((عن النعمان بن بشير رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول و أهوى النعمان باصبعيه الى اذنيه: ان الحلال بين و الحرام بين، و بينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرا لدينه و عرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام، كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه، ألا و ان لكل ملك حمى، ألا و ان حمى الله محارمه، الا و ان في الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله، و اذا فسدت فسد الجسد كله، الا و هي القلب))

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: نعمان نے یہ بات اپنی انگلیاں کانوں کی طرف لے جاتے ہوئے کہی: "یقیناً حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے تو جو شخص شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچالی اور جو شبہ کی چیزوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جا پڑے اور حرام میں جا پڑا۔ جیسا کہ وہ شخص جو ممنوعہ چراگاہ کے ارد گرد مویشی چرانے والا ہے قریب ہے کہ اس میں جا پڑے۔ یاد رکھو! ہر بادشاہ کی کوئی نہ کوئی ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، یاد رکھو! وہ دل ہے۔"

[صحیح بخاری: ۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ: ۱۰۷]

پیسے کا غلام

((عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعس عبد الدينار و الدرهم و القطيفة، إن أعطي رضي، وان لم يعط لم يرض))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہلاک ہو گیا دینار، درہم اور چادر کا غلام۔ اگر اسے دیا جائے تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر اسے نہ دیا جائے تو خوش نہیں ہوتا۔"

[صحیح بخاری: ۶۴۳۵۔ تحفۃ الاشراف: ۹/۴۳۶، ۹/۴۳۹]

دنیا سے بے تعلقی

((عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنكبي، فقال: كن في الدنيا كأنك غريب، أو عابر سبيل، و كان ابن عمر رضي الله عنهما يقول: اذا أمسيت فلا تنتظر الصباح، و اذا أصبحت فلا تنتظر المساء، و خذ من صحتك لسقمك، و من

www.KitaboSunnat.com

حیاتك لموتك))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: "دنیا میں اس طرح رہ کہ تو پردیسی ہے یا راہ گزرنے والا ہے۔" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: "جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کے لیے اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لیے (کچھ نہ کچھ) حاصل کر لے۔"

[صحیح بخاری: ۶۴۱۶۔ تحفۃ الاشراف: ۵/۶۰۰۷۳۸۱/۶]

غیر مسلموں کی مشابہت سے بچو

((عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم))

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔"

(ابوداؤد: ۴۰۳۱) (صحیح ابی داؤد: ۳۴۰۱) (تخریج الاحیاء: ۱/۳۴۲) (فتح الباری: ۱۰/۲۷۴) (الارواء: ۱۲۶۹) (تحفۃ الاشراف: ۶/۱۲۵)

صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگاؤ

((عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: کنت خلف النبی صلی اللہ علیه وسلم یوما، فقال: یا غلام! احفظ اللہ یحفظك، احفظ اللہ تجده تجاهلك، و اذا سألت فاسأل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ))

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا تو آپ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے لڑکے! اللہ کو یاد کر وہ تجھ پر نظر کرم فرمائے گا، اللہ کو یاد کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا اور جب سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ۔"

(سنن ترمذی:۲۵۱۶)

سنن ترمذی میں بقیہ حدیث یہ ہے:

"اور جان لے کہ اگر امت اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کوئی فائدہ پہنچائے تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ جمع ہو جائیں کہ تجھے کوئی نقصان پہنچائیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر جو اللہ تعالیٰ نے تم پر لکھ دیا ہے، قلم خشک ہو گئے اور صحیفے لپیٹ دیے گئے۔"

اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی محبت کا حصول

((عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله دلني على عمل اذا عملته احبني الله و احبني الناس، فقال: ازهد في الدنيا يحبك الله، و ازهد فيما عند الناس يحبك الناس))

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ اور لوگ مجھ سے محبت کریں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا سے بے رغبتی اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا اور اس چیز (مال و دولت) سے بے رغبت ہو جا جو لوگوں کے پاس ہے تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی خوبی

((عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی چیز کو چھوڑ دے۔"

[سنن ترمذی: ۲۳۱۷۔ مشکوۃ حدیث: ۴۸۳۹۔ تحفۃ الاشراف: ۹/۱۱، ۲۸۱/۱۱، ۲۱۳]

زیادہ کھانے کی مذمت

((و عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما ملا ابن آدم وعاء شرا من بطنہ))

"حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن آدم نے کوئی برتن نہیں بھرا جو اس کے پیٹ سے برا ہو۔"

(السنن الترمذی: ۲۳۸۰۔ المستدرک للحاکم: ۴/۱۲۱۔ احمد: ۴/۱۳۲۔ صحیح ابن حبان: ۱۳۴۹۔ ارواء الغلیل: ۷/۴۱، ۴۲)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

توبہ کرنے والا خطاکار

((عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کل بنی آدم خطاء و خیر الخطائین التوابون))

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدم علیہ السلام کی تمام اولاد بہت خطا کرنے والی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت خطا کرنے والوں میں سب سے بہتر بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔"

[سنن ترمذی:۲۴۹۹، سنن ابن ماجہ:۴۲۵۱، تحفۃ الاشراف:۱/۳۳۰]

خاموشی دانائی ہے

((عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الصمت حکمۃ و قلیل فاعلہ))

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خاموشی دانائی ہے اور اسے (اختیار) کرنے والے کم ہیں۔"

[شعب الایمان للبیہقی:۵۰۶۷]

حسد کے نقصانات

((عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایاکم و الحسد، فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسد سے بچا کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ حسد نیکیوں کا کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو۔"

[سنن ابوداؤد:۴۹۰۳]

اصل پہلوان

((عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیس الشدید بالصرعۃ، انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہت زیادہ طاقتور وہ نہیں جو (مقابل کو) بہت زیادہ پچھاڑنے والا ہے، بہت زیادہ طاقتور صرف وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔"

[صحیح بخاری: ۶۱۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۱۰۷۔ تحفۃ الاشراف: ۹/ ۱۰۰۳۳۲/۴۱]

ظلم کا انجام

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الظلم ظلمات یوم القیامۃ))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے اندھیرا ہے۔"

[صحیح البخاری: ۲۴۴۷۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۵۷۔ تحفۃ الاشراف: ۵/ ۳۵۸]

کنجوسی کی مذمت

((عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اتقوا الشح، فانه اهلك من كان قبلكم))

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی اندھیرے ہوگا اور حرص سے بھری ہوئی کنجوسی سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلوں کو برباد کر دیا۔"

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۵۶۔ تحفۃ الاشراف: ۲/ ۳۱۸]

شرک اصغر...... ریا

((عن محمود بن لبید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم: ان أخوف ما أخاف علیکم الشرك الاصغر: الریاء))

"حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے زیادہ خوف والی چیز جس سے میں تم پر ڈرتا ہوں چھوٹا شرک ریا یعنی دکھاوا ہے۔"

(مسند امام احمد: ۵/۴۲۸، ۴۲۹)

علامات منافق

((عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: آیة المنافق ثلاث اذا حدث کذب، و اذا وعد أخلف، و اذا اؤتمن خان)) [و لهما من حدیث عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما: و اذا خاصم فجر]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منافق کی نشانیاں تین ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب اس کو امانت دار سمجھا جائے تو خیانت کرے۔"

"بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے: "اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔"

[صحیح بخاری: ۳۳۔ صحیح مسلم: الایمان: ۵۹، عن ابی ہریرۃ۔ صحیح بخاری: ۳۴۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان: ۵۸، عن عبداللہ بن عمر]

گالی دینا اور لڑنا

((عن ابن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم: سباب المسلم فسوق، و قتالہ کفر))

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسوق (نافرمانی) ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔"

[صحیح البخاری: ۶۰۴۴۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان/۶۴۔ تحفۃ الاشراف: ۴/۳۵۔ ح/۵۵، ح/۳۹، ح/۱۳۰، ح/۱۲۵، ح/۱۲۹، ح/۳۱۲، ح/۳۳۹]

بدگمانی

((وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایاکم و الظن، فان الظن اکذب الحدیث))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔"

[صحیح بخاری: ۶۰۶۶۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ: ۲۸۔ تحفۃ الاشراف: ۱۰/۱۶۷]

رعیت کو دھوکا دینے والا

((عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ یموت یوم یموت و ھو غاش لرعیتہ الا حرم اللہ علیہ الجنۃ))

"حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بھی بندہ جسے اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا حاکم بنادے اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس روز اسے موت آئے وہ اس حال میں مرے کہ اپنی رعیت کو دھوکا دینے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔"

[صحیح بخاری: ۷۱۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۱۴۲۔ تحفۃ الاشراف: ۸/۲۶۴۔ ۸/۲۶۱]

امت پر مشقت ڈالنے والے حاکم

((عن عائشه رضی الله عنهما قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اللهم من ولی امر امتی شیئا فشق علیهم فاشقق علیه))

"ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! جو شخص میری امت کے کام میں سے کسی چیز کا ذمہ دار بنا پھر اس نے ان پر مشقت ڈالی تو تو اس پر مشقت ڈال۔"

[صحیح مسلم، کتاب الامارۃ: ۱۸۲۸۔ تحفۃ الاشراف: ۱۱/۳۷۷]

مسلمان کے چہرے پر مارنا

((عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا قاتل أحدکم فلیجتنب الوجه))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص لڑے تو چہرے سے بچے۔"

[صحیح بخاری: ۲۵۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۱۱۲۔ تحفۃ الاشراف: ۱۰/۲۰۲]

غصے سے اجتناب

((عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رجلا قال: یارسول الله أوصنی، قال: لا تغضب، فردد مرارا، قال: لا تغضب))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وصیت کیجیے!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غصہ مت کر۔" اس نے کئی مرتبہ (سوال) دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہی) فرمایا: "غصہ مت کر۔"

[صحیح بخاری: ۶۱۱۶]

اللہ کے مال میں ناحق دخل اندازی کا انجام

((عن خولة الانصارية رضي الله عنهما قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان رجالا يتخوضون في مال الله بغير حق، فلهم النار يوم القيامة))

"حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں حق کے بغیر دخل اندازی کرتے ہیں تو ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

[صحیح بخاری: ۳۱۱۸۔ تحفة الاشراف: ۱۱/۳۰۰]

ایک دوسرے پر ظلم

((عن ابي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما يرويه عن ربه قال: يا عبادي اني حرمت الظلم على نفسي، وجعلته بينكم محرما فلا تظالموا))

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے میرے بندو! یقیناً میں نے ظلم اپنے آپ پر حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔"

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلة: ۵۵۔ تحفة الاشراف: ۹/۱۶۹]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیبت کیا ہے

((عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: أتدرون ما الغیبۃ؟ قالوا: اللہ و رسولہ اعلم! قال ذکرک اخاک بما یکرہ قال: افرایت ان کان فی أخی ما اقول؟ قال: ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ، وان لم یکن فیہ فقد بھتہ))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارا اپنے بھائی کا ذکر ایسی چیز کے ساتھ کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔" عرض کیا گیا: "آپ یہ بتائیں کہ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں (تو کیا پھر بھی غیبت ہے؟)" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اس میں وہ چیز موجود ہے جو تم کہہ رہے ہو تو یقیناً تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ چیز اس میں موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔"

[صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ، تحفۃ الاشراف: ۱۰/۳۲۳]

اخوت کو نقصان پہنچانے والی اشیاء

((عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تحاسدوا ولا تناجشوا، ولا تباغضوا، ولا تدابروا، ولا یبع بعضکم علی بیع بعض، وکونوا عباد اللہ اخوانا، المسلم أخو المسلم: لا یظلمہ، ولا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یخذله ولا یحقره، التقوی ههنا و یشیر الی صدره ثلاث مرات، بحسب امرئ من الشر أن یحقر أخاه المسلم، کل المسلم علی المسلم حرام: دمه، وماله، وعرضه))

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، ایک دوسرے کے مقابلے میں ارادۂ خرید کے بغیر بولی نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے دلی دشمنی نہ رکھو ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرماتے تھے۔ پھر فرمایا: ''آدمی کے خود برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے۔ مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت۔''

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۳۲۔ تحفۃ الاشراف: ۱۰/۲۵۶]

چار بری چیزوں سے بچنے کی دعا

((عن قطبة بن مالك رضی الله عنه قال: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: اللهم جنبنی منكرات الاخلاق و الاعمال و الاهواء و الادواء))

''حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے بری عادتوں، برے کاموں، بری خواہشوں اور بری بیماریوں سے بچا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[السنن الترمذی:۳۵۹۴۔المستدرک للحاکم:۵۲۳]

جھگڑے، مذاق اور وعدہ خلافی کی ممانعت

((عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا تمار أخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدا فتخلفه))

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرو، اس کے ساتھ مذاق کرو اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو کہ اس کی خلاف ورزی کرے۔"

(السنن الترمذی:۱۹۹۵]

بدخلقی اور بخل کی مذمت

((عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خصلتان لا یجتمعان فی مؤمن: البخل وسوء الخلق))

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہوتیں بخل اور بدخلقی۔"

[سنن ترمذی:۱۹۶۲۔الادب المفرد للبخاری:۲۸۲]

گالی میں پہل کرنے والے کے لئے وعید

((عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: المستبان ما قالا فعلی البادی مالم یعتد المظلوم))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: "ایک دوسرے کو گالی دینے والے جو کچھ کہیں (اس کا گناہ) پہل کرنے والے پر ہے، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔"

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۶۸۔ تحفۃ الاشراف: ۲۳۲/۱۰]

مسلمان کو نقصان پہنچانا اور اس کی مخالفت کرنا

((وعن ابی صرمۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ضار مسلما ضارۃ اللہ، و من شاق مسلما شق اللہ علیہ))

"حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلم کو تکلیف پہنچائے اللہ تعالیٰ اسے تکلیف پہنچائے گا اور جو شخص کسی مسلم کی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر مشقت ڈالے گا۔""

(سنن ابوداود: ۳۶۳۵۔ سنن ترمذی: ۱۹۴۰ [ارواء الغلیل: ۸۹۶۔ تحفۃ الاشراف: (۲۳۸/۹)

اللہ تعالیٰ کا مبغوض

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ یبغض الفاحش البذیء))

"حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً اللہ تعالیٰ بدزبان (گالیاں بکنے والے)، بے ہودہ، گندی باتیں کرنے والے سے بغض رکھتا ہے۔""

(سنن ترمذی حدیث نمبر: ۲۰۰۲)

فحش گوئی، بدکلامی اور لعن طعن

((عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ رفعہ: لیس المؤمن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالطعان، ولا الفاحش، ولا البذیء))

"حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے (کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا): "مومن بہت طعنے دینے والا، بہت لعنت کرنے والا، فحش گوئی کرنے والا، بے ہودہ بکنے والا نہیں ہوتا۔"

(سنن ترمذی: ۱۹۷۷۔ المستدرک للحاکم ۱/۱۲۔ سنن بیہقی: ۱۰/۱۹۳۔) [تحفۃ الاشراف: ۷/۱۰۴]

فوت شدہ لوگوں کو گالی دینا

((عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا))

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مردوں کو گالی مت دو، کیونکہ یقیناً وہ اس چیز کی طرف پہنچ چکے جو انھوں نے آگے بھیجی۔"

[صحیح بخاری: ۶۵۱۶۔ تحفۃ الاشراف: ۲/۲۹۳]

سخن چیں اور جنت

((عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یدخل الجنۃ قتات))

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سخن چیں (عیب جو، لوگوں کی برائیں ڈھونڈنے والا) جنت میں نہیں جائے گا۔"

[صحیح بخاری: ۶۰۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۱۶۹، ۱۷۰۔ تحفۃ الاشراف: ۳/۵۲]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصے پر قابو کی فضیلت

((عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ))

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اپنے غصے کو روک لے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔"

(المعجم الاوسط للطبرانی حدیث:۶۰۲۳۔ابن ابی الدنیا "قضا الحوائج" صفحہ نمبر 80 اور رقم الحدیث 36۔الفوائد المنتقہ:۱/۱۳۔ابن عساکر:۱۱/۳۴۳)

دھوکے باز اور برا مالک

((عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یدخل الجنۃ خب، ولا بخیل، ولا سیء الملکۃ))

"حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں دھوکے باز داخل نہیں ہوگا، نہ بخیل اور نہ ہی برا مالک۔"

(السنن الترمذی:۱۹۶۳)

کان لگانے کی سزا

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من تسمع حدیث قوم وھم لہ کارھون صب فی اذنیہ الآنک یوم القیامۃ یعنی الرصاص))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی قوم کی باتوں پر کان لگائے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں، اس کے کانوں میں قیامت کے دن سیسہ (سکہ) ڈالا جائے گا۔"

[صحیح بخاری: ۷۰۴۲، کتاب التعبیر باب من کذب فی حلمه]

اپنے عیوب پر نظر رکھنا

((عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: طوبیٰ لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس))

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جسے اس کا اپنا عیب لوگوں کے عیب سے روک دے۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

[صحیح الجامع الصغیر: ۳۹۱۸]

بڑائی اور عظمت

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من تعاظم فی نفسه، و اختال فی مشیته لقی اللہ و ھو علیه غضبان))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے دل میں بڑا بنا اور اپنی چال میں اکڑ کر چلا، وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غصے میں ہوگا۔"

[مستدرک حاکم: ۱/۶۰]

جلد بازی شیطان کی طرف سے

((عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم: العجلة من الشیطان))

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔"

اصل نحوست

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الشوم سوء الخلق))

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اصل نحوست بد خلقی ہے۔"

(مسند امام احمد: ۸۵/۶)

بہت لعنت کرنے والے

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللعانین لا یکونون شفعآء، ولا شہدآء یوم القیامة))

"حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ شفاعت کرنے والے ہوں گے نہ شہادت دینے والے۔"

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: ۸۴)

گناہ کی عار دلانا

((عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من عیر أخاه بذنب لم یمت حتی یعمله))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کو کسی گناہ کی عار دلائے وہ فوت نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ گناہ کرے۔"

[ترمذی:۲۵۰۵]

لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والا

((عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده رضي الله عنهم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ويل للذي يحدث فيكذب ليضحك به القوم ويل له، ثم ويل له))

"بہز بن حکیم اپنے باپ سے وہ اس (بہز) کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ویل ہے اس شخص کے لیے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس کے ساتھ لوگوں کو ہنسائے۔ ویل ہے اس کے لیے پھر ویل ہے اس کے لیے۔"

[صحیح ابوداؤد:۴۹۹۰۔ السنن الترمذی:۲۳۱۵۔ السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب التفسیر:۲۱۰۔ قالہ ۳۲۷۔ مشکوٰۃ المصابیح:۴۸۳۸]

غیبت کا کفارہ

((عن انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كفارة من اغتبته أن تستغفر له))

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کی تم نے غیبت کی ہو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے لیے بخشش کی دعا کرو۔"

(زوائد المسند:۲۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ناپسندیدہ

((عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أبغض الرجال الی اللہ الالد الخصم))

"عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند آدمی وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔"

[صحیح بخاری: ۱۸۸ء۔ صحیح مسلم، کتاب العلم: ۵۔ تحفۃ الاشراف ۱۱/۱۴۵]

سچ کی خوبی

((عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر، وان البر یھدی الی الجنۃ، وما یزال الرجل یصدق و یتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا، و ایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور، وان الفجور یھدی الی النار، وما یزال الرجل یکذب و یتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا))

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف ہدایت کرتی ہے اور آدمی سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف دعوت دیتا ہے اور برائی آگ کی طرف ہدایت کرتی ہے اور آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور جھوٹ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[صحیح بخاری:۲۰۹۳ ـ صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ/۱۰۵]

گمان سے بچو

((عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اياكم و الظن، فان الظن أكذب الحديث))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔"

[صحیح بخاری:۶۰۶۶ ـ صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ:۲۸ ـ تحفۃ الاشراف/۱۳۷۱۲]

راستے کے حقوق

((عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اياكم و الجلوس على الطرقات: قالوا: يا رسول الله! مالنا بد من مجالسنا نتحدث فيها، قال: فاما اذا ابيتم فأعطوا الطريق حقه، قالوا: وما حقه؟ قال: غض البصر، و كف الأذى، ورد السلام، و الأمر بالمعروف و النهي عن المنكر))

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: "ہماری مجلسوں کے بغیر ہمارا گزارا نہیں کیونکہ ہم ان میں باہمی بات چیت کیا کرتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو جب تم نہیں مانتے تو راستے کو اس کا حق دو۔" انہوں نے پوچھا: "راستے کا حق کیا ہے؟" فرمایا: "نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا اور برائی سے روکنا ہے۔"

[صحیح بخاری: ۶۲۲۹۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس / ۳۲۷۔ تحفۃ الاشراف: ۸/ ۱۲۵]

فقاہت فی الدین کی فضیلت

((عن معاویہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین))

"حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔"

[صحیح بخاری: ۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ: ۹۸، ۱۰۰۔ تحفۃ الاشراف: ۸/ ۲۰۱، ۸/ ۳۴۷، ۸/ ۳۵۰]

ترازو میں اچھے خلق سے بھاری کوئی چیز نہیں

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما من شیء فی المیزان اثقل من حسن الخلق))

"حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ترازو میں کوئی چیز خلق اچھا ہونے سے زیادہ بھاری نہیں ہے۔"

[سنن ابی داؤد: ۴۷۹۹۔ مسند امام احمد: ۶/ ۴۴۶، ۴۴۸]

حیاء ایمان سے ہے

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الحیاء من الایمان))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: "حیا ایمان سے ہے۔"

[صحیح بخاری: ۲۴ صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۳۶ تحفۃ الاشراف: ۵/۲۸۸، ۵/۳۶۳، ۶/۳۲۹، ۹/۴۲، ۱۱/۹، ۱۲/۱۰، ۱۱/۷]

وہ بات جو نبوتوں سے چلی آرہی ہے

((عن ابن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان مما أدرك الناس من كلام النبوه الاولى: اذا لم تستحي فاصنع ما شئت))

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں نے پہلی نبوت کے کلام میں سے جو کچھ پایا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔"

[صحیح بخاری: ۳۴۸۳، ۳۴۸۴]

جدوجہد کی ترغیب اور تقدیر پر قناعت

((عن ابی هريره رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المومن القوى خير و أحب الى الله من المومن الضعيف، وفي كل خير احرص على ما ينفعك، واستعن بالله، ولا تعجز، و ان اصابك شيء فلا تقل: لو انى فعلت كذا و كذا، كان كذا و كذا، و لكن قل: قدر الله وما شاء الله فعل، فان ((لو)) تفتح عمل الشيطان))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طاقتور مومن، کمزور مومن سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں بھلائی موجود ہے۔ جو چیز تجھے نفع دے اس کی حرص کر اور اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے مدد مانگ اور عاجز نہ ہو اور اگر تجھے کوئی (نقصان دہ) چیز پہنچے تو یہ مت کہہ کہ "اگر میں اس طرح کرتا تو اس طرح اور اس طرح ہو جاتا" بلکہ یوں کہہ کہ "اللہ نے قسمت میں (اسی طرح) لکھا اور جو اس نے چاہا کر دیا" کیونکہ "لو" (اگر) کا لفظ شیطان کا کام کھول دیتا ہے۔"

[صحیح مسلم، کتاب القدر: ۳۴ـ تحفۃ الاشراف: ۱۴۰۶۹/۱۰، ۲۱۹/۱۰، ۲۱۲]

علم تواضع

((عن عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ أوحی الی ان تواضعوا حتی لا یبغی احد علی أحد، ولا یفخر احد علی أحد))

"حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تحقیق اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر سرکشی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔"

[صحیح مسلم، کتاب صفۃ الجنۃ: ۶۴ـ تحفۃ الاشراف: ۱۵۱/۸ـ ۱۵۳/۸]

کسی بھائی کی عزت کا دفاع کرنا

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من رد عن عرض اخیہ بالغیب رد اللہ عن وجہہ النار یوم القیامۃ))

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کی عزت کا دفاع اس کے موجود نہ ہونے کے وقت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے آگ کو ہٹا دے گا۔"

[سنن ترمذی: ۱۹۳۱ـ غایۃ المرام: ۴۳۱ـ مسند امام احمد: ۴۴۹/۶]

www.KitaboSunnat.com

مال، عزت اور رفعت میں اضافہ

((عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما نقصت صدقة من مال، وما زاد الله عبدا بعفو عزا وما تواضع أحد لله الا رفعه الله تعالی))

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ کسی مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی بدولت بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور کوئی شخص اللہ کی خاطر تواضع نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتا ہے۔“

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلة: ٦٩۔ تحفة الاشراف: ١٠/٢٣٣]

جنت میں داخلے کے اعمال

((عن عبد الله بن سلام رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یآیها الناس، افشوا السلام، وصلوا الارحام، واطعموا الطعام، وصلوا باللیل والناس نیام، تدخلوا الجنة بسلام))

”حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اسلام کو عام کرو اور رشتہ داریوں کو ملاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو اس حال میں کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“

[السنن الترمذی: ٢٤٨٥، ٢٤٥١]

دین نصیحت ہے

((عن تمیم الداری رضی الله عنه قال: قال رسول الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلى الله عليه وسلم: الدين النصيحة "ثلاثا" قلنا: لمن هي يا رسول الله؟ قال: لله، ولكتابه، ولرسوله، و لأئمة للمسلمين و عامتهم))

"حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دین صرف نصیحت ہی ہے۔" ہم نے کہا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس کے لیے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول، مسلمانوں کے حکمرانوں اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔"

[صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۹۵۔ تحفۃ الاشراف: ۲/۱۱۶۔ ۹/۳۳۶۔ ۹/۳۴۱۔ ۹/۳۳۳]

جنت میں لے جانے والے عمل

((عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكثر ما يدخل الجنة تقوى الله و حسن الخلق))

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور اچھا خلق ہے۔"

[سنن ترمذی: ۲۰۰۴]

حسن خلق

((عنه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انكم لا تسعون الناس باموالكم، ولكن ليسعهم منكم بسط الوجه و حسن الخلق))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک تم اپنے مالوں کے ساتھ تمام لوگوں کے لیے فراخ نہیں ہو سکتے، لیکن ان کے لیے تمہاری طرف سے چہرے کا کھلا ہونا اور خلق کا اچھا ہونا فراخ ہونا چاہیے۔"

[ابو یعلی: ۱۱/ ۶۵۵۰۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۱۲۴]

مومن مومن کے لیے آئینہ ہے

((عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: المؤمن مرآة أخيه المؤمن))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہے۔"

[سنن ابی داؤد: ۴۹۱۸]

لوگوں سے میل جول رکھنے کی فضیلت

((عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: المؤمن الذی يخالط الناس، و يصبر على أذاهم خير من الذی لا يخالط الناس ولا يصبر على أذاهم))

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے اور ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے اس سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھتا نہ ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے۔"

[سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۲۔ سنن ترمذی، کتاب القیامۃ: ۵۵]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن صورت کے ساتھ حسن خلق کے لیے دعا

((عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللھم کما حسنت خلقی فحسن خلقی))

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! جس طرح تو نے میری شکل وصورت اچھی بنائی ہے میرا اخلاق بھی اچھا بنادے۔"

[مسند امام احمد: ۱/۴۰۳۔ صحیح ابن حبان: ۳/۹۵۹]

☆☆☆

معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

زرتشت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زرتشت کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ آگ میں کود جایا کرتا تھا اور اسے کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا، گویا یہ اس کا خارق عادت تھا۔ زرتشت کا بس یہی خارق عادت تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں خارق عادت (معجزات) تھے۔ ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزات نقل کیے جاتے ہیں۔

معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم

1: ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو کفر، شرک اور جہالت کے اندھیرے سے نکالنے کی بے پناہ کوشش فرمایا کرتے تھے۔ آپ ان کے خیر خواہ اور ان کی نجات کے متمنی تھے۔ قریش اس نصیحت کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جانی دشمن بن گئے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دینا چاہتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی مدد شامل تھی۔ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق کا راستہ روکنے کے لیے بے شمار منصوبے اور پروپیگنڈے کیے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب بھی کوئی باہر والا یا مسافر حج یا کاروباری غرض سے مکہ مکرمہ آتا تو یہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچ کر رہنے کی تلقین کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتے۔

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ "دوس" کے ایک معزز سردار اور معروف شاعر تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مکہ میں داخل ہوا تو قریش کے سرداروں نے میرا استقبال کیا اور کہا:

"اے طفیل! تم ہمارے شہر میں آئے ہو، ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کے لیے مشورہ دیتے ہیں کہ ہمارے نوجوان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت ہوشیار رہنا۔ اس کا کام خاصا خطرناک ہے۔ اس نے ہماری قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمیں منتشر کر دیا ہے۔ اس کا کام جادو کی مانند ہے جس کی وجہ سے باپ بیٹے سے، بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے جدا ہو جاتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے کہیں تم اور تمہاری قوم بھی اس کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔ پس اے طفیل! آپ نہ تو اس نوجوان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی کلام کریں اور نہ ہی اس کی بات سنیں۔"

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! قریش کے سرداروں نے مجھے اتنی تاکید کی کہ میں نے ان کی بات کو سچ سمجھ لیا اور فیصلہ کیا کہ "صاحب قریش" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی نہ تو بات سنوں گا اور نہ ہی اس سے کلام کروں گا۔ میں اپنے کانوں میں روئی ڈال کر خانہ کعبہ میں جاتا تاکہ پھر بھی مجھے ڈر ہوتا کہ کہیں اس نوجوان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو مجھ پر چل جائے۔

ایک دن صبح کے وقت میں خانہ کعبہ میں آیا تو خانہ کعبہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کھڑا ہو گیا۔ خدا کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ایسا ہوا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کچھ کلام سن لیا۔ وہ بہت اچھا کلام تھا۔ میں نے اپنے دل ہی دل میں کہا:

"میری ماں مجھے روئے! میں نے کیا طرز عمل اختیار کر رکھا ہے؟ خدا کی قسم! میں عقل مند بھی ہوں اور شاعر بھی، اچھے برے کی تمیز کر سکتا ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سننے میں کیا حرج ہے؟ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سننا چاہیے۔ اگر اچھی بات ہوئی تو قبول کر لوں گا اور اگر بری بات ہوئی تو رد کر دوں گا۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو گھر کی جانب چلے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ میں نے عرض کیا:

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں مجھے بہت کچھ کہا۔ انھوں نے اتنا پروپیگنڈا کیا کہ میں اس قدر متاثر ہوا کہ آپ کی آواز اپنے کانوں میں پڑ جانے کے خوف سے میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی مگر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ میں آپ کا کلام سنوں، چنانچہ میں نے آپ کا کلام سنا اور اسے اچھا پایا۔ پس آپ اپنی دعوت کا تعارف کرائیں۔"

حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش فرمائی اور قرآن حکیم کی تلاوت سنائی۔ خدا کی قسم! میں نے زندگی بھر اس سے بہتر کلام نہیں سنا اور نہ ہی اس سے زیادہ انصاف وعدل سے بھرپور کلام مجھ تک پہنچا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر آسمانی شہادت حق کا فریضہ سرانجام دینے کا عہد کر لیا۔ میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی قوم میں محترم و معزز ہوں اور میری ساری قوم میری بات مانتی ہے۔ اب میں اپنی قوم کے پاس واپس جا کر انھیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے ایسی نشانی عطا فرما دیں جو دعوت حق کے کام میں میری معاون ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرماتے ہوئے کہا:

"اللھم اجعل له اية"

"اے اللہ جل جلالہ! اسے کوئی نشانی عطا فرما۔"

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی جانب واپس لوٹتے ہوئے ایک پہاڑی پر پہنچا جہاں سے میرے قبیلے کے گھر اور آبادی نظر آ رہی تھی۔ اچانک میری پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان مشعل کی طرح روشنی چمکنے لگی۔ میں نے دعا کی:

"اے اللہ! یہ روشنی میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ میں پیدا فرما دے،
کیونکہ میری جاہل قوم اسے مرض قرار دے کر کہے گی کہ یہ مرض طفیل کو باپ دادا کے دین کے چھوڑنے کی وجہ سے لاحق ہو گیا ہے۔"

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پس یہ روشنی میری چھڑی کے سرے پر آ گئی۔ قوم نے دور سے دیکھا کہ یہ چھڑی ایسے معلوم ہوتی تھی جیسے قندیل روشن ہو۔ میں پہاڑ سے اترا اور سب لوگ دیکھ رہے تھے، یہاں تک کہ میں رات کے اندھیرے میں سفر کرتے ہوئے قبیلے کے درمیان اپنے گھر پہنچا۔

(طبقات ابن سعد، جلد 4، القسم الاول، عربی صفحہ 175) (سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی صفحہ 382) (البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 153-278) (البدایہ والنہایہ، جلد 3، عربی صفحہ 99) (الاصابہ جلد 2 عربی صفحہ 217) (اسد الغابہ، جلد 3، عربی صفحہ 54) (حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، صفحہ نمبر 193-194)

2: ابن اسحاق نے محمد بن ابراہیم ابن الحارث التیمی سے، انہوں نے ابوالہیثم نصر بن دھر اسلمی سے اور انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک سفر کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن عمرو بن الاکوع کے چچا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"ابن الاکوع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ذرا شعر خوانی کرو تاکہ اونٹ تیز چلیں۔"

ابن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ سے اتر کر پیدل چلنے لگے اور شعر خوانی کے لیے رجزیہ شعر پڑھنے لگے، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا گیا تھا کہ جنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے میدان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ثابت قدم رہیں گے۔
ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شعر پڑھے:

"واللہ لولا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
انا اذا قوم بغوا علینا
وان ارادوا فتنۃ ابینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا"

"اللہ کی قسم! اگر توفیق خداوندی ہمارے ساتھ شامل حال نہ ہوتی تو ہمیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی۔ نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نمازیں پڑھتے (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں خصوصی رحمت سے اسلام کی ہدایت دی اور ہم کو ان پاکیزہ اعمال سے نوازا) اس راستے پر چلتے ہوئے جب کوئی دشمن ہمارے خلاف چڑھائی کر کے آئے تو ہم بزدلی نہیں دکھاتے۔ جو ہمارے لیے فتنہ پیدا کرنا چاہیں ہم ان کے مقابلے پر غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اے مولائے کریم! ہمارے دلوں پر سکینت نازل فرما اور دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر سنے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دعا دی:

"یَرْحَمُكَ اللّٰهُ"

"اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی صحابی کو یہ دعا دیتے تو وہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہو جاتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اسی وقت عرض کر دیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شہادت ادھوری ہو گئی ہے۔ اگر وہ کچھ عرصہ مزید ہمارے ساتھ رہتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔"

عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ خیبر میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ یوں نقل کیا گیا ہے کہ وہ دشمن سے لڑتے ہوئے ان کی اپنی ہی تلوار پلٹ کر ان کو زخمی کر گئی۔ زخم بہت گہرا تھا اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔ لوگوں کو ان کی شہادت کے بارے میں شک ہوا اور انہوں نے یہ کہا:

"وہ تو اپنی ہی تلوار سے زخمی ہو کر قتل ہو گئے ہیں۔"

عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے سلمہ بن عمرو نے یہ باتیں سنیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگوں کی گفتگو کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سن کر فرمایا:

"إِنَّهُ لَشَهِيدٌ"

"بے شک وہ اس وقت میں شہادت پانے والے تھے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

(سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ: 329) (طبقات ابن سعد، جلد نمبر 2، القسم الاول، عربی صفحہ 80) (طبقات ابن سعد، جلد 4، القسم الثانی، عربی صفحہ 37) (صحیح مسلم، ج 12، عربی صفحہ 166-171-184) (البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 182-187) (المغازی الواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 639) (صحیح بخاری، ج 8، عربی صفحہ 43-90) (سنن البیہقی، ج 10، عربی صفحہ: 277) (سنن البیہقی، ج 8، عربی صفحہ 110) (سنن البیہقی، ج 4، عربی صفحہ 16) (الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 241) (اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 219) (اسد الغابہ، جلد 3، عربی صفحہ 82) (سنن النسائی، ج 6، عربی صفحہ 31) (رحمۃ للعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 195-196)

3: ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

"تم کندہ کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کی طرف جاؤ اور اس سے صلح کرو۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بادشاہ نصرانی تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم ملتے ہی روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اسے جنگلی گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دیار جوکندہ پہنچے تو منظر احسن میں اکیدر کے قلعے کے قریب چاندنی رات کے وقت انہوں نے دیکھا کہ اکیدر قلعے کی چھت پر بیٹھا ہے اور اس کی بیوی بھی اس کے پاس ہے۔ اسی دوران ایک عجیب منظر یہ دیکھنے میں آیا کہ اکیدر بادشاہ کے محل کے صدر دروازے پر ایک جنگلی گائے آئی اور دروازے کے ساتھ سینگ مارتی رہی۔

اکیدر بادشاہ کو اس کی بیوی نے کہا:

"کیا ایسا منظر تم نے کبھی پہلے بھی دیکھا ہے؟"

اس کی بیوی نے جواب دیا:

"خدا کی قسم! پہلے کبھی ایسا منظر دیکھنے میں نہیں آیا۔"

اس کے بعد اکیدر کی بیوی نے کہا:

"اس شکار کو کون چھوڑ سکتا ہے؟"

اکیدر نے جواب دیا:

"کوئی بھی نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ چھت سے نیچے اترا اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے گھوڑے پر زین کسی جائے۔ پھر وہ اپنے بچوں اور ساتھیوں کے ہمراہ ہتھیار بند ہو کر شکار کے لیے نکلا۔ اس کی معیت میں اس کا بھائی حسان بھی تھا۔

جونہی یہ لوگ قلعے سے نکل کر کھلی جگہ آئے تو ان کا سامنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہو گیا۔ اسی لڑائی میں اکیدر کا بھائی قتل ہو گیا اور وہ خود صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ اس نے ایک نہایت قیمتی قبا اوڑھ رکھی تھی جس میں ریشمی دھاگے کے اوپر سونے کا منقش کام کیا گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیدر سے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبا لے لی اور مدینہ پہنچنے سے قبل یہ قبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دی۔

ابن اسحاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اکیدر کی قبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو میں موجود تھا۔ مسلمان اس قبا کی خوبصورتی اور نرمی کو دیکھ کر تعجب ہو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورت حال دیکھ کر فرمایا:

"کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جنت میں اس سے کہیں زیادہ جمیل و نفیس رومال ہیں۔"

پھر حضرت خالد بن ولید اکیدر بادشاہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جان بخشی اور جزیے کی ادائیگی پر اس کے ساتھ صلح فرمائی۔ اکیدر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہا فرما دیا تو وہ واپس اپنے قبیلے میں چلا گیا۔

قبیلہ طے کے ایک شخص حضرت بجیر بن بجرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا جس میں انہوں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گائیں کے شکار کرنے والے معجزہ کو بیان کرتے ہوئے) کہا:

"تبارک سائق البقرات انی
رأیت اللہ یہدی کل ھاد
فمن یک حائدا عن ذی تبوک
فانا قد امرنا بالجہاد"

"بابرکت ہے وہ ذات پاک جو جنگلی گایوں کو ہانک کر مقام مقررہ تک پہنچا دیتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہر ہدایت دینے والے کی رہنمائی خود اللہ جل و تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کوئی غزوۂ تبوک کا حکم دینے والے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ ہونا چاہتا ہے اسے جان لینا چاہیے کہ ہم الگ نہیں ہوں گے۔ ہمیں جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور ہمارا سر تسلیم خم ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اشعار سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تیرے دانتوں کو کبھی بوسیدہ نہ کرے۔"

راوی کہتے ہیں کہ بجیر یعنی بجرہ نوے سال زندہ رہے، نہ کبھی ان کا کوئی دانت ٹوٹا، نہ دانتوں میں تکلیف ہوئی اور نہ ہی کوئی داڑھ ہلی۔"

(طبقات ابن سعد، جلد 2، القسم الاول، عربی صفحہ 120) (سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 526) (اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 164-114) (المغازی للواقدی، جلد 3، عربی صفحہ 1025) (البدایہ والنہایہ، جلد 5، عربی صفحہ 17) (الاصابہ، جلد 1، عربی صفحہ 142-131) (حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، اردو صفحہ 59-58) (حیاۃ الحیوان الکبریٰ، جلد 1، باب الباء الموحدۃ، عنوان البقر الوحشی، عربی صفحہ 152، طبع دار الفکر بیروت لبنان)

4: ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ بریدہ بن سفیان اسلمی نے [illegible] کی راویوں کے واسطے سے سنایا کہ ابو الیسر کعب بن عمرو کہتے ہیں کہ ہم نے یہودیوں کے قلعے کا محاصرہ کر رکھا تھا اچانک بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ وہاں سے گزرا وہ ایک یہودی کی ملکیت تھا اور قلعے میں واپس جا رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان بکریوں میں سے ہمارے کھانے کے لیے کچھ بکریاں کون لائے گا؟"

ابو الیسر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ کام کر سکتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ٹھیک ہے۔"

ابو الیسر فرماتے ہیں:

"چنانچہ میں شتر مرغ کی طرح بھاگتا ہوا ریوڑ میں گھس گیا، بکریوں کا پہلا حصہ قلعے میں داخل ہو چکا تھا۔ میں نے آخری حصے میں سے دو بکریاں پکڑ لیں اور انھیں اپنے بازوؤں کے نیچے دبا کر اپنی فوج کی جانب لے آیا۔ میں یوں چلا آ رہا تھا گویا کہ بکریوں کا کوئی بوجھ نہیں ہے۔ جب میں نے بکریاں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا اور سب لوگوں نے ان کا گوشت کھایا۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری لمبی عمر کی دعا فرمائی۔"

یہی وجہ ہے کہ ابوالیسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے آخر میں فوت ہوئے۔ انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے آخری حصے میں جب بھی یہ واقعہ بیان فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور پھر فرمایا کرتے:

"مجھ سے استفادہ کرلو! میری عمر کی قسم! تمام صحابہ کی جماعت میں سے میں ہی رہ گیا ہوں۔ باقی سب رخصت ہو گئے ہیں۔"

(سیرۃ ابن ہشام القسم الثانی عربی صفحہ 336) (المغازی الواقدی جلد 2 عربی صفحہ 660) (البدایہ والنہایہ جلد 4 عربی صفحہ 195)

:5 ابن عبدالبر بیان کرتے ہیں کہ عمر بن اخطب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی جنگوں میں حصہ لیا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور خوب صورتی و جمال کے لیے دعا فرمائی۔

اس دعا کے وسیلے کے سبب حضرت عمر بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سو سال سے زیادہ عمر پائی اور آخر وقت تک بہت حسین و جمیل رہے۔ سو سال عمر ہونے کے باوجود ان کے سر اور داڑھی میں گنتی کے چند ایک بال سفید ہوئے، باقی بالکل سیاہ تھے۔

(الاستیعاب القسم الثالث عربی صفحہ 1162) (البدایہ والنہایہ جلد 6 عربی صفحہ 166) (الاصابہ جلد 4 عربی صفحہ 79)

:6 امام بخاری سے مکی بن ابراہیم نے، انہوں نے جعید سے سنا، انہوں نے عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص سے سنا۔ وہ کہتی ہیں کہ ان کے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں شدید بیمار ہو گئے۔ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا کافی مال اور جائیداد ہے اور صرف ایک بیٹی ہے۔ میں اپنے ترکے کا تیسرا حصہ راہ خدا میں وقف کرنا چاہتا ہوں۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اتنا وقف نہ کرو۔"

انھوں نے عرض کیا:

"اچھا نصف اللہ کی راہ میں وصیت کرتا ہوں اور نصف (اپنی بیٹی کے لیے) چھوڑتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بار بھی فرمایا:

"نہیں (اتنا وقف نہ کرو)۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

انھوں نے عرض کیا:

"پھر تیسرا حصہ وصیت کرتا ہوں اور دو حصے اپنی بیٹی کے لیے چھوڑتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ثلث کی وصیت کرو اور ثلث بھی کثیر ہے۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا، میرے چہرے اور پیٹ پر اپنے ہاتھ مبارک سے مسح کیا اور دعا مانگی:

"اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما دے۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر اور کلیجے میں آج تک محسوس کرتا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے وسیلے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شفا بخشی، انھوں نے طویل عمر پائی اور کثیر اولاد سے اللہ تعالیٰ نے انھیں نوازا۔

(صحیح البخاری، جز 7، عربی صفحہ 153) (المغازی للواقدی، جلد 3، عربی صفحہ 1116) (البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 162-165) (الاصابہ، جلد 1، عربی صفحہ 288) (حجۃ اللہ علی العالمین جلد 2، اردو صفحہ 40)

:7 ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے ایک قصیدہ پڑھا جس کی چھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ ان کا قصیدہ "قصیدہ رائیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ قصیدہ رائیہ کا پہلا شعر یہ تھا:

"اتیت رسول اللہ اذ جاء بالھدی
ویتلوا کتابا کالمجرۃ نیرا

"جب اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے ساتھ دنیا میں تشریف لائے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کو ہدایت دیتے اور کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں، جس کی آیات روشن اور چمکدار ستاروں کی طرح ہیں۔"

حسن بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس شخص سے سنا جو حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا واقعہ روایت کیا کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ شعر پڑھے:

"ہم اس قوم کے سپوت ہیں جو جنگ لڑنا جانتی ہے۔ ہمارے شہسوار اور سپہ سالار اس وقت تک جنگ سے واپس نہیں آتے جب تک جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ گویا کہ وہ پیٹھ پھیرنا جانتے ہی نہیں۔ گھبراہٹ کے وقت ہم دشمن کا خوب قتل عام کرتے ہیں اور خون کی ندیاں بہا دیتے ہیں۔ ایسے وقت میں ہمارے گھوڑوں کا رنگ پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ سیاہ مشکی گھوڑے سرخ رنگ کے نظر آتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ معمول ہی نہیں کہ ہمارے گھوڑے میدان جنگ سے صاف ستھرے اور صحیح سلامت لوٹ آئیں، بلکہ ہم بوقت ضرورت ان کی کونچیں بھی کاٹ دیتے ہیں اور میدان جنگ میں جم کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ہم اپنے عظیم کارناموں کی وجہ سے شہرت کے بلند آسمانوں کی بلندیوں پر چمکدار ستارے کی طرح چمک رہے ہیں اور ہمارا حسب و نسب اتنا بلند، عالی اور بے داغ ہے کہ آباؤ اجداد کا ذکر کرنا باعث عزت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و تکریم سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے پاس ہے مگر ہم اس سے بھی بلند مقام کی تمنا و آرزو رکھتے ہیں۔"

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اے ابولیلیٰ! اس سے بلند تر کہاں کی جگہ ہے۔؟"

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"نَرْجِعُ اِلَى الْجَنَّةِ"

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جنت کی آرزو رکھتے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ضرور۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ"

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شعر سنائے:

"ایسا علم جس کے ساتھ جرأت اور بہادری شامل نہ ہو کس کام کا؟ اسے تو بزدلی کہنا زیادہ بہتر ہے۔ علم کے ساتھ شجاعت ہونی چاہئے تاکہ حوض کے پانی کو گدلا کرنے والوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔ ایسی بہادری جس کے ساتھ علم، حلم اور نرمی نہ ہو جہالت کے مترادف ہے۔ شجاعت کا سکہ جما لینے کے بعد عفو و درگزر سے دلوں کو فتح کیا جاتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر سن کر فرمایا:

"اللہ تیرے دانتوں کو ہمیشہ سلامت و مستحکم رکھے۔"

حسن کہا کرتے تھے کہ نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت سب لوگوں سے زیادہ خوب صورت تھے۔ وہ منہ کھولتے تھے تو دانت سفید برف اور بجلی کی طرح چمکدار نظر آتے تھے۔ ان کا نہ تو کوئی دانت ٹوٹا، اکھڑا اور نہ کمزور ہوا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تھا کہ حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو سال زندہ رہے اور ان کے دانت آخری سانس تک بالکل صحیح و سلامت رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الاستیعاب، القسم الرابع، عربی صفحہ 1516) (البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 168)
(الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 508) (رحمۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، صفحہ 203)

8: امام بخاری نے یحییٰ، ان سے اسماعیل، ان سے قیس اور ان سے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے جریر! کیا تو ذی الخلصہ بت کو منہدم کر کے مجھے راحت نہیں پہنچائے گا۔؟"

بنو خثعم اور بنو بجلیہ نے ایک مکان بنا رکھا تھا جس میں ذی الخلصہ بت دیگر بتوں کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ اس مکان کا نام کعبۃ الیمانیہ تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوا۔ میرے ساتھی سب قبیلہ بنو احمس کے تھے۔ وہ سارے ماہر گھوڑ سوار تھے۔ جب کہ میں گھوڑے کی پیٹھ پر بھی اچھی طرح جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا۔ یہاں تک کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات اپنے سینے پر دیکھ سکتا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! اسے گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھنے کے قابل بنا دے اور اسے ہادی ومہدی (ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا) بنا دے۔"

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بت خانے کو جلا کر راکھ کر دیا اور بتوں کو توڑ پھوڑ دیا، پھر ایک ایلچی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خوش خبری سنانے کے لیے روانہ کیا۔ ایلچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں وہاں سے اس وقت تک نہیں چلا جب تک کہ اس بت ذوالخلصہ کو جلا کر راکھ نہیں کر دیا گیا۔ اب وہ خارش زدہ اونٹ کی طرح ہے۔"

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور احمس قبیلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کے گھوڑا سواروں کے حق میں پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

(طبقات ابن سعد، جلد 1، القسم الثانی، عربی صفحہ 78) (صحیح البخاری، جز 4، عربی صفحہ 91) (صحیح البخاری، جز 5، عربی صفحہ 209) (صحیح البخاری، جز 8، عربی صفحہ 29-91) (صحیح المسلم، جز 16، عربی صفحہ 35) (سنن البیہقی، جز 9، عربی صفحہ 174) (البدایہ و النہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 375) (البدایہ والنہایہ، جلد 5، عربی صفحہ 78) (اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 280) (اسد الغابہ، جلد 2، عربی صفحہ 24) (رحمۃ اللہ علی العالمین، جلد 1، اردو صفحہ 684)

9: واقدی نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب نو ہجری میں حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منذر بن ساوی کے نام خط دے کر بھیجا۔ حضرت منذر بن ساوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت علا بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آگئے۔ واپسی پر یمامہ سے گزرے تو یمامہ کے سردار حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اسلام لانے سے پہلے) ان سے پوچھا:

"کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد ہو۔؟"

انہوں نے جواب دیا:

"ہاں۔"

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضب ناک ہو کر بولے:

"اب تم واپس اس کے پاس نہیں جا سکو گے۔"

حضرت ثمامہ بن اثال حضرت علا بن حضرمی کو قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا عامر نے ان سے کہا:

"ثمامہ بن اثال! عقل کی بات کرو۔ تمہاری اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیا دشمنی ہے۔؟"

عامر کی مداخلت سے حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علا بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ پہنچ گئے اور رسول اللہ صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! عامر کو ہدایت سے نواز دے اور ثمامہ پر مجھے غلبہ عطا فرما۔"

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ نجد کی جانب روانہ فرمایا۔ ان کے ہاتھ بنو حنیفہ کا ایک آدمی آ گیا جسے انہوں نے گرفتار کر لیا اور مدینے لا کر مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر مسجد تشریف لائے تو قیدی سے اس کا نام پوچھ کر فرمایا:

"ثمامہ! کیا حال ہے؟"

انہوں نے جواب دیا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا حال اچھا ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو یہ ایسے آدمی کا قتل ہوگا جس کے خون کی قیمت کچھ ہے اور اگر مجھ پر احسان کر دیں تو یہ ایسے آدمی پر احسان ہوگا جو احسان کا بدلہ دینا جانتا ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال و دولت کی ضرورت ہے تو جتنا مانگو گے ملے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے روز پھر اس کے قریب آئے تو اپنا سوال دہرایا اس نے بھی اپنا وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا۔ تیسرے روز بھی یہی سوال جواب ہوئے۔ حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسے چھوڑ دو۔"

چنانچہ حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے قریب کھجوروں کے ایک باغ میں گئے، غسل کیا، پھر مسجد نبوی میں آ کر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! روئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے زیادہ مجھے کسی شخص کے چہرے سے نفرت نہ تھی مگر اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ میرے نزدیک دنیا بھر کے انسانوں سے زیادہ محبوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ مجھے دنیا کے کسی دوسرے دین سے اتنی عداوت نہ تھی مگر آج مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین دنیا کے ہر دین سے زیادہ پیارا لگتا ہے۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے زیادہ کوئی شہر برا نہیں لگتا تھا مگر آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مجھے پوری دنیا سے زیادہ محبوب و عزیز ہو گیا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑ سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کے لیے جا رہا تھا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے۔؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہ بن اثال کو بشارت سنائی اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ جانے کا حکم فرمایا۔ جب حضرت ثمامہ بن اثال مکہ پہنچے تو قریش کے لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور کہا:

"کیا تو صابی ہو گیا ہے۔؟"

انہوں نے جواب دیا:

"نہیں بلکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام میں داخل ہو گیا ہوں اور اب سن لو! خدا کی قسم! اس وقت تک تمہیں یمامہ سے غلے کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دے دیں۔"

یمامہ واپس جا کر حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مکہ کا غلہ بند کر دیا۔ اہل مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی تیاری میں تھے مگر یہ صورت حال دیکھ کر مجبوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کرنے لگے کہ یمامہ سے ان کو غلہ منگوا دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ سے مکہ غلہ آنا بحال کر دیا۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 5، عربی صفحہ 401﴾ ﴿صحیح بخاری، ج 5، عربی صفحہ 215﴾ ﴿صحیح مسلم، ج 12، عربی صفحہ 87﴾ ﴿سنن الکبریٰ، ج 1، عربی صفحہ 171﴾ ﴿سنن البیہقی، ج 2، عربی صفحہ 444﴾ ﴿سنن الکبریٰ، ج 8، عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ 65﴾﴿الاستیعاب جلد 1، عربی صفحہ 204﴾﴿الاصابہ جلد 2، عربی صفحہ 241﴾﴿البدایہ والنہایہ جلد 5، عربی صفحہ 49﴾﴿سنن النسائی، جز 1، عربی صفحہ 110﴾﴿سنن النسائی، جز 2، عربی صفحہ 46﴾

10: ابن عساکر نے ابن اسحاق کے حوالے سے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے حالات میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ ہبار بن اسود بیان کرتے ہیں کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتیبہ تجارت کے لیے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ سفر پر جانے سے پہلے عتیبہ نے کہا:

"خدا کی قسم! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور اس کے رب کے بارے میں اس کے جو عقائد ہیں انکی وجہ سے اسے ضرور اذیت پہنچا کر رہوں گا۔"

چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اس کا انکار کرتا ہوں جس کے بارے میں تم کہتے ہو:

"ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝

(القرآن المجید پارہ 27، سورۃ نمبر 53 (النجم)، آیت نمبر 8-9)

"پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔ ۝ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ ۝"

اس گستاخی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے حق میں بددعا مانگتے ہوئے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

"اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ"

"اے اللہ! اس (ابولہب کے بیٹے عتبہ) پر اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو مسلط فرما۔"

عتیبہ اپنے خیال میں بڑا کارنامہ سرانجام دے کر اپنے باپ ابولہب کے پاس آیا تو ابولہب نے پوچھا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پیارے بیٹے تو نے اس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیا کہا۔؟"

عتیبہ ابن ابولہب نے بتایا کہ میں نے ایسے اور ایسے، یہ اور یہ کہا۔

اس نے پوچھا:

"اس کے جواب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا کہا۔؟"

عتیبہ ابن ابولہب نے بتایا کہ انہوں نے بددعا کی۔

یہ سنتے ہی ابولہب کا رنگ اڑ گیا اور اس نے کہا:

"اے بیٹے! خدا کی قسم! بیشک میں تم کو اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا سے محفوظ نہیں سمجھتا۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بددعا ضرور پوری ہوگی۔)"

ہبار بن اسود مزید بیان کرتے ہیں کہ ہم ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ ہم نے کچھ سفر کرنے کے بعد ابراہ کے مقام پر قیام کیا۔ وہاں ایک گرجا گھر تھا ہم گرجا گھر کے قریب ٹھہرے۔ گرجا گھر کے پادری نے کہا:

"اے عرب کے رہنے والو تم یہاں کیوں ٹھہرتے ہو؟ یہ تو بڑی خطرناک جگہ ہے۔ یہاں پر شیر ایسے گھومتے پھرتے ہیں جیسے عام علاقوں میں بکریاں!"

یہ سن کر ابولہب کے ہوش اڑ گئے اور اس نے ہم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"تم جانتے ہو کہ میں بوڑھا ہوں۔ میرے مقام و مرتبہ سے بھی تم واقف ہو اور میرے جو میرے تم پر احسانات ہیں تم ان سے بھی بے خبر نہیں ہو۔ اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے اس بیٹے (عتیبہ) کے بارے میں بددعا کی ہے۔ جس کی وجہ سے میں ڈر رہا ہوں۔ پس تم سارا سامان اس گرجا گھر کے صحن میں جمع کر دو! اس کے اوپر میرے بیٹے کا بستر لگا دو! پھر اس سامان کے گرد تم سب جمع ہو کر سو جاؤ!"

ہبار بن اسود کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ رات کے وقت جب ہم سو گئے تو جنگل سے شیر آیا۔ اس نے ہم سب کے چہروں کو سونگھنا شروع کیا مگر کسی کو کچھ نہ کہا۔ وہ اپنے شکار (عتیبہ بن ابولہب) کی تلاش میں تھا۔ اس نے پیچھے جا کر دوڑ لگائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زوردار چھلانگ لگا کر سامان کے بلند ڈھیر پر چڑھ گیا۔ اس نے عتیبہ کے چہرے کو سونگھا اور اسے چیر پھاڑ کر دیا۔ پھر اس کا سر کھول دیا۔ عتیبہ کے باپ ابولہب کا برا حال تھا اور وہ کہہ رہا تھا:

"میں جانتا تھا کہ میرا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا سے کبھی نہیں بچ سکتا۔"

﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 4، عربی صفحہ 248-251﴾ ﴿الاصابہ، جلد 2، عربی صفحہ 263﴾ ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 597﴾ ﴿السنن الکبریٰ، ج5، عربی صفحہ 211﴾ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، اردو صفحہ 211 تا 213﴾ ﴿حیاۃ الحیوان الکبریٰ، جلد 1، باب الالف، عنوان الاسد، عربی صفحہ 4، طبع دارالفکر بیروت لبنان﴾

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیبہ بن ابولہب کے لیے بددعا فرمائی کہ اے اللہ! اس (ابولہب کے بیٹے عتبہ) پر اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو مسلط فرما۔ عربی دعا میں لفظ "کلب" ہے۔ جس کا معنی ہے: "کتا" لیکن عتیبہ ابن ابولہب کو تو شیر نے چیر پھاڑ کر کھایا نہ کہ کتے نے۔ معلوم ہوا کہ اس واقعہ کا وقوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کی وجہ سے نہیں ہوا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "کلب" فرمایا نہ کہ "اسد" بہر حال یا تو یہ مانو یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے نہیں ہوا یا پھر یہ مانو کہ حدیث شریف میں 'کلب' نہیں بلکہ "اسد" ہے۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلب اور عتبہ کو اسد نے کھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسد کو کلب اس لیے فرمایا کہ اسد بھی کلب کی طرح ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرتا ہے۔ حضرت علامہ ابو موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔

(الحیاۃ الحیوان، جلد 1، باب الالف، فصل فی بیان الاسد، عربی صفحہ 4 ناشر دارالفکر بیروت لبنان)

11: ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم سے سنا کہ ابو عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مدینے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس آیا اور اس نے پوچھا:

"جو دین تم لے کر آئے ہو کیا ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دین لے کر آیا ہوں جو شرک سے پاک اور حنیف یعنی ہے۔"

اس نے کہا:

"میں بھی اسی دین پر ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں تم اس دین پر نہیں ہو۔"

ابو عامر نے کہا:

"میں یقیناً اسی دین پر ہوں۔ مگر اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم نے دین حنیف میں اپنی طرف سے نئی چیزیں داخل کر دی ہیں جو حقیقت میں اس دین میں نہیں۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے تو اس دین میں کوئی ملاوٹ نہیں کی بلکہ اسے اصلی صورت اور پاک صاف حالت میں پیش کیا ہے۔"

ابو عامر نے کہا:

"ہم میں سے جو جھوٹا ہے اسے اللہ تعالیٰ بے یار و مددگار چھوڑ دے اور غربت و تنہائی میں اس پر موت مسلط فرمائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بالکل ٹھیک ہے۔ جھوٹے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسا ہی معاملہ فرمائے۔"

ابو عامر کچھ عرصہ بعد مدینہ سے مکہ چلا گیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ طائف کی طرف بھاگ گیا۔ طائف بھی فتح ہو گیا تو اس دشمن خدا نے شام کی راہ لی اور وہاں وہ بے یار و مددگار غربت و تنگ دستی میں ہی مر گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿سیرۃ ابن ہشام ج القسم الاول عربی صفحہ 585﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر جلد 2 عربی صفحہ 388﴾ ﴿الاصابہ جلد 1 عربی صفحہ 360﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 2 عربی صفحہ 67﴾

12: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بنو عامر کا وفد آیا تو اس میں عامر بن طفیل اور اربد بن قیس بھی تھے۔ اربد حضرت لبید بن ربیعہ شاعر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخیافی بھائی تھا۔ اس وفد میں تیسرا اہم شخص جبار بن سلمیٰ تھا اور یہ تینوں اپنے قبیلے کے سردار اور پرلے درجے کے شیاطین تھے۔ دشمن خدا عامر بن طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ پہلے ہی سے غدر کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔ اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ چونکہ سارے قبائل عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے اس لیے تم بھی اسلام قبول کر لو۔

اس نے جواب دیا:

"خدا کی قسم! میں نے عہد کر رکھا تھا کہ اس وقت تک چین نہیں لوں گا جب تک سارے عربوں کو اپنا تابع فرمان نہ بنا لوں۔ اب کیا میں اس قریشی جوان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کر لوں؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

پھر اس نے اربد سے کہا:

"جب ہم اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچیں تو میں اسے باتوں میں لگاؤں گا تم پیچھے سے تاک لگا کر بیٹھنا اور جونہی موقع ملے اسی وقت اس کا کام تمام کر دینا۔"

یہ لوگ مدینہ پہنچے تو عامر بن طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں تمہارے ساتھ علیحدگی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ذرا میرے ساتھ باہر چلیے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خدا کی قسم! نہیں۔ میں تمہارے ساتھ علیحدگی میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا جب تک کہ تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان نہ لے آؤ۔"

عامر بار بار اپنا مطالبہ دہراتا رہا اور منتظر رہا کہ اس بحث کے دوران اربد پیچھے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق کام کر گزرے مگر اربد کس سے مس نہ ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کا مطالبہ رد فرما دیا تو اس نے تحریر کے ساتھ کہا:

"خدا کی قسم! میں اس علاقے کو سواروں اور پیادہ فوج سے بھر دوں گا کہ تمہیں ختم کروا لیں۔"

یہ دھمکی دیکر وہ چلا گیا، اس کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! عامر بن طفیل کے مقابلے میں میرے لیے تو کافی ہو جا۔ (عامر بن طفیل کے مقابلے میں میری مدد فرما)"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونے کے بعد عامر نے اربد سے کہا:

"اے اربد! تیرا ستیاناس ہو۔ میں نے تمہیں جو حکم دیا تھا تو نے اس کا کیا کیا؟ میں نے کئی مرتبہ تجھے موقعہ دیا مگر تو ٹس سے مس نہ ہوا۔ خدا کی قسم! روئے زمین پر میں اپنی جان کے بارے میں تجھ سے زیادہ کبھی کسی سے نہ ڈرا تھا۔ خدا کی قسم! آج تمہاری بزدلی دیکھ لی ہے۔ اب میں تجھ سے کوئی خوف نہ کھاؤں گا۔"

یہ سن کر اربد نے کہا:

"تیرا باپ مرے۔ اس مقابلے میں جلد بازی نہ کر۔ خدا کی قسم! میں نے تیرے حکم کی تعمیل کرنے کا ارادہ کیا مگر میرے اور اس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان تم حائل ہو جاتے تھے۔ مجھے وہ نظر نہیں آ رہا تھا بلکہ تم ہی نظر آ رہے تھے۔ میں اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مجھے تیرے سوا کچھ بھی سجھائی نہیں دیا۔ کیا میں تیرے اوپر تلوار چلا دیتا۔؟"

یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو کوستے ہوئے واپس جا رہے تھے۔ ابھی راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر بن طفیل کو طاعون کی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ وہ بنو سلول کی ایک عورت کے گھر میں اس عذاب سے مر گیا۔

ابن اسحاق مزید بیان کرتے ہیں کہ اس کے ساتھی اسے دفن کر کے روانہ ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنی قوم میں میر ویاں کے دنوں میں پہنچے۔ قوم کے لوگوں نے پوچھا:

"اے اربد! کیا خبر لائے ہو۔؟"

اربد نے کہا:

"خدا کی قسم! کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں کسی غیر مرئی چیز (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ میری خواہش ہے کہ اگر اس وقت وہ میرے سامنے آئے تو میں اسے تیر کا نشانہ بنا کر قتل کر دوں۔"

ان ہرزہ سرائی کی باتوں کے ایک یا دو دن بعد اربد اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اسے بیچنے کی غرض سے گھر سے چلا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بجلی بھیجی جس نے اربد اور اس کے اونٹ کو ہلاک کر دیا۔

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 567﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 5، عربی صفحہ 57﴾ ﴿طبقات ابن سعد، جلد 1، القسم الثانی، عربی صفحہ 51﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 506﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 264﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 3، عربی صفحہ 84﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 218 تا 220﴾

12: ولید بن کثیر ابو بدرس سے اور وہ حضرات اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورۃ:

"تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ۚ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝"

﴿القرآن المجید، پارہ 30، سورۃ نمبر 111 (اللہب)﴾

"تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا ۝ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا ۝ اب دھنستا ہے لپیٹ مارتی آگ میں وہ ۝ اور اسکی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی ۝ اسکے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ ۝"

نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی ام جمیل بنت حرب بہت پریشان ہوئی۔ وہ غصے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی۔ اس کے ہاتھ میں پتھر تھا اور وہ یہ شعر گاتی آ رہی تھی:

مذمما ابینا

و دینه قلینا

و امره عصینا

"جس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی مذمت کی جاتی ہے ہم نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ ہم اس کے دین کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ہم اس کے حکم کو ٹھکراتے ہیں۔"

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس (ابولہب کی بیوی) دشمن خدا کو آتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بدبخت آ رہی ہے، مجھے ڈر ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ اٹھائے گی اور گستاخی کرے گی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگرچہ کر وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔"

یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی تلاوت شروع فرما دی جس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۝"

﴿القرآن المجید، پارہ 15، سورۃ نمبر 17 (بنی اسرائیل)، آیت نمبر 45﴾

"اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم نے قرآن پڑھا ہم نے تمہارے اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔۝"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام جمیل (ابولہب کی بیوی) بڑھتی ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور پوچھنے لگی:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"اے ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تمہارا ساتھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہے۔؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

"اس گھر (بیت اللہ) کے مالک (اللہ تعالیٰ) کی قسم! میرے ساتھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیری ہجو بالکل نہیں کی ہے۔ (بلکہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔)"

یہ سن کر وہ چلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسے دکھائی ہی نہ دیئے اور وہ یہ کہتے ہوئے گھر کو لوٹی:

"قریش اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔"

﴿تفسیر ابن کثیر جلد 3، عربی صفحہ 3 4﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر جلد 4، عربی صفحہ 564﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6، عربی صفحہ 271﴾

13: ابن اسحاق نے یزید بن زیاد سے انہوں نے محمد بن کعب القرظی سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب قریش کے منتخب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو ابوجہل (عمرو بن ہشام) نے جو کہ محاصرین میں شامل تھا، اپنے ساتھیوں سے کہا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال ہے کہ اگر تم اس کی اتباع کرو گے تو عرب وعجم کے مالک بن جاؤ گے اور یہ بھی کہ جو اس پر ایمان لاؤ گے تو موت کے بعد دوبارہ زندگی میں تمہیں اردن کے بہترین باغوں کی طرح کے باغات مل جائیں گے اور اگر ایسا نہ کرو گے تو اس (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اور موت کے بعد دوبارہ زندگی میں تمہیں آگ میں بھی ڈالا جائے گا جس میں جلتے رہو گے۔"

یہ گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ہو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم خداوندی کے مطابق اپنے گھر سے نکلے مٹھی بھر خاک ہاتھ میں لی اور ان کفار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جو محاصرہ کیے ہوئے تھے) کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا:

"ہاں! میں یہ سب کچھ کہتا ہوں۔ یہ بھی کہتا ہوں کہ تو (ابوجہل) انہی لوگوں میں سے ہے کہ آگ جن کا مقدر بن چکی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک ان کے سروں میں ڈال دی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان آیات کو تلاوت فرما کر فارغ ہوئے تو اتنی دیر میں سارے کافروں کے سر اور چہرے خاک آلود ہو چکے تھے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ہجرت کے ارادے سے چلے۔

رات کے کسی حصے میں کافروں کے پاس ان کا کوئی ساتھی آیا جو کسی وجہ سے ان کے ساتھ محاصرہ میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ اس نے پوچھا!

"تم لوگ یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو۔؟"

انہوں نے کہا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔"

وہ بولا:

"خدا نے تمہیں ناکام کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو تمہارے درمیان سے نکل کر بخیریت جا چکا ہے اور جاتے وقت تم سب کے سروں میں مٹی بھی ڈال گیا ہے۔ جس کے انتظار میں تم کھڑے ہو وہ جا چکا ہے۔ اب یہاں کیا کر رہے ہو۔؟"

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر جب ہر شخص نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسے خاک آلود پایا۔ اس کے بعد کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے اندر دیواروں سے جھانکنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی چادر تان کر سو رہے تھے۔ کفار یہ دیکھ کر کہنے لگے۔ خدا کی قسم! محمد (صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم) تو (یہ) گھر میں سویا پڑا ہے اور اس کے اوپر چادر بھی ہے۔
وہ صبح تک یہی دیکھتے رہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت ہیں۔ لیکن صبح جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر سے اٹھے اور چادر اتاری تو کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اب انہوں نے یہ کہنا شروع کیا:

"خدا کی قسم! خبر دینے والے کی خبر درست تھی۔ وہ سچا تھا اور اس نے سچی خبر دی تھی۔"

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی صفحہ 483﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 303﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 4، عربی صفحہ 19﴾ ﴿المسند، جلد 4، عربی صفحہ 269﴾

14: ابن اسحاق نے زہری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم نے سراقہ بن مالک بن جعشم سے سنا وہ بیان کیا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو قریش نے اعلان کر دیا کہ محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر ان کے پاس لے آئے اسے سو 100 اونٹ انعام دیا جائے گا۔ میں (سراقہ) اپنی قوم کے چوپال میں بیٹھا تھا اور یہی موضوع زیر بحث تھا۔ عین اس وقت قبیلے کا ایک فرد دروازے پر آکر رکا اور اس نے کہا:

"خدا کی قسم! میں نے تین آدمیوں کا ایک قافلہ دیکھا ہے۔ وہ ابھی ابھی میرے پاس سے گزرے تھے۔ میرا پختہ خیال ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے۔"

میں نے اس شخص کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے۔ پھر میں نے لوگوں کو بتاتے ہوئے کہا:

"وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے اور گم شدہ اونٹ تلاش کر رہے تھے۔"

خبر دینے والے نے کہا:

"ممکن ہے ایسا ہی ہو۔"

پھر وہ خاموش ہو گیا۔ میں تھوڑی دیر تو مجلس میں بیٹھا رہا اور ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں پھر میں اٹھ کر گھر چلا گیا۔ میں نے حکم دیا کہ میرا گھوڑا تیار کیا جائے اور پھر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہتھیار نکالے جائیں۔ چنانچہ گھوڑا تیار کر کے وادی کے بطن میں پہنچا دیا گیا اور میں گھر کے پچھلے دروازے سے اسلحے سمیت نکل کر گھوڑے تک جا پہنچا۔ اب میں نے تیروں سے فال نکالی۔ فال میری مرضی کے خلاف نکلی۔ جو تیر فال میں نکلا اس پر لکھا ہوا تھا:

"اسے (تین آدمیوں کے قافلے کو) مت نقصان پہنچاؤ۔"

مگر میں تو سو اونٹوں کے لالچ سے اندھا ہو گیا تھا۔ میں نے فال کو نظر انداز کر دیا اور چل پڑا۔ قافلے کا کھوج مجھے مل گیا اور میں ان ہی کے نقش قدم پر چلتا رہا۔ اسی دوران اچانک گھوڑا ابدکا اور پھسل گیا۔ میں اس کی پشت سے نیچے گر گیا۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں نے سوچا:

"یہ کیا ہوا ہے۔؟"

پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور پھر فال معلوم کی۔ اب کی بار بھی وہی تیر نکلا جو پہلے دیکھ چکا تھا۔ میں نے اس مرتبہ بھی فال کو نظر انداز کر دیا اور فیصلہ کیا کہ تعاقب جاری رکھا جائے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا کہ پھر میرے گھوڑے کی وہی حالت ہوئی اور میں زمین پر گر گیا۔ بڑا تعجب ہوا، میں نے کہا:

"یہ ہو کیا رہا ہے۔؟"

اب تیسری مرتبہ میں نے فال نکالی اور حیران ہوا کہ جواب پھر وہی نکلا جو پہلی اور دوسری مرتبہ نکلا تھا یعنی "اس قافلے کو نقصان نہ پہنچاؤ" میں اب بھی اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور قافلے کے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ لوگ مجھے نظر آنے لگے۔ اب تو میرا گھوڑا پھسلنے کی بجائے ایک اور مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ ہوا یہ کہ اس کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور میں زمین پر آ گرا۔ بڑی مشکل سے گھوڑے نے زمین سے پاؤں نکالے اور پاؤں نکلتے ہی زمین سے ایک دھواں بگولے کی طرح برآمد ہوا۔ اب میں سمجھ گیا کہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی طرف سے) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کی گئی ہے۔ وہ غالب ہیں مغلوب نہیں ہو سکتے۔

اب میں نے انہیں آواز دی اور کہا:

"میں سراقہ بن جعشم ہوں ذرا ٹھہرو۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم! میں نہ تو تمہیں دھوکہ دوں گا اور نہ ہی میری طرف سے تمہیں کوئی نقصان پہنچے گا۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اے صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسے پوچھو کہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو میں نے بتایا:

"مجھے ایک تحریر لکھ دو۔ جو میرے اور آپ کے درمیان نشانی اور سند رہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اسے لکھ دو۔"

سراقہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہڈی پر لکھ دیا، ہڈی میری جانب پھینک دی، میں نے وہ اٹھالی اور اپنی ترکش میں رکھ لی۔ (ایک روایت میں ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "اے سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے سونے کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنا دیئے جائیں گے۔" اس وقت تو حضرت سراقہ کو اس بات پر تعجب ہوا مگر یہ غیبی خبر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں پوری ہوئی کہ روم کے خلیفہ نے سونے کے کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں ڈالے۔)

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ میں وہ تحریر لے کر واپس لوٹا تو اس واقعہ کا کسی سے کوئی ذکر نہ کیا یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح سے فارغ ہو کر حنین و طائف کے معرکے بھی سر کر چکے اور میں تحریر لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مکہ اور طائف کے درمیان جعرانہ کے چشمے پر میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ جب انصار کے گھوڑ سوار دستے نے مجھے دیکھا تو نیزوں سے مجھے ڈرانے لگے اور پوچھا!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تو کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے۔؟"

میں خدا خدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی دیکھی۔ خدا کی قسم! وہ ایسی سرخ و سپید تھی جیسے کہ آگ کا انگارہ۔

میں نے تحریر ہاتھ میں لے کر اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرے ہاتھوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی تحریر ہے۔ میں سراقہ بن جعشم ہوں۔"

میری یہ صدا سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آج نیکی اور وفا کا دن ہے۔ اسے قریب آنے دو۔"

پس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور ارادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوال پوچھوں۔ میں نے سوال پوچھے، جن میں سے یہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اپنا حوض اپنے اونٹوں اور مویشیوں کو پانی پلانے کے لیے بھر دوں پھر کوئی آوارہ اونٹ آ کر وہاں سے پانی پی لے تو اس سے مجھے کوئی اجر ملے گا۔؟"

اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں ہر جاندار کو کھلانے پلانے میں اجر ہے۔"

حضرت سراقہ فرماتے ہیں:

"پھر میں واپس اپنی قوم میں آ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ بھیجتا رہا۔"

﴿طبقات ابن سعد، جلد 4، القسم الثانی، عربی صفحہ 8﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی صفحہ 489﴾ ﴿صحیح البخاری، ج4، عربی صفحہ 245﴾ ﴿صحیح البخاری، ج5، عربی صفحہ 76﴾ ﴿البدایہ والنھایہ، جلد 3، عربی صفحہ 185﴾ ﴿البدایہ والنھایہ، جلد 6، عربی صفحہ 194﴾ ﴿صحیح المسلم، ج13، عربی صفحہ 180﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 2، عربی صفحہ 264﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 199 تا 202﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15: لیکن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جنگ احد میں ہزیمت کے بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے یہ خبر قیامت سے کم نہ تھی۔ ابن شہاب الزہری کے بیان کے مطابق جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پہچانا وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کا پورا سر اور چہرہ لوہے کی ٹوپی میں چھپا ہوا تھا اور آنکھیں اپنی چمک اور آب و تاب سے درخشاں تھیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور بلند آواز سے کہا:

"اے مسلمانو! خوشخبری سن لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اور سلامت ہیں۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ان کی جان میں جان آ گئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لپکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی پر چڑھنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت حارث بن صمہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ گھاٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر پہنچے تو دشمن اسلام ابی بن خلف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھا اور کہنے لگا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آج اگر تو بچ گیا تو مجھے ہرگز نجات نہ مل سکے گی۔"

یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی اس دشمن خدا سے نپٹ لے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نہیں! اسے چھوڑ دو ذرا آگے تو آئے۔"

ابی ابن خلف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے ان کا ہتھیار لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار سنبھالا تو اس میں ارتعاش پیدا ہوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن اسلام کی جانب بڑھے اور اس کی گردن پر وار کیا۔ ابی بن خلف کئی مرتبہ اپنے گھوڑے سے لڑکھڑایا، مگر بھاگ نکلا۔ اس کی گردن پر معمولی سا زخم آیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہی ابی بن خلف مکہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکی دیتا اور کہتا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس ایک بہترین گھوڑا ہے جس میں نے اسے اچھی طرح سے پال رکھا ہے۔ ہر روز اسے دانا کھلاتا ہوں۔ اسی پر چڑھ کر میں تجھے قتل کروں گا۔"

اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

"تم مجھے کیا قتل کرے گا۔ اللہ نے چاہا تو میں تجھے قتل کروں گا۔"

جب احد سے یہی ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنے کے بعد بھاگ نکلا تو وہ قریش کی فوج میں جا ملا۔ وہ خوشی خوشی مکہ جا رہے تھے۔ ابی بن خلف کی گردن میں معمولی سا زخم تھا جسے خراش کہنا زیادہ بہتر ہے۔ اس زخم سے تھوڑا سا خون بہا، اس نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا:

"خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے قتل کر ڈالا ہے۔"

اس کی باتیں سن کر اس کے ساتھیوں نے کہا:

"خدا کی قسم! تم تو پاگل معلوم ہوتے ہو۔ خدا! تجھے نہ کوئی زخم لگا ہے اور نہ ہی تیری جان کو کسی قسم کا خطرہ ہے۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

ابی بن خلف نے کہا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے مکہ میں کہا کرتا تھا کہ وہ مجھے مار ڈالے گا۔ خدا کی قسم! وہ اگر مجھ پر تھوک بھی ڈالتا تو مجھے ہلاک کر دیتا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ کلی کی جانب جارہے تھے کہ یہ دشمن خدا راستہ میں ہی واصل جہنم ہوگیا۔

﴿سیرۃ ابن ہشام القسم الثانی، عربی صفحہ 82﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 251﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر جلد 2، عربی صفحہ 296﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 23-25﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6 عربی صفحہ 272﴾

16 ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا قلعہ فتح کرلیا اور اطمینان سے وہاں قیام فرمایا تو اس دوران سلام بن مشکم یہودی کی بیوی زینب بنت الحارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہدیہ بھیجا۔ یہ ہدیہ ایک بھنی ہوئی بکری کے گوشت کی صورت میں تھا۔ اس عورت نے ہدیہ بھیجنے سے قبل پوچھتے ہوئے کہا:

"اے محمد! آپ کو بکری کے کونسے حصے کا گوشت زیادہ پسند ہے؟"

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"دستی کا گوشت مجھے زیادہ پسند ہے۔"

اس عورت نے بکری کے گوشت کو زہر آلود کردیا، دستی کو خصوصاً بہت زیادہ زہر آلود کیا اور پھر یہ بھونی ہوئی بکری لے کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئی اور آپ کے حضور پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی کا گوشت لیا مگر اسے کھایا نہیں۔ آپ کے پاس آپ کے صحابی حضرت بشیر بن براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا اور کھالیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ منہ میں توڑا لا مگر نگلا نہیں اور اگل دیا پھر فرمایا:

"بکری کی ہڈی نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔"

وہ عورت تو بکری رکھ کر چلی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے حاضر کیا گیا۔ وہ آئی تو پوچھنے پر اس نے جرم کا اعتراف کرلیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

"تو نے یہ مجرمانہ حرکت کیوں کی؟"

اس نے جواب دیا:

"آپ نے جو میری قوم کے ساتھ معاملہ کیا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر آپ محض دنیا کے بادشاہوں کی طرح بادشاہ ہیں تو زہر آلود گوشت کھا کر مر جائیں گے اور میں راحت پاؤں گی اور آتش انتقام ٹھنڈی ہوگی اور اگر آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو زہر کی خبردار کر دے گا۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے اس اعتراف کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔ مگر دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درگزر فرمایا مگر بعد اس زہر آلود گوشت کھانے کی وجہ سے حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی قانون کے مطابق اس عورت پر قصاص کی حد جاری فرمائی اور وہ قتل کی گئی۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 3، القسم الثانی، عربی صفحہ 112﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 677-700﴾ ﴿الاصابہ، جلد 6، عربی صفحہ 121-187-271﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 338﴾ ﴿طبقات ابن سعد، جلد 2، عربی صفحہ 7-87﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الاول، عربی صفحہ 167﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 211﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 7، عربی صفحہ 180﴾ ﴿سنن البیہقی، ج 10، عربی صفحہ 11﴾ ﴿سنن البیہقی، جلد 8، عربی صفحہ 46﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 183﴾ ﴿الاصابہ، جلد 1، عربی صفحہ 154﴾ ﴿المسند، جلد 4، عربی صفحہ 279﴾

17: ابن اسحاق نے یزید بن رومان کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ بنو عامر کے دو افراد جو حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں قتل ہو گئے تھے ان کے خون بہا کا مطالبہ طے کرنا مقصود تھا۔ بنو عامر بنو نضیر کے حلیف تھے۔ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں کہا:

"اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ تشریف رکھیں۔ ہم اس معاملے میں آپ کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔"

اس کے بعد یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بلند دیوار کے سائے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بٹھا دیا اور آپس میں ایک سازش تیار کی۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا:

"ایسا سنہری موقع تو کبھی نہ ملے گا۔ کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ جائے اور محمد کے سر پر بھاری پتھر پھینک دے تا کہ ہم اس سے نجات پا لیں۔"

سب نے اس رائے کو پسند کیا اور عمر بن جحاش بن کعب یہودی نے کہا:

"میں یہ کام کروں گا۔"

سازش کے مطابق وہ مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور ایک بھاری پتھر گرانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کے ساتھ دیوار کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے خبر ملی کہ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش تیار کی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دیوار کے سائے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کچھ دیر وہیں بیٹھے رہے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک واپس نہ آئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے۔

اچانک مدینے کی طرف سے آتا ہوا ایک شخص نظر آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچ گئے ہیں۔

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی واپس مدینہ چلے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہودیوں کی سازش اور بدعہدی کی اطلاع دی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور بنو نضیر کی جانب اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 2، القسم الاول، عربی صفحہ 41﴾ ﴿سیرۃ النبی ابن ہشام، القسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الثانی، عربی صفحہ 190﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 365﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 328﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 4، عربی صفحہ 331﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 117 تا 119﴾

18: ولید بن مسلم سے عبداللہ بن مبارک نے، ان سے ابوبکر الہذلی نے، ان سے ابن عباس کے غلام عکرمہ نے اور ان سے شیبہ بن عثمان نے روایت بیان کی ہے۔ شیبہ کہتے تھے کہ میں نے یوم حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تنہا ہیں۔ مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آئے۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ آج انتقام کا موقع مل گیا ہے۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کیا۔ جوں ہی میں قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ میں نے دل میں کہا:

"یہ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زرہ پہن رکھی تھی جو چاندی کی طرح سفید تھی اور اس پر گرد و غبار نظر آ رہا تھا۔"

پھر میں نے بائیں جانب سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو پایا۔ میں نے سوچا:

"یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ یہ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بڑی بے جگری سے دفاع کریں گے۔"

میں پیچھے واپس چلا گیا اور سوچا:

"پشت سے حملہ کروں۔"

جب پشت کی جانب سے حملہ کرنے کے لیے آیا بس تلوار چلانے کی کسر تھی۔ میں نے تلوار کا ارادہ کیا تو اچانک میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آگ کے شعلے حائل ہو گئے۔ یہ شعلے اتنے سخت اور تیز تھے کہ انہوں نے بجلی کی طرح میری آنکھوں کو چکا چوند کر دیا۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں یہ تیز روشنی میری بینائی ہی نہ لے جائے میں نے فوراً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور الٹے پاؤں پیچھے بھاگا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف التفات کیا اور فرمایا:

"اے شیبہ! اے شیبہ! میرے قریب آؤ۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ! شیبہ سے شیطان کو دور فرما دے۔"

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آنکھ اٹھائی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی آنکھوں، کانوں اور جان سے زیادہ عزیز ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یا شیبه قاتل الکفار"

"اے شیبہ! کفار سے قتال کرو۔"

﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 345﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 3، عربی صفحہ 7﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 442﴾ ﴿طبقات ابن سعد، جلد 2، القسم الاولی عربی صفحہ 108﴾

19: واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ اور بنو محارب کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے۔ یہ مدینہ پر چاروں جانب سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ انھیں ایک سردار حضرت دعثور بن حارث بن محارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے) نے اکٹھا کیا ہے۔ اس بدوی سردار کا لقب غورث بھی بیان کیا جاتا ہے۔

اس منصوبے کی خبر پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پا کر چار سو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت مدینہ منورہ سے نکلی۔ اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھوڑ سواروں کی بھی معقول تعداد تھی۔ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام راستے پر چلے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معروف شاہراہ چھوڑ کر ایک تنگ گھاٹی کا راستہ اختیار فرمایا۔ اس گھاٹی میں سے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذی القصہ کے مقام پر پہنچے۔ یہاں صحابہ کرام رضوان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہم اجمعین نے ایک شخص کو پکڑا۔ یہ بنوثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا نام جبار تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سے پوچھا:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"تم کہاں جا رہے ہو۔؟"

اس نے جواباً کہا:

"یثرب (مدینہ منورہ) جا رہا ہوں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پھر اس سے پوچھا:

"یثرب میں تیرا کیا کام ہے۔؟"

اس نے کہا:

"میں وہاں جا کر حالات کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے دریافت کیا:

"تم نے لشکر کو دیکھا ہے یا تمہاری قوم کی کوئی تازہ ترین خبر ہے۔؟"

اس نے کہا:

"مجھے کوئی خاص معلومات تو نہیں مگر اتنا ضرور پتا ہے کہ دعثور بن حارث بن محارب نے کچھ لوگوں کو تیار کر رکھا ہے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جسے سن کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر ہی بھاگ جائیں گے۔ وہ پہاڑوں میں جا چھپیں گے لہٰذا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ٹھکانے دکھاؤں گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نومسلم صحابی کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا اور انہیں ساتھ لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو پیش قدمی کا حکم دیا۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا راستہ بتایا کہ پہاڑوں سے نکل کر ایک ٹیلے کے دامن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دعثور بن حارث بن محارب کے ساتھیوں کے اوپر جا پہنچے۔ اعرابیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع پائی تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور آس پاس کے پہاڑوں میں جا چھپے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو ان میں سے کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔ وہ تو پہاڑوں کی بلندیوں سے چھپ کر مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے مگر مسلمان انہیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی امر کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں موسلا دھار بارش ہوئی۔ بارش کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے خیموں سے دور گئے ہوئے تھے۔ بارش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھیگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادیٔ ذی امر میں ایک اوٹ دیکھ کر اس جگہ اپنے کپڑے اتارے اور سوکھنے کے لیے درخت پر ڈال دیئے۔ اس وقت تک دھوپ نکل آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تہبند باندھی ہوئی تھی۔ باقی کپڑے اتار دیئے تھے۔ کپڑے سوکھنے کے انتظار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تنہا تھے اور بدوی فوج پہاڑ کی بلندی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہی تھی۔

بدوی لوگوں نے اپنے سردار اور سب سے زیادہ طاقت ور دعثور بن حارث بن محارب نامی آدمی سے کہا:

"اے دعثور! اب سنہری موقع ہے محمد اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا ہے اور سویا ہوا بھی ہے۔ یہاں سے اگر وہ اپنے ساتھیوں کو مدد کے لیے پکارے گا بھی تو کوئی اس کی آواز نہ سن سکے گا۔ تم جاؤ اور اس کا کام تمام کر دو۔"

حضرت دعثور بن حارث بن محارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہت سی تلواروں میں سے ایک تیز ترین اور چمکدار تلوار نکالی، دبے پاؤں پہاڑی سے اترے، آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کھڑے ہو گئے اور تلوار لہراتے ہوئے کہا:

"اے محمد! اب بتاؤ میری تلوار سے آج تجھے کون بچا سکتا ہے؟"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھولیں اور بڑے اطمینان سے فرمایا:

"اللہ"

راوی کہتے ہیں کہ اسی لمحے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت دعثور بن حارث بن محارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں دو ٹھوکا مارا اور ان کی تلوار ان کے ہاتھ سے گر گئی۔ جب کہ وہ خود بھی زمین پر گر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلوار اٹھالی اور ان کے سر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

"اب تم بتاؤ کہ آج تمھاری جان کون بچا سکتا ہے۔؟"

حضرت دعثور بن حارث بن محارب نے جواب دیا:

"کوئی نہیں۔"

اور پھر اس کے فوراً بعد کلمۂ شہادت پڑھا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم! آج کے بعد میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کروں گا اور نہ ہی لشکر کشی کا ارادہ کروں گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلوار انہی کے حوالے کر دی تو وہ واپس چلنے کے لیے مڑ گئے مگر پھر پلٹے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک کتنا اچھا اور کتنا اعلیٰ ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے ایسا ہی ہونا چاہیے اور یہی میری شایان شان ہے۔"

حضرت دعثور بن حارث بن محارب رضی اللہ عنہ کی قوم کے لوگ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ جب حضرت دعثور بن حارث بن محارب رضی اللہ عنہ ان کے پاس واپس پہنچے تو انہوں نے حضرت دعثور سے پوچھا:

"تمہیں کیا ہو گیا تھا۔؟"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خدا کی قسم! عجیب معاملہ ہوا۔ میں تلوار اٹھا کر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ میرے اور ان کے درمیان ایک لمبا تڑنگا اور گورا چٹا شخص اچانک حائل ہو گیا اور اس نے میرے سینے پر دو تھپڑ رسید کیے۔ میں اپنی پیٹھ کے بل زمین پر جا گرا اور تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ وہ فرشتہ تھا جس نے مجھے مار گرایا۔ چنانچہ میں نے بلا توقف شہادت دی کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں اور اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ خدا کی قسم میں اب کبھی ان کے خلاف فوج کشی نہیں کروں گا۔"

اس کے بعد حضرت دعثور بن حارث بن محارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 2، القسم الاول، عربی صفحہ 24-44﴾ ﴿سیرت ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 205﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 195﴾ ﴿صحیح بخاری، ج5، عربی صفحہ 147﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 84﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 2، عربی صفحہ 131﴾ ﴿الاصابہ، جلد 1، عربی صفحہ 464﴾ ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 186﴾ ﴿صحیح المسلم، ج6، عربی صفحہ 129﴾ ﴿صحیح المسلم، ج15، عربی صفحہ 45﴾ ﴿سنن البیہقی، ج3، عربی صفحہ 295﴾ ﴿سنن البیہقی، ج6، عربی صفحہ 322﴾ ﴿سنن البیہقی، ج9، عربی صفحہ 67﴾

20: زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرے کے لیے مدینے سے نکلے اور رابغ اور مکہ کے درمیان عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر بن سفیان الکعبی ملا۔ اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قریش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کا علم ہو گیا تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ روکنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ عورتیں اور بچے بھی ان کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے چیتوں کی کھال کا لباس پہن رکھا ہے یعنی عداوت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور وہ ذی طویٰ میں پہنچ چکے ہیں وہ آپس میں عہد و پیمان کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مکہ میں ہرگز داخل نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے گھوڑ سوار دستوں کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ حضرت خالد بن ولید کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے) کے حوالے کی ہے اور وہ ان سے قبل کراع الغمیم میں پہنچ چکا ہے۔"

یہ خبر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"افسوس! قریش پر۔ جنگوں نے انہیں پہلے ہی مار ڈالا ہے اور یہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئے۔ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ اگر یہ عقل سے کام لیتے تو میری مخالفت کی بجائے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیتے۔ اگر عرب کے باقی قبائل اور سرداروں سے مجھے مقابلہ کرنے دیتے تو وہ قبائل مجھے شہید کر دیتے اور قریش کی دلی مراد پوری ہو جاتی یا پھر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر فتح عطا فرماتا تو یہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو جاتے۔ اگر اسلام میں داخل نہ ہونا چاہتے تو لڑائی لڑ کر میرا مقابلہ کرتے۔ اس صورت میں ان کی قوت زیادہ ہوتی۔ اب قریش کا کیا گمان ہے؟ خدا کی قسم! میں اس دین حق کے لیے جہاد کرتا رہوں گا یہاں تک کہ یہ دین غالب آ جائے۔ یا پھر اس راہ میں مجھے شہید کر دیا جائے۔"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"کون شخص ہمیں ایسے راستے کا پتہ دے گا جو اس راستے سے ہٹ کر ہو جس پر قریش آ رہے ہیں؟"

یہ سن کر بنو اسلم کے ایک شخص نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ خدمت سرانجام دوں گا۔"

پس اس شخص نے گھاٹیوں کے درمیان سے ایک سخت اونچے نیچے غیر ہموار راستے کا پتہ بتایا۔ لوگ اس راستے پر چلے۔ مسلمانوں کو سخت مشقت اٹھانی پڑی اور بالآخر مسلمان ایک ہموار زمین پر آ پہنچے اور وادی سے باہر نکل آئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

"توبہ اور استغفار کی کثرت کرو۔"

لوگ استغفار کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے "حِطَّةٌ" کا جو حکم دیا تھا، وہ در اصل استغفار ہی کا حکم تھا مگر اس قوم نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

"تم دائیں جانب کے راستہ المرار کی چوٹی پر چڑھتے ہوئے مکہ کے عین نیچے حدیبیہ کے مقام پر پہنچ جاؤ۔"

مسلمان اس راستے سے جب حدیبیہ پہنچے اور قریش کے لشکر نے گرد و غبار اڑتا دیکھا تو سمجھ گئے کہ مسلمانوں نے اپنی راہ بدل لی ہے، لہٰذا وہ مکہ کی جانب واپس لوٹے۔

ثنیۃ المرار کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا:

"اونٹنی تھک کر بیٹھ گئی ہے۔"

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ تھک کر نہیں بیٹھی بلکہ اسے اسی ذات نے روک دیا ہے جس نے مکہ میں ہاتھیوں کا داخلہ روک دیا تھا۔ قریش آج بھی مجھ سے معقول مطالبہ کریں گے اور صلہ رحمی کا واسطہ دیں گے تو میں ان کا مطالبہ قبول کر لوں گا۔"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اسی مقام پر ڈیرہ ڈال دیں۔

لوگوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وادی میں تو پانی نہیں ہے۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک کو دیا۔ اس صحابی کا نام حضرت ناجیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس متروک (جس سے پانی لینا چھوڑ دیا گیا) کنویں میں اترو اور اس کے درمیان میں یہ تیر گاڑ دو۔"

چنانچہ حضرت ناجیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اترے اور تیر حسب ارشاد گاڑ دیا۔ تیر گاڑتے ہی اس پرانے، خشک، اور متروک کنویں میں سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کے طور پر) پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پانی کی کوئی کمی نہ رہی۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 4، القسم الثانی، عربی صفحہ 45﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 4، عربی صفحہ 182-185-15﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 165-174﴾ ﴿سیرت ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 309﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 587﴾ ﴿تاریخ البخاری، جز 5، عربی صفحہ 186﴾ ﴿المسند، جلد 4، عربی صفحہ 70-356﴾ ﴿تاریخ البخاری، جز 4، عربی صفحہ 234﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 95﴾ ﴿السنن الکبریٰ، جز 9، عربی صفحہ 218﴾ ﴿تاریخ البخاری، جز 3، عربی صفحہ 23﴾ ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 511﴾ ﴿المسند، جلد 5، عربی صفحہ 308﴾

21: امام بخاری نے مسدد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے عوف سے اور انہوں نے ابو رجاء سے اور انہوں نے عمران سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا آخری وقت ہو گیا۔ ہم پر نیند غالب آ گئی۔ ایسی حالت میں مسافر کے لیے نیند سے زیادہ میٹھی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پس ہم سو گئے اور ہماری آنکھ اس وقت تک نہ کھلی جب تک سورج کی گرمی نے ہمیں جگا نہ دیا۔

سب سے پہلے فلاں اور فلاں اٹھے۔ چوتھے نمبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تک لیٹے ہوئے تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی جگانے کی جسارت نہیں کرتا تھا کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا دکھاتا تھا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور صورت حال دیکھی کہ سوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نماز کا وقت قریب ہو گیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کی اور مسلسل تکبیر کو دہراتے گئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس صورت حال پر پریشانی کا اظہار کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کوئی فکر نہیں رخت سفر باندھو۔"

پس لوگ سفر پر روانہ ہو گئے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے اور وضو کے لیے پانی طلب فرمایا۔ وضو کے بعد اذان کہی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص الگ بیٹھا ہے۔ نماز میں شامل نہیں ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

"اے فلاں! تجھے کس چیز نے نماز پڑھنے سے روکا؟"

اس نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنبی ہوں (مجھ پر غسل واجب ہے) اور غسل کے لیے پانی نہیں ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مٹی سے تیمم کر لو یہ تمہاری طہارت کے لیے کافی ہے۔"

اس کے بعد پھر لوگ چل پڑے اور کچھ دور جا کر لوگوں نے پیاس کی شکایت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے۔ حضرت علی اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور فرمایا:

"جاؤ پانی کی تلاش کرو۔"

چنانچہ وہ دونوں گئے اور کچھ فاصلے پر انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جو اونٹ پر سوار تھی۔ اس نے اونٹ پر دو بڑی بڑی مشکیں پانی کی بھری ہوئی لاد رکھی تھیں۔ ان دونوں صحابہ نے اس عورت سے پوچھا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پانی کہاں ہے؟"

اس نے جواب دیا:

"میں کل اس وقت پانی کے چشمے سے چلی تھی (یعنی پانی کا چشمہ ایک دن کی مسافت پر ہے)"

صحابہ نے کہا:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"پھر ہمارے ساتھ آؤ۔"

وہ کہنے لگی:

"کہاں۔؟"

صحابہ نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔"

وہ کہنے لگی:

"وہی شخص جسے صابی کہا جاتا ہے۔؟"

صحابہ نے جواب دیا:

"ہاں! تم ٹھیک سمجھی گئی۔ بس ہمارے ساتھ چل۔"

پھر وہ دونوں صحابی اس عورت کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس عورت کے ساتھ ہونے والی گفتگو بیان کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس عورت کو اونٹ سے نیچے اتارو۔"

اسے نیچے اتارنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا، دونوں مشکیزوں کا منہ کھول کر ان میں سے تھوڑا سا پانی برتن میں ڈالا اور ان مشکیزوں کا منہ بند کر دیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں اعلان فرمایا:

"لوگو! جس نے پانی پینا ہو آ کر پی لے اور جس نے برتن میں لینا ہو وہ برتن

www.KitaboSunnat.com

میں لے لیا۔"

پس جس نے چاہا پانی پیا اور جس نے چاہا برتن میں لے لیا۔ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن بھر کر اس شخص کو دیا جس نے جنابت کی شکایت کی تھی اور اسے فرمایا

"جاؤ اور اس پانی سے غسل کر لو۔"

عمران مزید بیان کرتے ہیں کہ وہ خاتون کھڑی حیرت سے سب کچھ دیکھتی رہی۔ خدا کی قسم! وہ یہ دیکھ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے پانی کو اتنی جماعت میں تقسیم کر دیا۔ سب نے برتن بھی بھر لیے اور سیر ہو کر پی بھی لیا ایسی مبہوت ہوئی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس (پانی والی) عورت کے لیے کچھ کھجوریں، آٹا اور ستو جو تمہارے پاس ہے جمع کر دو۔"

صحابہ نے کھانے پینے کا سامان جمع کیا۔ اسے ایک کپڑے میں باندھ کر عورت کو اونٹ پر سوار کیا اور گٹھری اس کے آگے رکھ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا:

"تو جانتی ہے کہ ہم نے تمہارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی مگر اللہ نے ہمیں پانی پلایا ہے۔"

جب وہ عورت اپنے اہل و عیال میں پہنچی تو انہوں نے پوچھا:

"تو نے اتنی دیر کہاں کر دی؟"

اس پر اس عورت نے جواب دیا:

"عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ راستے میں مجھے دو آدمی ملے جو مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے صابی کہا جاتا ہے۔"

پھر اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا:

"خدا کی قسم! یا تو زمین و آسمان میں اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑا جادوگر کوئی نہیں یا پھر وہ واقعی اللہ کا سچا رسول ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان جب اس علاقے میں مشرکین پر حملے کرتے تھے تو اس بستی کو جہاں وہ عورت رہتی تھی چھوڑ جاتے تھے۔ ایک دن اس نے اپنے قبیلے والوں سے کہا:

"یہ لوگ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) تمہارے گرد حملے کرتے ہیں مگر تمہیں جان بوجھ کر چھوڑ جاتے ہیں۔ اس بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ تم اسلام لے آؤ۔"

ان لوگوں نے اس کی بات مان لی اور اسلام قبول کر لیا۔

﴿الصحیح البخاری، ج1، عربی صفحہ 89﴾ ﴿الصحیح البخاری، ج4، عربی صفحہ 232﴾ ﴿الصحیح المسلم، ج5، عربی صفحہ 190﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد3، عربی صفحہ 104﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد6، عربی صفحہ 98﴾ ﴿السنن البیہقی، ج1، عربی صفحہ 32-218﴾

22: امام بخاری نے موسیٰ بن اسماعیل، عبدالعزیز بن مسلم، حصین، سالم بن ابی الجعد کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کا پیاس سے برا حال ہو گیا۔ کسی کے پاس پانی نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھاگل تھی۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"کیا بات ہے؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ نہ وضو کے لیے اور نہ پینے کے لیے۔ یہی پانی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔"

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک چھاگل میں رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور وضو بھی کیا۔

سالم راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

"اس وقت پینے والوں کی تعداد کتنی تھی۔؟"

اس کے جواب میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمارے لیے کافی ہوتا۔"

بہر حال اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو کے قریب تھی۔"

﴿صحیح البخاری، جزء، عربی صفحہ 234﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 5، عربی صفحہ 156﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 7، عربی صفحہ 148﴾ ﴿صحیح مسلم، ج 5، عربی صفحہ 188﴾ ﴿صحیح مسلم، ج 12، عربی صفحہ 175﴾ ﴿صحیح مسلم، ج 15، عربی صفحہ 35﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 4، عربی صفحہ 185﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 170﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 4﴾ ﴿السنن البیہقی، ج 1، عربی صفحہ 3﴾ ﴿السنن النسائی، ج 1، عربی صفحہ 61﴾ ﴿رحمۃ للعالمین، جلد 1، اردو صفحہ 52﴾

23: امام بخاری سے ابو عمر نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سخت قحط پڑا۔ ایک جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دینے کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ شروع فرمایا تو ایک دیہاتی کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال، مویشی ہلاک ہو گئے اور اہل و عیال بھوک سے بدحال ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بارش کی دعا فرمایئے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا مانگنے سے پہلے آسمان پر دور دور تک کہیں بادل کا کوئی نام و نشان بھی نہ تھا، مگر جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آسمان پر بڑے بڑے بادل چھا گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے دیکھا بارش برسنے لگی اور پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے قطروں کی صورت میں گرنے لگا۔ اس روز بھی بارش ہوتی رہی اور اس کے بعد بھی اگلے کئی دنوں تک مسلسل بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ اگلا جمعہ آ گیا۔

اس جمعہ کو بھی وہی دیہاتی یا شاید کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گھر مکان گر گئے اور مال مویشی غرق ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دعا فرمائیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگی:

"اللھم حوالینا ولا علینا"

"اے اللہ! بارش ہمارے آس پاس برسا، ہم پر نہ برسا۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادلوں کی طرف جس جانب بھی اشارہ کیا وہ مڑتے چلے گئے۔ مدینہ تالاب بن گیا تھا اور وادی میں مہینہ بھر پانی بہتا رہا۔ کسی بھی جانب سے کوئی آتا تو موسلا دھار بارش کی خبر دیتا۔

﴿الصحیح البخاری، ج 2، عربی صفحہ 15 - 34﴾ ﴿الصحیح البخاری، ج 8، عربی صفحہ 30﴾ ﴿الصحیح المسلم، ج 6، عربی صفحہ 191-195﴾ ﴿السنن النسائی، ج 3، عربی صفحہ 155-161﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 5، عربی صفحہ 88﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6، عربی صفحہ 88-92-280﴾ ﴿السنن البیہقی، ج 3، عربی صفحہ 221-344-353﴾

24: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک جاتے ہوئے حجر کے علاقے سے گزرے تو وہاں قیام کیا اور لوگوں نے ایک کنویں سے پانی پی لیا۔ جب استراحت کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کنویں کے پانی سے نہ پیاس بجھانا اور نہ وضو کرنا۔ اگر تم نے اس پانی سے آٹا گوندھا ہے تو اس کی روٹی مت کھانا، بلکہ یہ آٹا اونٹوں کو کھلا دینا اور رات کو تم میں سے کوئی شخص اکیلا اپنے خیمے سے نہ نکلے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لوگوں نے عمل کیا مگر بنو ساعدہ کے دو آدمیوں نے خلاف ورزی کی۔ وہ تنہا اپنے خیموں سے نکل کھڑے ہوئے۔ ایک تو قضائے حاجت کے لیے گیا اور دوسرا گم شدہ اونٹ کو تلاش کرنے کے لیے چل پڑا۔ جو قضائے حاجت کے لیے گیا تھا راستے میں کسی نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور جو اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا اسے تیز ہوا نے اٹھا کر قبیلہ طے کے دو پہاڑوں پر جا پھینکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کیا میں نے تم لوگوں کو اکیلے باہر نکلنے سے منع نہیں کیا تھا۔؟"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے دعا فرمائی جس کا گلا گھونٹا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے شفا دی۔ دوسرا آدمی لاپتہ رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو بنو طے نے وہ شخص لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب علاقہ حجر میں صبح ہوئی تو لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے اپنی مشکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائے گا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دعا فرمائیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تم چاہتے ہو کہ میں دعا مانگوں۔؟"

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا:

"جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا فرمائی آسمان بالکل صاف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً بادل بھیج دیئے جو لوگوں پر چھا گئے، پھر بارش برسنے لگی۔ لوگوں نے اپنی پیاس بھی بجھائی اور حسب ضرورت پانی بھی جمع کر لیا۔

ابن اسحاق عاصم بن عمر بن قتادہ سے، وہ محمود بن لبید سے اور وہ بنو عبدالاشہل کے کچھ لوگوں سے روایت بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے ان لوگوں کو جانتے تھے جن کے دلوں میں نفاق تھا۔ محمود کہتے ہیں کہ مجھے اپنے بزرگوں نے بتایا کہ ایک منافق اپنے نفاق میں بڑا پکا تھا، مگر وہ ہر سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہونے کی کوشش کرتا۔ جب حجر میں یہ بارش کا واقعہ پیش آیا تو لوگ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تجھ پر افسوس ہے! کیا اب اس معجزہ کو دیکھنے کے بعد بھی تجھے کوئی شک باقی ہے۔؟"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

اس نے جواب دیا:

"یہ گزرتا ہوا بادل تھا اور یوں اکثر ہوتا رہتا ہے۔"

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 522﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 3، عربی صفحہ 1006﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 5، عربی صفحہ 11﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 396﴾ ﴿الصحیح البخاری، ج 2، عربی صفحہ 147﴾ ﴿الصحیح المسلم، ج 2، عربی صفحہ 42﴾

25: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوک کے سفر کے دوران وادی مشقق سے گزرے۔ وادی میں ایک جگہ پہاڑی سے پانی قطرات کی صورت میں ٹپکتا رہتا تھا۔ یہ پانی مقدار میں اتنا کم ہوتا تھا کہ اس سے بیک وقت دو یا تین آدمی پیاس بجھا سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو بھی اس وادی میں پہلے پہنچے وہ اس جگہ سے ہمارے آنے تک ہرگز پانی نہ پیئے۔"

چند منافقین اس پانی تک جا پہنچے اور انہوں نے پانی پی لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو دیکھ کر کہ پانی بالکل نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"کون یہاں ہم سے پہلے پہنچا تھا۔؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ فلاں فلاں پہلے پہنچے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی اور فرمایا:

"کیا ہم نے منع نہیں کیا تھا کہ یہاں سے ہمارے آنے تک پانی نہ پینا۔؟"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اترے اور پانی کے چند قطرات کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا۔ چند قطرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ٹپکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہاتھ میں لے کر پانی کے منبع پر چھڑکا اور پھر اس پر دست مبارک سے مسح کیا اور کچھ دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ پانی کا منبع جہاں سے قطرہ قطرہ پانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نپتا رہتا تھا ایک آواز کے ساتھ پھٹا جس سے بجلی جیسی آواز سنائی دی۔ پانی چشمے کی مانند پھوٹ پڑا۔ لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اپنی ضرورت کے مطابق برتنوں میں بھی بھر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم زندہ رہے یا تم میں سے جو بھی کچھ عرصہ دنیا میں موجود رہا تو وہ یقیناً دیکھے گا کہ یہ وادی سرسبز اور شاداب ہو جائے گی اور اپنے گرد و پیش کی تمام وادیوں سے زیادہ زرخیز اور آباد ہو گی۔

چنانچہ وہ وادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آج بھی بہت زیادہ ہری بھری ہے۔

﴿المغازی للواقدی، جلد 3، عربی صفحہ 1012-1039﴾ ﴿سیرت ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 527﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 3، عربی صفحہ 873﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 5، عربی صفحہ 12-18﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6، عربی صفحہ 100﴾ ﴿ا... مسلم، ج 5، عربی صفحہ 41﴾

26: واقدی نے یونس بن محمد بن یعقوب بن عمر بن قتادہ سے وہ محمود بن لبید سے روایت کرتے ہیں کہ بنو سعد بن ہذیم کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تبوک کے مقام پر حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو اپنے ایک کنوئیں کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔ اس کنوئیں میں پانی بہت کم ہے اور یہ شدید گرمیوں کا موسم ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم پانی کی تلاش میں ادھر ادھر منتشر ہو گئے تو ہم کسی مشکل میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہمارے گرد و نواح میں ابھی تک اسلام زیادہ نہیں پھیلا۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ ہمارے کنوئیں میں پانی کی کثرت ہو جائے۔ اگر ہمیں سیرابی مل جائے تو آس پاس کا کوئی قبیلہ ہمارے مقابلے پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہوں۔ مخالفین دین کا ہمارے مقابلے پر کوئی زور نہ چل سکے گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مجھے کچھ کنکریاں لا کر دو۔"

انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کنکریاں لا کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو ہاتھ میں لے کر ملا اور فرمایا:

"یہ کنکریاں لے جاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کنکری کنوئیں میں ڈالتے جانا۔"

وہ لوگ کنکریاں لے کر چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کنوئیں میں ڈال دیں۔ کنکریاں ڈالنے سے کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا۔ ان لوگوں نے اپنے آس پاس کے مشرکین کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس پہنچے تو بنو سعد کے مسلمانوں کی کاوش سے پورا علاقہ اسلام سے روشناس ہو گیا اور اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 1، القسم الثانی، عربی صفحہ 33﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 1034﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 5، عربی صفحہ 84﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 101﴾

27: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چاند پھٹ کر ٹکڑے ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ارشاد فرمایا:

"گواہ رہو کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔"

حضرت انس بن حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اہل مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے رہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کوئی نشانی دکھائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے انہیں یہ نشانی دکھائی کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔"

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کے عہد میں رہنے کے دوران چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 74-77﴾ ﴿مسند امام احمد، جلد 5، عربی صفحہ 204﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 3، عربی صفحہ 118﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 412﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 4، عربی صفحہ 261﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 4، صفحہ 251﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 5، صفحہ 62﴾ ﴿صحیح المسلم، ج 17، صفحہ 145﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 1، اردو صفحہ 636 تا 639﴾

ایک دن قریش مثلاً ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، اسود، نضر بن حارث وغیرہ اکٹھے ہو کر شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور (یہ منصوبہ بنا کر آئے کہ لوگ محمد کو رسول کہتے ہیں اور ہم جادوگر۔ یہ بات مسلم ہے کہ آسمان پر جادو نہیں چلتا لہٰذا کوئی ایسی نشانی طلب کریں جس سے پتہ چل سکے کہ یہ جادوگر ہے رسول نہیں) انہوں نے سوچ کر یہ مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں تو ہم مان جائیں گے کہ آپ جادوگر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

جب انہوں نے یہ مطالبہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"اگر چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو تم ایمان لے آؤ گے۔؟"

وہ بولے:

"بے شک ہم ایمان لے آئیں گے۔"

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور بعد ازاں جب چاند کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

یہ دیکھ کر ایک یہودی ایمان لے آیا مگر جن کے دلوں میں زنگ تھا وہ بولے:

"یہ ابن ابی کبشہ (جاہل لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لقب سے بلایا کرتے تھے) نے جادو کیا ہے۔"

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اشھدوا اشھدوا"

"گواہی دو، گواہی دو (کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے)"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر ان کافروں نے نہ مانا بلکہ مطالبہ کیا کہ آپ چاند کے ان دونوں ٹکڑوں کو پھر سے ایک کردیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو چاند پھر سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے بعد پھر کفار مکہ نے باہم مشورہ کر کے کہا:

"جو لوگ باہر سفر میں گئے ہوئے ہیں وہ جب واپس آئیں گے تو ان سے پوچھا جائے۔"

چنانچہ جب آنے والوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ ہاں ہم نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

﴿جامع المعجزات فی سیر خیر البریات علیہ ازکی التحیات، صفحہ 185﴾ ﴿رحمۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، جلد 1، اردو صفحہ 636﴾ ﴿مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، اردو صفحہ 430﴾ ﴿کتاب الشفاء، الباب الرابع، جلد 1، اردو صفحہ 444﴾ ﴿سرور کونین کی نورانیت و بشریت، حصہ اول، صفحہ 286﴾ ﴿حجۃ اللہ التقی وطامعۃ بین الانسان والجان، عربی صفحہ 45﴾ ﴿مشکوۃ شریف، باب المعجزات﴾ ﴿مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد 11، عربی صفحہ 124﴾ ﴿الخصائص الکبری، جلد 1، اردو صفحہ 296﴾ ﴿الخصائص الکبری، جلد 1، اردو صفحہ 298﴾ ﴿تفسیر امام احمد، جلد 5، عربی صفحہ 204﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 3، عربی صفحہ 118﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 74-77﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 412﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 4، عربی صفحہ 261﴾ ﴿رحمۃ للعالمین، جلد 3 صفحہ 158﴾ ﴿تذکرۃ الانبیاء، صفحہ 920﴾ ﴿روح البیان، جلد 9، صفحہ 264﴾ ﴿نظم المتناثر، عربی صفحہ 135﴾ ﴿البدایہ، جلد 6، عربی صفحہ 77﴾ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین، عربی صفحہ 396﴾ ﴿الجامع الصحیح البخاری، ج 4، صفحہ 251﴾ ﴿الجامع الصحیح البخاری، ج 5، صفحہ 62﴾ ﴿الجامع الصحیح المسلم، ج 17، صفحہ 145﴾ ﴿شاہکار ربوبیت، صفحہ 327﴾ ﴿حیات وواقعات نبوی، صفحہ 91﴾ ﴿البرہان، صفحہ 415﴾ ﴿ذکر جمیل، صفحہ 264، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور﴾

28: ام معبد رضی اللہ تعالی عنہا کافی معروف و مشہور نام ہے۔ تاریخ میں ان کا بہت تذکرہ ہے۔ اس خاتون کا اصلی نام عاتکہ بنت خالد رضی اللہ تعالی عنہا تھا۔ بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ کے ہمراہ سفر ہجرت کے دوران ام معبد کے گھر کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گوشت اور کھجور خریدنی چاہی مگر اس کے پاس یہ سامان تجارت کے لیے نہ تھا۔ اس کا قبیلہ قحط سالی اور بھوک کا شکار ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خیمے کے ایک کونے میں ایک بکری بندھی دیکھی تو پوچھا:

"ام معبد! یہ بکری یہاں کیوں باندھ رکھی ہے۔؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کمزور اور بیمار ہے ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکتی اسی لیے اس کو یہاں باندھ رکھا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"کیا یہ دودھ دیتی ہے۔؟"

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا:

"یہ بے چاری کیا دودھ دے گی یہ تو اپنی جان سے بھی عاری ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں۔؟"

ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! اگر آپ کو دودھ نظر آتا ہے تو دوہ لیجیے۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمزور بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھی تو خدا کی قدرت سے اس کے خشک تھنوں میں دودھ اتر آیا اور وہ دودھ سے خوب پھول گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا برتن طلب فرمایا۔ یہ برتن اتنا بڑا تھا کہ اگر بھر جاتا تو تمام حاضرین کے لیے کافی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو لے کر اس میں دودھ دوہنا شروع فرمایا تو برتن پوری طرح بھر گیا اور اس کے اوپر سفید جھاگ آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ سب سے پہلے ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پلایا۔ جب ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جی بھر کر پی لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پلایا۔ جب انہوں نے بھی سیر ہو کر پی لیا تو سب سے آخر میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نوش فرمایا۔

برتن خالی ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بکری دوہی تو پھر برتن بھر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ سے بھرا ہوا برتن ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کیا، اس سے اسلام کی بیعت لی اور پھر وہاں سے منزل کی جانب سفر فرمایا۔

ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اب مسلمان ہو چکی تھیں۔ کچھ دیر بعد ابو معبد جنگل سے بکریوں کو ہانکتا ہوا واپس لوٹا۔ بکریاں قحط کی وجہ سے خالی پیٹ اور لاغر تھیں۔ ابو معبد نے دودھ دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا:

"ام معبد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر میں تو یہی خشک تھنوں والی بکری تھی؟ اور اس کے علاوہ کوئی دودھ دینے والا جانور بھی نہیں۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

"خدا کی قسم! یہ معاملہ بڑا عجیب ہے۔ ایک بابرکت رسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا یہاں سے گزر ہوا جس کا حلیہ یوں یوں اور اوصاف یوں تھے۔"

ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اور اوصاف بیان کیے۔ ابو معبد نے سن کر کہا:

"خدا کی قسم! یہ تو صاحب قریش ہیں، جن کے بارے میں ہم نے سن رکھا تھا کہ وہ مکہ میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ ان کی صحبت اختیار کروں گا۔ مجھے موقع ملا تو ضرور ان کی خدمت میں حاضری دوں گا۔"

﴿حاشیہ علی سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی صفحہ 487، حاشیہ نمبر 3﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی صفحہ 487﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الرابع عربی صفحہ 1876﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 3 عربی صفحہ 190﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6 عربی صفحہ 29-102﴾ ﴿الاصابہ، جلد 4، عربی صفحہ 474﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 1، عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ 377

29: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عکاشہ بن محصن بن حرثان الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کے معرکے میں بڑی بہادری سے لڑے۔ لڑتے لڑتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تلوار طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کی ایک چھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھڑی حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی اور فرمایا:

"اے عکاشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جا اس کے ساتھ دشمن سے لڑ۔"

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کھجور کی لکڑی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے پکڑی اور اسے جھٹکا دیا تو وہ ایک لمبی تلوار بن گئی۔ جس کی پھل تیز، چمک دار اور مضبوط تھی۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم بدر کی لڑائی میں یہ تلوار استعمال کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہم کنار فرما دیا۔

اس تلوار کا نام "العون" تھا۔ یہ تلوار حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مدت تک رہی اور آپ اس کے جوہر میدان جنگ میں دکھاتے رہے۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ہر جنگ میں حصہ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال فرمانے کے بعد بھی مرتدین کے خلاف جہاد کیا۔ اسی تلوار کے ساتھ طلیحہ بن خویلد کے مقابلے میں لڑتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی، صفحہ 637﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الثالث، عربی صفحہ 1080﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 3، عربی صفحہ 290﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 4، عربی صفحہ 3﴾ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 1، اردو صفحہ 692﴾

30: واقدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسامہ بن زید سے انھوں نے داؤد بن الحصین کی زبانی عبد الاشہل کے کئی لوگوں کی یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوہ بدر میں حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی اور ان کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی اسلحہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا۔ چنانچہ تلوار کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے وہ بالکل نہتے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تازہ اور باریک سی چھڑی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"اے سلمہ بن اسلم! اس سے دشمن کا مقابلہ کرو۔"

چنانچہ حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھڑی ہاتھ میں لی تو وہ نئی تلوار کی صورت اختیار کر گئی۔ یہ تلوار تاحیات حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسر ابوعبید کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اس وقت بھی تلوار ان کے استعمال میں تھی۔

﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 93﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 3، عربی صفحہ 291﴾

31: حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار میدان جنگ میں ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک چھڑی عطا فرمائی۔ انہوں نے جب اسے پکڑا تو وہ بہترین تلوار بن گئی۔ اس تلوار کا دستہ کھجور کا تھا اور اس تلوار کو "عرجون" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ "عرجون" کا معنی ہے: "کھجور کے گچھے کی جڑ۔"

﴿الاستیعاب بہامش الاصابہ جلد الثالث عربی صفحہ 87﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 4، عربی صفحہ 42﴾ ﴿الاصابہ جلد 2، عربی صفحہ 278﴾ ﴿رحمۃ للعالمین، جلد 1، اردو صفحہ 692﴾

32: واقدی نے ابن قیم کے حوالے سے جنگ احد کا حال لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں براہ راست حصہ لیا اور نیزے سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ اس کے علاوہ آپ کی کمان کی لکڑی اور تانت بھی ٹوٹ گئی۔

تانت کی رسی ہاتھ بھر رہ گئی اسے اور کمان کی لکڑی کو حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ لیا۔ وہ لکڑی کی کمان بنا کر اس میں وہ تانت ڈالنے لگے مگر وہ بہت چھوٹی تھی اور کناروں تک نہ پہنچ سکی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اسے کھینچو اور پہنچ جائے گی۔"

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم! جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے اس رسی کو کھینچا تو وہ کھینچی چلی گئی اور لکڑی کو موڑا تو وہ ملائم ہو گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمان لی اور اس سے تیر اندازی کرتے رہے۔ تیر اندازی میں ابن ابوطلحہ نے بڑا کمال دکھایا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے آپ کو ڈھال بنا کر کھڑا کر دیا اور ساتھ ساتھ تیر بھی چلاتے جاتے تھے۔ آخر میں ان کی بھی کمان ٹوٹ گئی اور وہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھالی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ احد میں اپنا ترکش حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور بلند آواز سے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری جان آپ کی حفاظت کے لیے ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر پکڑاتے جاتے اور فرماتے جاتے:

"ابوطلحہ! چلاؤ۔"

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی اچھی تیر اندازی کی اور خوب نشانے پر تیر مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے سے کبھی کبھار اٹھ کر دیکھتے کہ تیر نشانے پر لگ رہا ہے تو بہت خوشی کا اظہار فرماتے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ عرض کیے جا رہے تھے:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا گلا آپ کے گلے کے لیے ڈھال ہے اور میری جان آپ کے لیے قربان ہے۔ اللہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جانے کی سعادت عطا فرمائے۔"

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی آواز بلند اور پر جوش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوطلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی للکار اور نعرۂ جہاد چالیس آدمیوں سے زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارگر ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترکش میں پچاس تیر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچاس کے پچاس تیر چلا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لکڑی پکڑ کر انہیں دی اور فرمایا!

"یہ بھی دشمن پر پھینک دو۔"

انہوں نے وہ بھی دشمن پر پھینک دی تو وہ لکڑی تیر بن کر دشمن کو جا لگی۔

﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 242﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 27﴾

33: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے کئی واقعات ایسے رونما ہوئے جو سراسر عبرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے والے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک جگہ چٹان کا سخت پتھر آ گیا جو ٹوٹ نہ رہا تھا۔ صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی برتن میں پانی ڈال کر لاؤ۔"

جب پانی لایا گیا تو آپ نے اس پانی میں پھونک ماری۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اللہ سے دعا مانگتے رہے۔ دعا سے فارغ ہو کر آپ نے وہ پانی اس سخت پتھر پر ڈالا۔ حاضرین میں سے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے:

"اس ذات کی قسم! جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ (پانی پڑنے کے بعد) وہ پتھر دیکھتے ہی دیکھتے ریت کی طرح نرم ہو گیا۔ کدال اور پھاوڑا اس سے ٹکرانا چھلتے اور نہ ہی لوٹتے۔"

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 217﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 452﴾ ﴿الصحیح البخاری، ج 5، عربی صفحہ 138﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ 97

34: حافظ ابوبکر البیہقی نے روایوں کے طرق سے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت کی ہے۔ یہ وہ آدمی تھا جسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرف ملاقات نصیب ہوا تھا۔ ربذہ میں وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک روز بیٹھا تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چھڑ گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ سے ربذہ بھیج دیا تھا اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایات بھی تھیں، اس لیے حاضرین نے سوچا کہ وہ اس کا اظہار کریں، مگر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کلمۂ خیر کے سوا کچھ نہ کہیے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ایسا منظر دیکھا تھا جسے میں مرتے دم تک نہیں بھول سکتا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت دور میں اس جستجو میں رہا کرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں ملاقات کیا کروں اور سوالات پوچھا کروں۔ میں نے ایک روز گرمیوں کے موسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دوپہر کے وقت پوچھا تو خدام نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں مقام پر تشریف لے گئے ہیں۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیٹھے تھے۔ مجھے خیال آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے، مگر میں نے پھر بھی سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور مجھ سے پوچھا:

"تمہیں کون سی چیز کھینچ لائی ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہی مجھے لے آئی ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیٹھنے کا حکم فرمایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ میں خاموشی سے بیٹھا رہا، نہ میں نے کوئی سوال پوچھا، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کچھ فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیز تیز چلتے ہوئے وہاں آ پہنچے اور سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے کے بعد ان سے بھی وہی سوال پوچھا جو مجھ سے پوچھا تھا کہ کس غرض سے آئے ہو؟
انہوں نے بھی میری طرح یہی جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کھینچ لائی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منڈیر پر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ وہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں چنانچہ وہ میری طرف دائیں جانب بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اور ان سے بھی یہی سوال وجواب ہوئے جو مجھ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئے تھے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کلمہ کہا جس کی مجھے سمجھ نہ آئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تھوڑی ہی رہ جائیں گی یا تھوڑی ہی رہ گئی ہیں۔"
یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں کچھ کنکریاں اٹھائیں۔ وہ سات تھیں یا نو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بند کر لی اور کنکریوں نے تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔ ہم سب نے ان سے اس طرح کی آواز سنی جس طرح شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز آتی ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب بیٹھا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھوڑ کر وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑا دیں۔ کنکریوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مٹھی میں بھی ویسی ہی تسبیح پڑھی جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں پڑھی تھی۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کنکریاں زمین پر پھینک دیں۔ وہ بالکل خاموش ہو گئیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کنکریاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیں تو ان کی مٹھی میں بھی کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور ہم نے سنی۔ پھر ان سے کنکریاں لے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردوبارہ زمین پہ پھینک دیں۔ وہ پھر خاموش ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیں تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں بھی پہلے حضرات کی طرح تسبیح پڑھی۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کنکریاں لے کر زمین پر پھینک دیں اور پھر وہ خاموش ہو گئیں۔"

﴿البدایہ والنہایہ جلد 6، عربی صفحہ 132 - 204﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 3، عربی صفحہ 42﴾

35: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے آقا کے ساتھ آزادی کے لیے شرائط طے کر کے معاہدہ کر لو۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پس میں نے اپنے آقا سے بات کی اور طے پایا کہ میں اس کے باغ میں کھجور کے تین سو درخت لگاؤں اور چالیس اوقیہ سونا دوں تو اس کے بدلے وہ مجھے آزاد کر دے گا۔

آزادی کا معاہدہ لکھے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

"اپنے بھائی (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کرو۔"

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے میری بھرپور مدد فرمائی۔ کسی نے کھجور کے تیس پودے دیے تو کسی نے بیس۔ کسی نے پندرہ تو کسی نے دس۔ غرض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی قدرو استطاعت کے مطابق میری مدد کی یہاں تک کہ میرے پاس تین سو پودے جمع ہو گئے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم ارشاد فرمایا:

"سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باغ میں جا کر گڑھے کھودو۔ پودے میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) خود زمین میں اپنے دست مبارک سے لگاؤں گا۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے گڑھے کھود دیے، جب سارے گڑھے تیار ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ہم پودے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھماتے جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گڑھوں میں لگاتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام پودے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے گڑھوں میں لگائے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان ہے۔ ان پودوں میں سے کوئی ایک بھی سوکھا، نہ مرجھایا، بلکہ سارے کے سارے پودے پھلے پھولے اور خوب پھل دیا۔ اب کھجوریں لگانے کی شرط پوری ہو گئی تھی مگر چالیس اوقیہ سونا باقی تھا۔ وہ کہاں سے آئے گا؟ میں اسی خیال میں ڈوبا ہوا تھا کہ ایک صحابی آئے اور مرغی کے انڈے کے برابر سونے کی ایک ڈلی لائے۔ جب وہ سونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں دریافت فرمایا۔ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ سونا لے جاؤ اور اپنے آقا کو ادائیگی کر کے آزادی حاصل کر لو۔"

چنانچہ سونے کی چھوٹی سی ڈلی کو دیکھ کر میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے پورا ہو گا (یہ تو بہت تھوڑا ہے)؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کی ڈلی پر اپنی زبان مبارک پھیری اور فرمایا:

"اسے لے جاؤ اور تول دینا یہ پورا ہو جائے گا۔"

پس میں وہ ڈالی لے کر اپنے آقا کے پاس گیا اور اسے سونا تول کر دیا تو یہ سونے کی چھوٹی سی ڈلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق پورے چالیس اوقیہ ہو گئی۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 4، القسم الاول عربی صفحہ 56﴾ ﴿سیرت ابن ہشام القسم الاول، عربی صفحہ 220﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 1، عربی صفحہ 123﴾ ﴿السنن الکبریٰ، 10، عربی صفحہ 321﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 2، عربی صفحہ 330﴾

36: حضرت امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ایک اندھیری رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی رضی اللہ تعالیٰ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھ کر گئے۔ سخت رات اندھیرا تھا مگر ان کے آگے آگے دو مشعلیں روشنی پھیلا رہی تھیں۔ جب دونوں الگ ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک مشعل رہ گئی جس کی روشنی میں وہ اپنے اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

الاصابہ کے مصنف نے ان دو صحابی کے نام بیان کیے ہیں کہ ایک حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت عبادہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔"

ان دونوں صحابی بیان کرتے ہیں کہ اندھیری رات کے وقت ہم میں سے ہر ایک کا عصا روشن ہو گیا تھا اور جب ہم ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو دوسرے صحابی کا عصا بھی روشنی پھیلانے لگا۔"

ابو سلمہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تاریک رات میں عشاء کی نماز کے لیے نکلے آسمان پر تاریک بادل چھائے ہوئے تھے اور سخت اندھیرا تھا۔ اچانک بجلی چمکی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجلی کی روشنی میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قتادہ!"

انہوں نے جواب دیا:

"جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے سوچا کہ اس تاریک رات میں بہت لوگ عشاء میں حاضر ہوئے ہوں گے تو میں نے چاہا کہ ضرور مسجد میں پہنچ جاؤں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نماز کے بعد جانے لگو تو مجھ سے مل کر جانا۔"

چنانچہ نماز سے فارغ ہو کر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک باریک سی چھڑی عطا فرمائی اور فرمایا:

"لو اسے پکڑ لو۔ یہ اندھیرے میں دس قدم تمہارے آگے اور دس قدم تمہارے پیچھے روشنی کرے گی۔"

﴿طبقات ابن سعد، جلد 3، القسم الثانی، عربی صفحہ 137﴾ ﴿الاستیعاب ،القسم الاول، عربی صفحہ 1276﴾ ﴿تاریخ البخاری، جز 1، عربی صفحہ 119﴾ ﴿تاریخ البخاری، جز 4، عربی صفحہ 251﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 3، عربی صفحہ 100﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 4، عربی صفحہ 16﴾ ﴿الاصابہ، جلد 2، عربی صفحہ 255﴾ ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 217﴾ ﴿رحمۃ للعالمین جلد 1، اردو صفحہ 52﴾

37: واقدی نے عبداللہ بن ابی عبیدہ سے، انہوں نے سعد بن راشد سے، انہوں نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابو حمزہ مولیٰ عقیل کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپسی پر ایک پہاڑی راستے سے گزر رہے تھے تو منافقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھاٹی سے نیچے گرانے کی سازش کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی پر پہنچے تو سازشی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنا چاہتے تھے مگر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارادوں کی خبر دے دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گھاٹی کو عبور کرنے کی بجائے بطن وادی سے گزر جائیں کیونکہ وہ زیادہ آسان اور کشادہ راستہ ہے۔ لوگ تو اس راستے کی طرف مڑ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار گھاٹی کو عبور کرنے کے ارادے سے چل پڑے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر کو حکم دیا کہ وہ اونٹنی کی نکیل پکڑ کر آگے چلیں اور حذیفہ بن یمان سے فرمایا کہ وہ اونٹنی کو پیچھے سے ہانکتے چلیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے درمیان پہنچے تو دیکھا کہ ان کے پیچھے لوگ چلے آ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور حذیفہ کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو واپس لوٹا دیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے سے خوب واقف ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان پیچھے پلٹے اور ان لوگوں کی سواریوں کے منہ پر لاٹھی مارنا شروع کر دی اور انھیں پیچھے دھکیل دیا۔ ان لوگوں کو خیال گزرا کہ ان کی سازش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عیاں ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ گھاٹی سے تیزی کے ساتھ نیچے اترے تا کہ جلد از جلد عامۃ الناس میں گھل مل جائیں اور کوئی انھیں پہچان نہ سکے۔

حضرت حذیفہ سازشیوں کو بھگانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حسب سابق اونٹنی کو ہانکنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی سے باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور لوگ بھی خیمہ زن ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان سے پوچھا:

"اے حذیفہ! جن لوگوں کو تو نے گھاٹی سے پیچھے لوٹایا تھا ان میں سے کسی کو پہچانتا ہے؟"

انھوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے فلاں فلاں شخص کی سواری پہچان لی تھی مگر لوگوں نے منہ پر کپڑے باندھ رکھے تھے اور رات کی تاریکی میں میں انھیں اچھی طرح نہ دیکھ سکا۔"

اس سفر کے دوران تیز رفتاری کی وجہ سے بعض لوگوں کی سواریوں سے کچھ سامان گر پڑا۔ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معجزے کے طور پر) میری پانچوں انگلیاں روشن فرما دیں جن کی روشنی سے میں نے اپنی چیزیں اکٹھی کیں حتیٰ کہ کوڑے، رسی اور ان جیسی دیگر چیزوں کو بھی ہم نے دیکھا اور اٹھا لیا۔ ہمارے سامان میں سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جو گری ہو اور ہم نے اسے نہ پا لیا ہو۔

﴿المغازی للواقدی جلد 3 عربی صفحہ 1043﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 5 عربی صفحہ 19﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6 عربی صفحہ 152-278﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر جلد 2 عربی صفحہ 372﴾ ﴿الاصابہ جلد 1 ، عربی صفحہ 38﴾ ﴿مطالب علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العالمین، جلد 1، اردو صفحہ 52﴾ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، اردو صفحہ 120﴾

38: ابن اسحاق نے ثقہ راویوں سے بطریق ابن شہاب الزہری روایت کیا ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اونٹنی پر سوار خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ خانہ کعبہ کی دیواروں کے ساتھ سیسے سے بت چپکائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کھجور کی چھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چھڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرکے اور قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے:

"جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا٥"

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بت کے چہرے کی جانب اشارہ فرماتے تھے وہ گدی کے بل گر جاتا تھا اور جس کی گدی کی جانب اشارہ فرماتے تھے وہ منہ کے بل زمین پر آ گرتا تھا۔ یوں سارے کے سارے بت گر پڑے اور ایک بھی باقی نہ رہا۔

﴿سیرۃ النبی ابن ہشام القسم الثانی، عربی صفحہ 417﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 3، عربی صفحہ 59﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 832﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 302﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 272﴾

39: ابن اسحاق نے اسحاق بن یسار کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف قریش میں سب سے زیادہ طاقت ور تھا۔ وہ بڑا پہلوان اور کشتی کے داؤ پیچ جاننے والا تھا۔ ایک دن مکہ کی ایک ویران گھاٹی میں رکانہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آمنا سامنا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

"اے رکانہ! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور میں جس چیز کی دعوت دیتا ہوں اسے قبول نہیں کرتا؟"

رکانہ نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر مجھے یقین ہوتا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ سچ ہے تو ضرور آپ کی اتباع کرتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میں کشتی میں تمہیں پچھاڑ دوں تو تمہارا کیا خیال ہے؟ پھر میری بات سچ مان لو گے یا نہیں۔؟"

اس نے کہا:

"بالکل مان لوں گا! آؤ! اچھا آزمائی کر لیں۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ٹھیک ہے آ جاؤ۔"

رکانہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی لڑنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زور سے پکڑا اور قابو کر لیا، پھر اسے پٹخ دیا۔ اس نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے مگر سب بے سود گئے۔ ایک بار شکست کھانے کے بعد اس نے کہا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! پھر ایک بار مقابلہ کریں۔؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اچھا پھر کوشش کر لو۔"

آپ نے دوبارہ اسے پچھاڑ دیا۔ رستم مکہ دو مرتبہ مات کھانے کے بعد حیران ہو کر کہنے لگا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے پچھاڑ دیا۔؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم چاہو تو اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب بات تمہارے سامنے پیش کروں مگر شرط یہ ہے کہ تم اللہ سے ڈرو، ایمان لے آؤ اور میری پیروی کرو۔"

رکانہ نے کہا:

"اس سے زیادہ عجیب چیز کون سی ہو سکتی ہے؟ جو آپ مجھے دکھانا چاہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ درخت جو تم دیکھ رہے ہو جب میں اسے بلاؤں گا تو وہ میری طرف آئے گا۔"

رکانہ نے کہا:

"اچھا بلاؤ۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو بلایا اور وہ آپ کی طرف چل پڑا، یہاں تک کہ قریب آیا اور رک گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا:

"واپس چلا جا۔"

تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رکانہ نے یہ معجزات دیکھے اور واپس اپنی قوم کے پاس گیا تو یوں کہنے لگا:

"اے بنی عبد مناف اتم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے ساری دنیا کے جادوگروں سے مقابلہ کر سکتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس سے بڑا جادوگر کبھی نہیں دیکھا۔"

پھر انہوں نے اپنی آپ بیتی اور مشاہدہ سنایا۔

﴿سیرۃ النبی ابن ہشام القسم الاول، عربی صفحہ 390﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 3 عربی صفحہ 103﴾ ﴿الاصابہ جلد 1، عربی صفحہ 521-502﴾ ﴿الاصابہ جلد 3 عربی صفحہ 486-618﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 2 عربی صفحہ 188﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 1، اردو صفحہ 710﴾

40: ابوبکر بن عیاش کی روایت ہے کہ عاصم ابن النجود نے زربن حبیش سے اور انہوں نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور یہ بکریاں کا ریوڑ عقبہ بن ابی معیط کا تھا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"اے لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے۔؟"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے عرض کیا:

"ہاں! دودھ تو ہے مگر وہ کسی کی امانت ہے اور میں دینے کا مجاز نہیں ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اچھا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جو کبھی حاملہ نہ ہوئی ہو اور نہ ہی دودھ والی ہو؟"

میں نے عرض کیا کہ ہاں ایسی بکری تو ہے۔ پھر میں نے وہ بکری پیش خدمت اقدس کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ مبارک پھیرا اور تھوڑی دیر تک اسے پسماتے رہے۔ اس بکری کے تھنوں میں دودھ آ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں دودھ دوہا نوش فرمایا اپنے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پلایا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھنوں سے فرمایا:

"خشک ہو جاؤ!"

چنانچہ اس بکری کے تھن خشک ہو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں بے حد حیران ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جو کلام (قرآن مجید) آپ پڑھتے ہیں اس میں سے مجھے بھی سکھا دیجئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

"یرحمك فانك عليم معلم"

"اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو پڑھا پڑھایا ہے۔"

﴿طبقات ابن سعد، جلد 3، القسم الاول، عربی صفحہ 106﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الثالث، عربی صفحہ 987﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الرابع، عربی صفحہ 1301﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 3 عربی صفحہ 32-195﴾ ﴿المسند، جلد 5، عربی صفحہ 310﴾ ﴿المسند، جلد 6، عربی صفحہ 190﴾ ﴿الاصابہ، جلد 2، عربی صفحہ 361﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 256﴾ ﴿حیاۃ الحیوان الکبری، جلد 1، باب الغنم، عنوان الجدی ج عربی صفحہ 186، طبع دار الفکر بیروت لبنان﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دعا کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہ اعظم بن گئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ وہ صحابہ میں سب سے زیادہ مسائل کو جاننے والے فقیہ ہیں۔

41: ابن اسحاق نے بیان کرتے ہیں کہ قریش کے سب قبائل نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کے خلاف دستاویز لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دی جس کے بعد بنو ہاشم سے قریش نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کا معاشرتی بائیکاٹ کر دیا۔ اس زمانے میں یہ لوگ ایک گھاٹی میں چلے گئے جسے شعب ابی طالب (ابو طالب کی گھاٹی) کہا جاتا ہے۔

اس ناروا اور ظالمانہ معاہدے کے خلاف قریش ہی کے کچھ لوگوں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ شعب ابی طالب میں محصورین کے دور ابتلا میں ہشام بن عمرو (ان کی مدد کیا کرتا تھا) یہ نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کا بھتیجا تھا، کیونکہ اس کا والد عمرو بن ربیعہ اور نضلہ بن ہاشم ایک ہی ماں کے بیٹے تھے۔ یوں ہشام بن عمرو کی بنی ہاشم سے رشتہ داری تھی۔ یہ شخص اپنی قوم میں صاحب عزت تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے بڑی خوبیوں کے ساتھ مشرف فرمایا تھا۔ یہ رات کو قریش کے سرداروں سے چھپ کر کھانے پینے کا سامان اپنے اونٹ پر لادتا اور گھاٹی کے قریب جا کر اونٹ کی نکیل اتار کر اسے گھاٹی کی جانب ہانک دیتا۔ کبھی غلہ اور کبھی دوسری ضرورت کی اشیا بنی ہاشم اور بنو المطلب (جو کہ شعب ابی طالب میں محصور تھے) تک پہنچاتا رہتا۔

ہشام بن عمرو ایک دن زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ کے پاس گیا۔ زہیر کی ماں عاتکہ بنت عبد المطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ چنانچہ ہشام نے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ سے کہا:

"اے زہیر! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ تم پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں، اچھا لباس پہنوں اور شادیاں رچاؤں۔ جب کہ تمہارے ننھیال پر قیامت بیت رہی ہے؟ تم اس سے بھی واقف ہو کہ انہیں ہر چیز سے محروم کر دیا گیا ہے۔ نہ تو وہ کچھ خرید سکتے ہیں نہ ہی بیچ سکتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں نہ ہی انہیں کوئی رشتہ دیتا ہے اور نہ ہی ان سے کوئی رشتہ لیتا ہے۔ میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) کے ننھیال کا ایسا ہی معاملہ ہوتا تو تم اسے معاہدے پر دستخط کرنے کی دعوت دیتے تو وہ ہرگز ہرگز تمہاری بات نہ مانتا۔"

یہ باتیں سن کر زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ نے کہا:

"اے ہشام بن عمرو! خدا تیرا بھلا کرے میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں تو اکیلا آدمی ہوں۔ خدا کی قسم! اگر میرا ساتھ دینے والا کوئی ہوتا تو میں اس معاہدے کی خلاف ورزی کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا۔"

ہشام بن عمرو نے کہا:

"ساتھ دینے والا تو موجود ہے۔"

زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ نے کہا:

"وہ کون ہے؟"

ہشام بن عمرو نے کہا:

"میں خود تمہارا ساتھ دوں گا!"

زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ نے کہا:

"ہمیں کسی تیسرے شخص کو بھی ساتھ ملانا چاہیے۔"

چنانچہ ہشام بن عمرو مطعم بن عدی کے پاس گیا اور اس سے کہا:

"اے مطعم! کیا تم اس بات سے خوش ہو کر عبد مناف کے دو خاندان ہلاک ہو جائیں اور تم ان کی ہلاکت کا تماشا دیکھتے رہ جاؤ؟ قریش کے اس ظلم پر خاموشی اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن یہی ظلم تم پر بھی ہوگا۔"

مطعم بن عدی نے کہا:

"تیرا بھلا ہو۔ میں اکیلا شخص اس نازک معاملے میں کیا کر سکتا ہوں۔؟"

ہشام بن عمرو نے کہا:

"تم تنہا نہیں ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

مطعم بن عدی نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم کو کوئی تیسرا ساتھی بھی ساتھ ملا لینا چاہیے۔"

ہشام بن عمرو نے کہا:

"تیسرا ساتھی بھی موجود ہے اور وہ زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ ہے۔"

یہ سن کر مطعم بہت خوش ہوا اور کہنے لگا:

"کام بہت مشکل ہے، اس لیے ہمیں کوئی چوتھا آدمی بھی تلاش کرنا چاہیے۔"

چنانچہ ہشام بن عمرو مطعم کو اپنا ساتھی بنانے کے بعد بختری بن ہشام کے پاس گیا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو زہیر بن امیہ بن مغیرہ اور مطعم بن عدی سے کہہ چکا تھا۔ پھر اس کو یہ بھی بتایا کہ میں یہ بات زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ اور مطعم بن عدی سے بھی کہہ چکا ہوں اور ان کو میری تجویز سے اتفاق ہے۔

بختری نے ہشام بن عمرو کی تجویز کو سراہا اور کہا:

"ہمیں ایک پانچویں شخص کی ضرورت ہے۔ اسے تلاش کرنا چاہیے۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

ہشام بن عمرو نے کہا:

"ٹھیک ہے۔"

چنانچہ وہ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے بنو ہاشم کی قرابت داری کا ذکر کرکے حمایت طلب کی۔ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد نے کہا:

"کوئی اور بھی ہمارا ساتھ دے گا؟"

ہشام نے کہا:

"ہاں! زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ، مطعم بن عدی اور بختری ہمارے ساتھ ہیں۔"

چنانچہ یہ سب لوگ حسب وعدہ رات کے وقت مکہ کے بالائی حصے میں حجون کے مقام پر اکٹھے ہوئے اور سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس ظالمانہ معاہدے کو توڑ دینا چاہیے۔

زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ نے کہا:

"پہل میں کروں گا۔"

اگلی صبح وہ قریش کی مجلس میں آئے۔ زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ نے اپنے اوپر بہترین حلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوڑھ رکھا تھا۔ انہوں نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا، پھر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا:

"اے مکہ والو! کیا ہم پیٹ بھر کر کھائیں، بہترین لباس پہنیں اور بنو ہاشم بھوکے مر جائیں؟ نہ ان کے ساتھ کوئی خرید و فروخت کرے اور نہ کوئی ان کی مدد کو آگے بڑھے۔ خدا کی قسم ایسا ظلم ہے۔ خدا کی قسم میں ظلم کے اس معاہدے کو پھاڑے بغیر چین نہ لوں گا۔"

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اس معاہدے کا کاتب منصور بن عکرمہ تھا جس کا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔

ابن اسحاق مزید لکھتے ہیں کہ اہل علم نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا:

"چچا جان! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ظلم کے معاہدے کو ختم کر دیا ہے اور اللہ کے ناموں کے سوا اس معاہدے کے تمام الفاظ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ ظلم، قطع رحمی اور بہتان کا خاتمہ ہو گیا۔"

ابو طالب نے پوچھا:

"کیا آپ کے رب نے آپ کو اس کی خبر دی ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں!"

ابو طالب نے کہا:

"اللہ کی قسم! تمہارے پاس کوئی نہیں آیا جو ایسی خبر لاتا اس لیے یقیناً تمہیں یہ خبر خدا ہی نے دی ہے۔"

اس کے بعد ابو طالب گھاٹی سے نکل کر قریش کے پاس آئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے قریش کے لوگو! میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارا صحیفہ دیمک نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاٹ لیا ہے ، لہٰذا مجھے بھی تو وہ دکھاؤ اگر وہ واقعی دیمک کی نذر ہو چکا ہے
جیسا کہ میرے بھتیجے نے بتایا ہے تو پھر تم اس قطع تعلق پر نظر ثانی کر کے اس ظلم
سے ہاتھ کھینچ لو اور اگر میرے بھتیجے نے جھوٹ کہا ہے تو میں اسے تمہارے
حوالے کر دوں گا۔"

قریش کے لوگوں نے کہا:

"یہ تو بہت اچھی بات ہے ہم اس پر متفق ہیں۔"

پھر انہوں نے خانہ کعبہ میں لٹکے ہوئے اس معاہدے کو دیکھا تو اسے بالکل اسی حالت میں پایا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اب بجائے اس کے کہ انہیں شرم آتی وہ الٹے اور بگڑ گئے اور شرارت پر آمادہ ہو گئے۔ اس موقع پر دو یا تین افراد اٹھ کھڑے ہوئے اور اعلان کر دیا کہ اس معاہدے کو وہ قبول نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی پابندی کریں گے۔ اس طرح وہ معاہدہ قریش ختم ہو گیا۔

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی صفحہ 374 - 377﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 3 عربی صفحہ 7﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6 عربی صفحہ 297﴾ ﴿حیاۃ الحیوان الکبریٰ عربی جلد 1 باب الالف عنوان الارضۃ عربی صفحہ 19 طبع دار الفکر بیروت لبنان﴾

42: محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کے بارے میں ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت پہنچی۔ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہند تھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (معراج والی) رات میرے گھر میں نیند فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء ادا فرمائی اور بستر پر لیٹ گئے۔ ہم (سب گھر والے) بھی سو گئے۔ نماز فجر سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جگایا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ام ہانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! میں نے عشاء کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی، پھر رات کو بیت المقدس گیا، وہاں نماز پڑھی، پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ یہاں ادا کی جیسا کہ تم نے دیکھا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنا فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جانے کے لیے اٹھے تو میں (ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا کنارا پکڑ لیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ مبارک ظاہر ہو گیا۔ وہ روئی کی طرح سفید تھا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا:

"اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کو یہ بات نہ بتایئے گا کیونکہ وہ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا دیں گے۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خدا کی قسم! میں یہ واقعہ لوگوں کو ضرور بتاؤں گا۔"

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو میں (ام ہانی) نے اپنی ایک حبشی کنیز کو حکم دیا کہ جا کر دیکھے اور سنے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں اور لوگ کیا جواب دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کے پاس گئے اور واقعہ بیان فرمایا تو لوگوں نے سن کر سخت حیرت کا اظہار کیا اور کہنے لگے:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ بتاؤ کہ اس واقعہ کی دلیل اور ثبوت کیا ہے؟ ہم نے آج تک کبھی بھی ایسی بات کسی کے منہ سے نہیں سنی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ثبوت یہ ہے کہ فلاں قبیلے کے پاس سے میں گزرا، وہ فلاں وادی میں تھے براق کو دیکھ کر ان کے اونٹ منتشر ہو گئے، ایک اونٹ بدک کر بھاگنے لگا تو میں نے انہیں آواز دے کر بتایا کہ اونٹ کہاں ہے۔ میں شام کی جانب جا رہا تھا۔ چلتے چلتے جب ضجنان کے پہاڑ پر پہنچا تو فلاں قبیلے کے پاس سے گزر ہوا۔ اس قبیلے کے لوگ سوئے ہوئے تھے اور پانی کا برتن بھرا ہوا تھا۔ اس کا منہ انہوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ میں نے اس کا منہ کھول کر پانی پیا پھر اسے پہلے کی طرح ڈھانپ دیا۔ ثبوت پوچھتے ہو تو وہ یہ ہے کہ ان کا قافلہ تنعیم کی گھاٹی بیضاء سے نیچے اتر رہا ہے، قافلے کے آگے مٹیالے رنگ کا اونٹ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر دو بورے بندھے ہوئے ہیں ایک سیاہ رنگ کا ہے اور دوسرا سفید۔"

ام ہانی فرماتی ہیں کہ یہ سن کر لوگ تیزی سے اس گھاٹی کی طرف گئے۔ قریش نے ان قافلے والوں سے پانی کے برتن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:

"خدا کی قسم! اس نے سچ کہا۔ ہم نے پانی کا برتن بھر کر رکھا تھا پھر اس کا منہ بھی باندھ دیا۔ جب صبح اٹھے تو برتن کا منہ تو ویسا ہی بندھا ہوا تھا مگر اس میں پانی نہ تھا۔"

دوسرا قافلہ جب مکہ پہنچا تو لوگوں نے ان سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا:

"خدا کی قسم! اس نے سچ کہا ہے۔ اس وادی میں ہمارے اونٹ منتشر ہو گئے تھے اور ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا تھا۔ پھر ہم نے ایک شخص کی آواز سنی۔ اس نے ہم ہمیں بلایا اور کہا کہ اونٹ اس طرف ہے۔ اس کی آواز کی سمت میں ہم گئے تو اپنا اونٹ پا لیا۔"

ابن اسحاق حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پورا واقعہ سنایا تو انہوں نے اس کو ناممکن قرار دیتے ہوئے انکار کر دیا۔ ان کافروں کا کہنا تھا کہ ایک قافلے کو مکہ سے ملک شام پہنچنے کے لیے ایک مہینہ اور واپسی کے لیے بھی ایک مہینہ درکار ہوتا ہے (ملک شام آنے جانے کے لیے دو ماہ سفر کرنا پڑتا ہے) بھلا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں کیسے یہاں سے وہاں گئے اور پھر واپس بھی آ گئے؟

اس واقعہ پر بہت سے کمزور ایمان لوگ شبے کا شکار ہو کر مرتد ہو گئے۔ کئی لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا:

"اے ابو بکر صدیق! تم نے سنا ہے کہ تمہارا دوست کیا کہتا ہے؟ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ گزشتہ شب اس نے مکے سے بیت المقدس تک کا سفر کیا، وہاں نماز پڑھی اور واپس بھی آ گیا۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"تم لوگ بلاوجہ تہمت لگا رہے ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ کہنے لگے:

"اگر یقین نہیں آتا تو اٹھو چلو خود جا کر سن لو۔ تمہارا دوست مسجد میں بیٹھا خود یہ کہانی سنا رہا ہے۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے تو خدا کی قسم ایسا بات بھی ہے۔ تم لوگوں کو اس پر تعجب کیوں ہے؟ خدا کی قسم! میں تو اس سے بھی بڑی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ ان کے پاس رات یا دن کی کسی گھڑی میں آسمان سے وحی آتی ہے تو میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ جس بات پر تم حیران ہو وحی کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے؟ مگر اسے مانتا ہوں۔ (پھر اس واقعہ معراج کا کیسے انکار کر سکتا ہوں؟)"

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے لوگوں سے فرمایا ہے کہ آپ رات رات بیت المقدس گئے اور واپس بھی آ گئے۔؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا:

"ہاں میں نے یہ کہا ہے۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے بیت المقدس کو دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی صفت بیان فرمادیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کا نقشہ بیان فرمانا شروع کر دیا۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیت المقدس کو پیش فرما دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نقشہ دیکھ کر بیان فرما رہے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز کی منظر کشی کرتے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بالکل سچ فرمایا میں گواہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔"

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا نقشہ بیان فرمادیا اور ہر چیز پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انہیں صدیق کا خطاب عطا فرمایا۔

ابن اسحاق نے بعض مختلف طرق (مختلف روایات) سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی بیان کیا ہے کہ میں (ابوسعید خدری) نے رسول اللہ سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جب میں بیت المقدس میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک سیڑھی میرے سامنے پیش کی گئی۔ ایسی خوب صورت چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ وہی سیڑھی ہے جسے تم نہیں دیکھ سکتے مگر جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے یہ نظر آنے لگتی ہے۔ میرے دوست حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے اس سیڑھی پر چڑھایا یہاں تک کہ میں آسمان کے دروازے پر جا پہنچا۔ یہ دروازہ باب الحفظہ کہلاتا ہے۔ اس کا نگران ایک فرشتہ ہے جس کا نام اسماعیل ہے۔ اس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں اور پھر ان بارہ ہزار میں سے ہر ایک کے ماتحت بارہ بارہ ہزار فرشتے ہیں۔

اس موقع پر آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

"وما یعلم جنود ربك الا هو"

"تیرے رب کے لشکر کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا:

"جب ہم پہلے آسمان کے دروازے پر پہنچے تو فرشتے نے پوچھا حضرت (علیہ السلام) یہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔"

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا:

"یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

اس نے پوچھا:

"کیا انہیں بلایا گیا ہے۔؟"

حضرت جبرائیل نے جواب دیا:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہاں فتح"

اس فرشتے نے مجھے دعا دی اور دروازہ کھول دیا۔

ابن اسحاق نے اہل علم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب آسمانوں پر گیا تو ہر فرشتہ جو مجھے ملا اس نے ہنستے مسکراتے میرا استقبال کیا اور ہر ایک نے مجھے دعائے خیر دی۔ ایک فرشتہ مجھے ایسا ملا جس نے میرے حق میں باقی فرشتوں کی طرح دعائے خیر تو کی مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور بشاشت کا نام ونشان نہ تھا۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا:

"اے جبرائیل! یہ کون سا فرشتہ ہے؟"

حضرت جبرائیل نے عرض کیا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ نہ کبھی اس سے قبل مسکرایا ہے اور نہ ہی اس کے بعد کبھی مسکرائے گا۔ اگر اسے مسکرانا ہوتا تو آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ضرور مسکراتا مگر اس کے لیے حکم ہی ہے کہ یہ کبھی نہ مسکرائے۔ یہ جہنم کا داروغہ ہے جس کا نام حضرت مالک علیہ السلام ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا:

"اے جبریل (علیہ السلام)! تم اللہ کے ہاں: "مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ" (جس کا حکم مانا جاتا ہے اور جس کی امانت مسلم ہے) کا درجہ رکھتے ہو۔ کیا تم اس فرشتے کو حکم دے کر مجھے دوزخ کی جھلک دکھا سکتے ہو؟"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

"ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔"

پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مالک علیہ السلام داروغہ جہنم کو حکم دیتے ہوئے کہا:

"اے حضرت مالک (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوزخ دکھا دو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر حضرت مالک علیہ السلام نے دوزخ سے پردہ اٹھادیا۔وہ جوش میں آئی اور اس کے شعلے بلند سے بلند تر ہونے لگے۔یوں محسوس ہوا کہ ہر چیز کو بھسم کر ڈالے گی۔میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا:

"اے جبرئیل! حضرت مالک علیہ السلام سے دوزخ کو اس کی حدود میں واپس جانے کی فرمائش کرو۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مالک علیہ السلام کو حکم دیا تو اس (حضرت مالک علیہ السلام) نے آگ کو حکم دیا کہ واپس اپنی حدود میں چلی جائے۔وہ یوں واپس لوٹی جیسے سایہ جاتا ہے۔اس کے بعد حضرت مالک علیہ السلام نے اسے پردے سے ڈھانپ دیا۔

ابوسعید خدری واقعہ معراج کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مزید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو وہاں میں نے ایک بزرگ کو بیٹھے دیکھا۔لوگوں کی ارواح ان کے سامنے پیش کی جاتی تھیں۔بعض ارواح کو دیکھ کر وہ خوشی اور مسرت کا اظہار فرماتے اور کہتے:

"پاکیزہ روح، پاکیزہ جسم سے نکلی ہے۔اس کے لیے خیر اور بھلائی ہے۔"

بعض روحوں کو دیکھتے تو افسوس اور غم کا اظہار فرماتے اور ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار نظر آتے۔پھر فرماتے:

"ناپاک روح، ناپاک جسم سے نکلی ہے۔"

میں نے جبرائیل سے استفسار کرتے ہوئے کہا:

"اے جبریل! یہ کون بزرگ ہیں؟"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ان کی ساری اولاد کی ارواح ان کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔کافروں اور نافرمانوں کو دیکھ کر ناپسندیدگی اور افسوس کا اظہار فرماتے ہیں اور جب اہل ایمان اور نیکوکار ارواح کو دیکھتے ہیں تو خوش اور مسرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں نے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ایک لمبے دستے جیتے ہوئے آگ کے پتھر تھے۔ وہ ان پتھروں کو معدہ میں ڈال لیتے تو یہ پتھر ان کی پیٹھ (مقعد) کی جانب سے باہر نکل آتے۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میں نے بہت بڑے پیٹوں والے لوگوں کو دیکھا۔ اتنے بڑے پیٹ کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ان راستوں میں پڑے ہوئے تھے، جہاں سے فرعون اور اس کی قوم کو آگ میں لایا جاتا ہے۔ یہ فرعون کی قوم پیاسے اونٹوں کی طرح چلتی تھی اور ان بڑے پیٹ والوں کو روندتے اور کچلتے گزر جاتی تھی۔ یہ پاؤں کے نیچے پستے اور کچلے جاتے تھے مگر اپنی جگہ سے مل نہیں سکتے تھے۔

میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا:

"اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں۔؟"

حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سود خور ہیں۔"

اس کے بعد میں نے کچھ اور لوگوں کو دیکھا ان کے سامنے تازہ بھنا ہوا خوشبودار گوشت پڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی بدبودار اور متعفن گوشت بھی۔ مگر یہ پاکیزہ گوشت کو چھوڑ کر بدبودار گوشت کھا رہے تھے۔

میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام کاری کا راستہ اختیار کرنے والے لوگ ہیں۔

پھر میں نے کچھ عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی چھاتیوں کے بل (پستانوں کے ساتھ) لٹکی ہوئی ہیں اور سخت تکلیف میں ہیں۔ میں نے پوچھا تو حضرت جبریل نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے مردوں کو فریب دیا تھا اور میں اولاد ڈال دی جو کہ ان خاوندوں کی نہیں تھی۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ قاسم ابن محمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس عورت پر اللہ تعالیٰ کا بے پناہ غضب ہوتا ہے جو مرد کے خاندان میں اس بچے کو داخل کر دے جو اس کا نہیں ہے، پھر وہ (بچہ وراثت اور دوسرے اخراجات کی صورت میں) ان کا مال بھی کھاتا رہے اور ان کی پوشیدہ اور مستور باتوں (گھریلو معاملات) سے بھی باخبر ہو جائے۔"

ابن اسحاق معراج کے واقعہ کے تحت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مزید تفصیل بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے وہاں میں نے دونوں جوانوں عیسیٰ ابن مریم اور یحییٰ ابن زکریا (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو دیکھا جو آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔

پھر میں تیسرے آسمان پر گیا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔ میں نے پوچھا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے بھائی حضرت یوسف بن یعقوب (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ہیں۔ پھر میں چوتھے آسمان پر چڑھا۔ وہاں بھی ایک آدمی کو دیکھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

"ورفعناه مكانا عليا"

پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے تو وہاں میں نے ایک سن رسیدہ بزرگ کو دیکھا۔ ان سے زیادہ خوبصورت بوڑھا میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ ہارون بن عمران (علیہ السلام) تھے۔ چھٹے آسمان پر میں نے ایک بلند قامت اونچی ناک والا شخص دیکھا میں نے اس کے بارے میں حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ بن عمران (علیہ السلام) ہیں۔

اس کے بعد آخر میں ساتویں آسمان پر پہنچا۔ وہاں ایک بزرگ کرسی پر تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ۔ان کی کمر بیت المعمور کے دروازے پر تھی۔بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر نکلتے ہیں اور جو ایک بار داخل ہو جاتا ہے پھر دوبارہ قیامت تک کبھی بھی اس کی باری نہیں آتی۔ روز نئے فرشتے آتے ہیں۔

بیت المعمور کے دروازے پر بیٹھے ہوئے بزرگ سے تمہارا نبی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس قدر مشابہ ہے کہ کوئی دوسرا اس کا مثال نہیں بن سکتا۔ان بزرگ کے بارے میں میں نے پوچھا تو حضرت جبریل نے عرض کیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے جنت میں لے گئے۔ وہاں میں نے ایک نہایت خوبصورت سرخ وسفید کنیز دیکھی۔اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے تو اس نے بتایا کہ وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کنیز کی اور جنت کی بھی بشارت عطا فرمائی۔

تفصیلاً یہ واقعہ کتب احادیث میں مرقوم ہے وہاں ملاحظہ فرمایئے۔

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، عربی صفحہ 396 تا 407﴾ ﴿صحیح مسلم، ج2، عربی صفحہ 232-414﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 3، عربی صفحہ 2-24﴾ ﴿السنن النسائی، ج1، عربی صفحہ 218﴾ ﴿رحمۃ للعالمین، جلد 1، اردو صفحہ 83﴾

43: حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔آپ بدر کی جنگ میں فوج کفار کے ساتھ تھے اور لڑتے لڑتے مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"اپنا فدیہ ادا کرو اور واپس چلے جاؤ۔"

حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو فدیے کے طور پر دے سکوں۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے نوفل بھائی! تیرے پاس جدہ میں جو نیزے ہیں؟ ان کو فدیہ کے طور پر دے دے۔"

یہ سن کر حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیران و پریشان ہو گئے اور زبان رازے سے کہنے لگے۔

"اللہ کی قسم! میرے ان نیزوں کے بارے میں میرے اور میرے خدا کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ صادق الایمان اور مخلص مومن تھے۔ آپ حنین کی جنگ میں ثابت قدم رہے۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کی جنگ کے لیے نکلے تو حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین ہزار نیزوں سے مدد کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا:

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے یہ نیزے مشرکین کی کمر توڑ دیں گے اور ان کی پشت میں پیوست ہو جائیں گے۔"

﴿حاشیہ علی سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 3، حاشیہ نمبر 2﴾ ﴿طبقات الکبریٰ ابن سعد، جلد 4، القسم الاوّل، عربی صفحہ 41﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الرابع، عربی صفحہ 1512﴾ ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 547﴾ ﴿رحمۃ للعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 46﴾

44: یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق، یزید بن رومان، عروہ زہری اور روایوں کی ایک جماعت کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ جنگ بدر میں قریش کے گرفتار ہونے والے جنگجو مسلمانوں کی قید سے فدیہ دے کر رہا ہوتے تھے۔ ہر قبیلہ اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے انہیں آزاد کراتا تھا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی قید ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں تو دل سے مسلمان تھا مگر مجبوراً کافروں کی فوج کے ساتھ آ گیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمہارے اسلام لانے کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے تو فدیہ کے بدلے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تو ظاہری حالت ہی دیکھتے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنا، اپنے دونوں بھتیجوں نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو (جو کہ بنو حارث بن فہر سے تعلق رکھتا تھا) کا فدیہ بھی ادا کریں۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس اتنی رقم کہاں ہے۔؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس مال کے بارے میں کیا خیال ہے جسے آپ اور ام الفضل نے زمین میں دفن کیا تھا؟ اور آپ نے ام الفضل سے کہا تھا کہ اگر سفر کے دوران مجھے کچھ ہو جائے تو یہ مال میرے بیٹوں فضل، عبداللہ اور قثم میں تقسیم کر دینا۔"

یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول سچے رسول ہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسے میرے اور ام الفضل کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس جو بیس اوقیہ مال تھا جو آپ کی فوج نے جنگ کے بعد قبضے میں کر لیا اسے آپ فدیے میں شمار کر لیں اور ہمیں رہا کر دیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ تو اللہ نے ہمیں تم سے بطور مال غنیمت دلایا ہے۔"

بالآخر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا، اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا اور سبھی رہا ہو گئے۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 4، القسم الاول، عربی صفحہ 8﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 327﴾ ﴿سنن البیہقی، ج 6، عربی صفحہ 322﴾ ﴿الاصابہ، جلد 2، عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ 430 ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 2 اردو صفحہ 44﴾

45: ابن اسحاق عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت بیان کرتے ہیں۔ حضرت عاصم بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے درمیان ایک اجنبی آدمی تھا۔ ہم اسے نہیں جانتے تھے اس کا نام قزمان بتایا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بارے میں فرمایا:

"وہ اہل جہنم میں سے ہے۔"

غزوۂ احد کے دن جب گھمسان کی لڑائی ہوئی تو قزمان مسلمانوں کی طرف سے کفار کے ساتھ بڑی بے جگری سے لڑا۔ اس اکیلے نے سات یا آٹھ کافروں کا کام تمام کر دیا۔ وہ جنگجو تھا۔ جنگ میں اسے بھی شدید زخم آئے۔ اسے بنو ظفر کے ایک گھر میں رہائش مہیا کی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس کا ذکر ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت نے اس کی بڑی تعریف کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا فرمان دہرایا کہ وہ جہنمی ہے۔

صحابہ کو اس پر بہت حیرانگی اور تعجب ہوا کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ قزمان کو دیکھتے ہیں تو جنتی معلوم ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے جہنمی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کے دلوں میں عجیب کش مکش پیدا ہو گئی۔

کچھ لوگ قزمان کی عیادت کے لیے اس کے پاس گئے اور اس سے کہا:

"اے قزمان! خدا کی قسم! تو نے تو آج کمال کر دکھایا اور بڑی آزمائش برداشت کی۔ تو بشارت اور مبارکباد کا مستحق ہے۔"

www only1or3.com
www onlyoneorthree.com

اس پر قزمان نے کہا:

"بشارت کس بات کی؟ خدا کی قسم! میں تو اپنی قوم کی عزت اور قبیلے کی مفاخرت کی خاطر لڑتا رہا ہوں۔ اگر دل میں یہ جذبہ نہ ہوتا تو میں میدان جنگ میں کیوں کودتا۔؟"

ابن اسحاق مزید کہتے ہیں کہ جب اس کے زخموں میں شدید درد پیدا ہوا اور وفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداشت نہ کر سکا تو اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور خودکشی کر لی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس واقعہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یک زبان عرض کیا:

"ہم اپنی گواہی کا پھر اعادہ کرتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔"

اس کے بعد انہوں نے قزمان کا واقعہ بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کسی فاجر کے ذریعے بھی کر دیتا ہے۔"

﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 224-263﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 36-190﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 88﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 4، عربی صفحہ 45-88﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 5، عربی صفحہ 169﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 8، عربی صفحہ 128-154﴾ ﴿صحیح مسلم، ج 2، عربی صفحہ 122﴾ ﴿السنن الکبریٰ، ج 8، عربی صفحہ 197﴾ ﴿المسند، جلد 15، عربی صفحہ 225﴾ ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 226﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزمان کے ایمان میں تردد اور شک ہونے کی وجہ سے اسے جہنمی فرمایا نہ کہ خودکشی کرنے کی وجہ سے۔

46: ابن اسحاق نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خندق کی کھدائی کے دوران میں ایک سخت چٹان آ گئی۔ میں اسے توڑنے کی بھرپور کوشش کی کرتا کام رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے قریب ہی کھدائی میں مصروف تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت حال دیکھی تو میری مدد کے لیے تشریف لائے اور کدال پکڑ لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر پر ضرب لگائی تو کدال کے نیچے سے بجلی کا شعلہ نکلا پھر دوسری ضرب سے ایسا ہی شعلہ نکلا، تیسری ضرب سے بھی ایسا ہی ہوا اور چٹان ٹوٹ گئی۔

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چٹان کو ضرب لگا رہے تھے تو کدال کے نیچے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے شعلے اٹھتے ہوئے دیکھے۔ یہ شعلے کیسے تھے۔؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سلمان! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا واقعی تم نے یہ شعلے دیکھے ہیں۔؟"

میں نے اثبات میں جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پہلی ضرب پر جو شعلہ نکلا اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یمن پر فتح عطا کی، دوسرے شعلے پر میرے لیے اللہ نے شام کی فتح کا راستہ ہموار کر دیا اور تیسرے شعلے پر اللہ تعالیٰ نے مشرق کے ممالک کی فتح میرے لیے مقدر فرما دی۔"

ابن اسحاق مزید کہتے ہیں کہ انہوں نے ثقہ راویوں کی زبانی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت سنی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہونے والی ہر فتح پر وہ کہا کرتے تھے:

"جتنے علاقے بھی چاہو فتح کرتے چلے جاؤ۔ خدا یہ فتوحات مبارک کرے۔ مدینہ سے لے کر اقصائے عالم تک اور آج کے دن سے یوم قیامت تک جتنے علاقوں پر بھی تم فتوحات کے پرچم لہراؤ گے ان سب کا حال اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا تھا۔ مالک ارض وسماء نے ان علاقوں کی چابیاں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دی تھیں۔

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 219﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 449﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 4، عربی صفحہ 101﴾ ﴿السنن النسائی، ج6، عربی صفحہ 43﴾

47: امام بخاری نے محمد بن بشار سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہاڑ پر بیٹھے تو پہاڑ لرزنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے احد ثابت قدم اور ساکن ہو جا۔ بے شک تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

﴿صحیح بخاری، ج7، عربی صفحہ 11-14-19﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الثالث، عربی صفحہ 103﴾

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے احد ثابت قدم اور ساکن ہو جا۔ بے شک تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی خبر اور معجزہ ہے کیونکہ یہ ہو بہو پورا ہوا۔ "نبی" سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، "صدیق" سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور "دو شہیدوں" سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کا لقب صدیق ہے اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی خبر جو شہادت کے متعلق تھی من و عن پوری ہوئی کہ ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا۔

48: ابن ہشام نے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق سے واپس لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ یہ وہ بنو المصطلق کے سردار حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کے ایک شخص کے پاس امانت کے طور پر بھیج دیا اور فرمایا کہ اس کی حفاظت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کے ساتھ واپس مدینے آئے تو ادھر حضرت جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد محترم حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بیٹی کا فدیہ دینے کے لیے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب وادی عقیق میں پہنچے تو انہوں نے اپنے ان اونٹوں پر نظر ڈالی جو وہ اپنی بیٹی کے فدیہ میں دینے کے لیے لائے تھے ان اونٹوں میں سے دو اونٹ حضرت حارث بن ابی ضرار کو بہت پسند تھے چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو وادی عقیق کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں چھپا دیا اور باقی اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر کے عرض کیا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم نے میری بیٹی کو قیدی بنا لیا ہے اور یہ تمام اونٹ میری بیٹی کا فدیہ ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ دو اونٹ جنہیں تم وادی عقیق کی فلاں گھاٹی میں گم کر آئے ہو اب کہاں ہیں؟"

حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنتے ہی کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا:

"خدا کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اونٹوں کے بارے میں مطلع فرمایا ہے۔ حضرت حارث بن ابی ضرار کے ایمان لانے کے وقت ان کے دو بیٹے بھی اسلام میں داخل ہو گئے اور ان کی قوم کے بھی بہت سارے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد حضرت حارث بن ابی ضرار نے کسی کو بھیج کر وہ دونوں اونٹ بھی منگوا لیے جو وادی عقیق کی کسی گھاٹی میں چھپا آئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی بیٹی کا فدیہ پیش کیا۔ اس وقت حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رشتہ مانگا تو انہوں نے اپنی بیٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم حق مہر ادا فرمایا۔

﴿سیرۃ ابن ہشام حصہ القسم الثانی، عربی صفحہ 645-26﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الثالث، عربی صفحہ 884﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 411﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 159﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 1، عربی صفحہ 335﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 3، عربی صفحہ 138﴾ ﴿الاصابہ جلد 1، عربی صفحہ 281﴾

49: واقدی سے محمد بن ابی حمید نے اور ان سے عبداللہ بن عمر بن امیہ نے بیان کیا کہ ان کے والد عمر بن امیہ کو جنگ بدر میں شکست کھا جانے والے مشرکین میں سے ایک شخص نے بتایا کہ اس شکست پر انہیں از حد تعجب ہوا۔ وہ شکست کھا کر مکے کی جانب بھاگ رہے تھے اور دل میں کہہ رہے تھے کہ ایسی ہزیمت تو عورتیں ہی اٹھا سکتی ہیں۔

قباث ابن اشیم الکنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ شرکت کی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بہت کم ہیں اور ہماری فوج پیادہ اور گھوڑا سوار بہت زیادہ ہے۔ پھر میں نے شکست کا منظر دیکھا اور بھاگنے والوں کے ساتھ میں بھی بھاگ نکلا۔ میں نے مشرکین میں سے ہر ایک کے چہرے کی طرف دیکھا اور اپنے دل میں کہا:

"ایسی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ یوں تو (میدان چھوڑ کر) عورتیں ہی بھاگتی ہیں۔"

میں بھاگتا جا رہا تھا اور ڈر رہا تھا کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں۔ اسی لیے میں نے عام راستہ چھوڑ کر غیر معروف راہ لی۔ غیقہ کے مقام پر مجھے اپنی قوم کا ایک شخص ملا اور اس نے مجھے حال احوال پوچھا تو میں نے کہا:

"کیا پوچھتے ہو؟ ہمارے لوگ تہ تیغ ہو گئے ہیں، گرفتار کر لیے گئے ہیں اور ہم نے بہت بری طرح شکست کھائی ہے۔"

میں نے اس سے کہا:

"کیا تم مجھے سواری پر بٹھا لو گے؟"

www.Onlineislam.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے مجھے اپنی سواری پر بٹھالیا اور زادِ راہ بھی دیا۔ ہم جلد پہنچ گئے۔ پھر میں کے میں داخل ہوا۔ کے میں داخل ہونے سے قبل میں نے غمیم کے مقام پر حیسمان ابن حابس الخزاعی کو دیکھا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ جلد مکے پہنچ کر قتل عام کی اطلاع دے گا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اچھا ہے یہ بری خبر مجھ سے پہلے لوگ اس کی زبان سے سن لیں۔ میں رک گیا اور مجھ سے پہلے وہ کے میں داخل ہو گیا۔

اس نے اہل مکہ کو ان کے مقتولین کی خبر سنائی۔ وہ رونے پیٹنے لگے اور ساتھ ہی خزاعی کو گالیاں دینے لگے کہ اس نے انہیں خیر کی کوئی خبر سنانے کی بجائے ان کی کمر توڑ دینے والی خبر سنائی ہے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حضرت قباث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے بعد میرے دل میں کچھ تبدیلی آئی۔ میں نے سوچا کہ مدینہ جاؤں اور دیکھوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہتے ہیں۔ میرے دل میں اسلام کی جانب میلان سا پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی دیوار کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت بھی ہے۔

چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچان سکا۔ سلام کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے اشیم کے بیٹے قباث! تو نے بدر کے دن کہا تھا کہ ایسی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ یہ تو عورتیں ہی بھاگی ہیں۔"

حضرت قباث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو کلمہ شہادت پڑھا اور عرض کیا:

"میں نے یہ بات دل ہی دل میں کہی تھی اور کسی کے سامنے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی نہ ہوتے تو اس واقعہ کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہ ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ بڑھائیے تا کہ میں بیعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اسلام کے بنیادی اصول و تعلیمات پیش فرمائی اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔

﴿المغازی للواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 96﴾ ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 213﴾
﴿البدایہ والنہایہ، جلد 3، عربی صفحہ 301﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 4، عربی صفحہ 190﴾

50: امام بخاری نے زہیر بن حرب سے، انہوں نے یعقوب بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے باپ ابراہیم سے، انہوں نے صالح سے اور انہوں نے ابن شہاب سے سنا۔ ابن شہاب یہ روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور ابن المسیب کے حوالے سے بیان کیا کرتے تھے کہ ان دونوں کو حضرت ابو ہریرہ نے بتایا کہ جس روز حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت واقع ہوئی اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اس واقعہ کی غیبی اطلاع دی اور فرمایا:

"اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو۔"

موسیٰ بن عقبہ اپنی والدہ سے اور وہ ام کلثوم بنت ابی سلمہ سے روایت کرتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ان سے فرمایا:

"میں نے ایک ریشمی حلہ اور کئی اوقیہ مسک نجاشی (بادشاہ حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے بطور ہدیہ بھیجا ہے۔ مگر مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی بادشاہ فوت ہو گئے ہیں اور میرا ہدیہ واپس آ جائے گا۔ یہ ہدیہ واپس آ گیا تو حلہ تیرا ہوگا۔"

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اس کے مطابق نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہدیہ واپس آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہر بیوی کو ایک ایک اوقیہ مسک عطا فرمایا اور باقی سارا مسک اور حلہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمایا۔

﴿صحیح بخاری، ج 5، عربی صفحہ 65﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 277﴾
﴿السنن النسائی، ج 4، عربی صفحہ 1953﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الرابع، عربی صفحہ 27-69﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

51: شہیدہ خاتون یہ ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویم انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں اکثر جایا کرتے اور انہیں شہیدہ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے جنگ میں شمولیت کی اجازت دیجئے۔ میں زخمیوں کا علاج کروں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت کا درجہ عطا فرما دے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تجھے شہادت عطا فرما دے گا۔ تو اپنے گھر میں آرام سے بیٹھی رہ تو شہیدہ ہے۔"

اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی حکم دیا تھا کہ اپنے اہل خانہ اور قرب وجوار کی خواتین کو گھر میں نماز باجماعت پڑھایا کریں اور خود امامت کیا کریں۔ ان کا ایک موذن بھی تھا۔

حضرت شہیدہ خاتون کے ہاں ایک غلام اور ایک لونڈی بھی تھی۔ انہوں نے ان سے کہہ رکھا تھا کہ میری وفات کے بعد تم آزاد ہو۔ چنانچہ ان دونوں نے سازش کر کے اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا اور پھر بھاگ گئے۔

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاتلوں کو پکڑ کر حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ گرفتار کر کے لائے گئے اور انہیں سولی پر چڑھایا گیا۔ مدینہ میں یہ پہلی پھانسی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت پر فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کہا کرتے تھے کہ آؤ شہیدہ کے ہاں حاضری دے آئیں۔"

﴿البدایہ والنہایہ جلد 6 عربی صفحہ 202﴾ ﴿الاستیعاب، اعلام النساء عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ 1965﴾ ﴿واشنگٹن، 3، عربی صفحہ 130﴾

52: امام بخاری عبداللہ بن یوسف سے، وہ مالک سے، وہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جایا کرتے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کر کے پیش کیا کرتی تھیں۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھانا پیش کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال دیکھنے لگیں کہ کوئی جوں تو نہیں۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے لگے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔

حضرت ام حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے میری امت کے کچھ جنگجو دکھائے گئے جو جہاد کی خاطر سمندر کی لہروں پر سوار تھے، جس طرح بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتے ہیں۔"

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیے کہ میں ان کے ساتھ جہاد میں حصہ لوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی۔ اس مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر پوچھا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہلے والی بات یعنی مجاہدین کا بحری سفر پر روانہ ہونا بیان فرمایا۔ حضرت ام حرام نے پھر درخواست کی کہ ان کے لیے اس جہاد میں شمولیت کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تو ان مجاہدین کی اگلی صفوں میں ہے۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ایک لشکر بحری بیڑے میں روانہ ہوا۔ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس لشکر میں شامل تھیں۔ جب بیڑہ بندرگاہ پر رکا اور فوجیں خشکی پر آ گئیں تو حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سواری سے گر پڑیں اور ان کی شہادت ہو گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کی قبر جزیرہ قبرص میں ہے۔

﴿صحیح بخاری، ج 4، عربی صفحہ 19-21-39-77﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 8، عربی صفحہ 78﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 9، عربی صفحہ 44﴾ ﴿صحیح مسلم، ج 13، عربی صفحہ 58﴾ ﴿الاصابہ، جلد 4، عربی صفحہ 424﴾ ﴿السنن النسائی، ج 6، عربی صفحہ 41﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6، عربی صفحہ 222﴾ ﴿السنن البیہقی، ج 9، عربی صفحہ 165﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 159﴾

53: امام بخاری نے اسناد بیان کر کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر سے کچھ عرصہ قبل عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کے مہمان تھے۔ امیہ بن خلف بھی شام کے سفر میں مدینہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہمان بن کر ٹھہرا کرتا تھا۔ امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

"رات چھا جانے دو۔ جب لوگ گھروں کو چلے جائیں تو حرم میں جا کر طواف کر لینا۔"

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات کو طواف کر رہے تھے تو ابوجہل آ گیا اور اس نے کہا:

"یہ کون طواف کر رہا ہے؟"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

"میں سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں۔"

ابوجہل نے (امیہ بن خلف کی طرف دیکھ کر) غصے سے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور (حضرت سعد بن معاذ کی طرف دیکھ کر کہا) تمہاری یہ جرأت کہ یہاں بے خوف طواف کر رہے ہو؟"

حضرت سعد بن معاذ نے فرمایا:

"ہاں! ایسا ہی ہے۔"

دونوں کے درمیان تو تو میں میں ہو گئی۔ امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

"ابو الحکم کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کرو۔ یہ اس وادی کا سردار ہے۔"

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور کہا:

"خدا کی قسم! اگر تو نے مجھے طواف سے روک دیا تو میں تیرے تجارتی قافلوں کو شام کی طرف جانے سے روک دوں گا۔"

امیہ بن خلف حضرت سعد بن معاذ کو مسلسل کہتا رہا کہ آواز بلند نہ کریں یہ ابو الحکم ہے جن سے آپ بات کر رہے ہیں، لیکن جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز نیچی نہ کی تو امیہ بن خلف نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حضرت سعد کا مزاج گرم ہو گیا، وہ غصے میں آ گئے اور امیہ بن خلف سے فرمانے لگے:

"تو جا کر اپنا کام کر، مجھے تیری امان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے۔"

امیہ بن خلف نے کہا:

"کیا وہ مجھے قتل کر دیں گے۔"

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"ہاں کریں گے۔"

امیہ نے کہا:

"خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹ تو نہیں بولا۔"

پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھائی۔ اس نے بھی یہی کہا:

"خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹی بات نہیں کہی۔"

جب بدر کے لیے قریش نے منادی کرائی تو امیہ بن خلف کی بیوی نے اسے یاد دلایا کہ تمہارے یثربی بھائی نے جو کہا تھا وہ تمہیں یاد ہے نا؟"

امیہ بن خلف نے اس بات کو یاد کر کے جنگ پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ابوجہل کو پتہ چلا تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا:

"تمہارا مقام و مرتبہ وادی کے سردار کا ہے۔ تم نہ نکلے تو اور کون نکلے گا۔؟ تم ہمارے ساتھ ایک دو دن کی مسافت تک چلو پھر چپکے سے واپس آ جانا۔"

امیہ بن خلف نے ابوجہل کی بات مان لی، ساتھ چل پڑا، بدر میں پہنچا اور وہاں ہی اسے (حضرت بلال اور دوسری صحابہ نے) قتل کیا۔

(نوٹ: امیہ کے قتل ہونے سے پہلے جنگ بدر کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے یہ خبر دی کہ آج بلال اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین امیہ بن خلف کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔)

﴿صحیح بخاری، ج 4، عربی صفحہ 249﴾ ﴿صحیح بخاری، ج 5، عربی صفحہ 91﴾ ﴿المغازی بالواقدی، جلد 1، عربی صفحہ 35﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 3، عربی صفحہ 258﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6، عربی صفحہ 185﴾

54: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج روانہ فرمائی جس کے امیر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ ذات السلاسل کی جنگ تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شامل تھے۔

سفر کے دوران میرا گزر کچھ لوگوں کے پاس ہوا۔ انہوں نے ایک اونٹ ذبح کر رکھا تھا مگر اس کا گوشت کاٹنے کا ان میں سے کسی کو تجربہ نہ تھا۔ میں اس کام کا ماہر تھا۔ میں نے ان سے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ خدمت میں بہتر انجام دے سکتا ہوں بشرطیکہ گوشت کا ایک حصہ مجھے بھی دیدو۔"

وہ مان گئے۔ میں نے گوشت بنا دیا اور اپنا حصہ لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا ہم نے گوشت پکایا اور کھایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

"اے عوف بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ گوشت کہاں سے لائے ہو؟"

میں نے انہیں حقیقت حال بتائی تو انہوں نے میرے اس کام کو اچھا نہ جانا اور دونوں نے اپنے اپنے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس گوشت کی قے کر دی۔

لشکر واپس مدینہ آیا تو میں سب سے پہلے مدینہ پہنچ گیا۔ باقی لوگ ابھی پیچھے تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عوف بن مالک۔؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ذبیحے والے عوف۔؟"

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس ذبیحے کی خبر دی جس کا گوشت میں سفر میں بنا کر آیا تھا) اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا۔

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 625﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 773﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 274﴾

55: قیس بن ابی حازم نے یزید بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یزید بن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں مدینہ کی ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگ گلی میں سے گزر رہا تھا۔ میرے پاس سے ایک عورت گزری۔ میں نے اس کا دامن پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا اور اس کے پہلو میں چٹکی بھر دی۔ اس بات کو کسی کو علم نہ تھا۔

اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے اسلام کی بیعت لینے لگے۔ میں بھی بیعت کے لیے حاضر ہوا۔ جب میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور غیبی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

"کیا تو وہی نہیں جس نے کل (ایک اجنبی عورت کو) چٹکی بھری تھی۔؟"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت قبول فرمائیے۔ خدا کی قسم میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔"

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیعت کا شرف بخشا۔

﴿الاستیعاب مع القسم الرابع عربی صفحہ 1690﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6، عربی صفحہ 190﴾ ﴿الاصابہ جلد 4، عربی صفحہ 104﴾

56: واقدی نے بیان کیا ہے کہ بنو امیہ بن زید کے خاندان کی ایک عورت عصماء بنت مروان جو یزید بن زید بن حصن الخطمی کے نکاح میں تھی۔ یہ عورت سخت اسلام دشمن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والی تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہریلے شعر کہتی اور دوسرے لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکاتی۔ اس نے اپنے بعض اشعار میں کہا:

"بنی مالک بدبختی کی نیت کا شکار ہو گئے۔ عوف اور بنی خزرج کی بھی تباہی ہو گئی۔ تم اتنے بے شرم اور ذلیل ہو کہ کہیں سے آنے والے بے حیثیت اجنبیوں کی اطاعت کا دم بھرتے ہو۔ وہ تم میں گھسے بیٹھے ہیں۔ مراد اور مذحج سب قبائل ناکارہ و نامرد ہو گئے ہیں۔ سرداروں کے قتل کے بعد تم لوگ ایسے بزدل ہو گئے ہو کہ خوف کی وجہ سے ان کی سانس اٹکی ہوئی ہنڈیا کی طرح آواز نکالتی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اشعار میں اس عورت نے اسلام کے ساتھ اپنی دشمنی کی بھرپور ترجمانی کی۔ حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینے صحابی تھے۔ بڑے جی دار اور جاں نثار۔ وہ اس عورت اور اس کے شعروں پر بہت غصہ تھے۔ بالآخر انہوں نے تہیہ کر لیا کہ اس دشمن خدا و رسول کا کام تمام کر دیں گے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے عرض کیا:

"اے اللہ! میں نذر مانتا ہوں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے بخیریت واپس مدینہ آ گئے تو میں اس بدبخت عورت کو قتل کر دوں گا۔"

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی کے بعد حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر گئے۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے اس کے گرد سوئے ہوئے تھے۔ حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے چھوٹے بچوں کو الگ کیا، اس عورت کے سینے پر تلوار مار کر اسے قتل کر دیا اور خود وہاں سے چل دیے۔ صبح کی نماز مدینہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ادا فرمائی۔

سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب دیکھا اور پوچھا:

"عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تم نے بنت مروان کو قتل کر دیا ہے؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ میں نے یہ کام کر دیا ہے۔"

حضرت عمیر ڈر گئے کہ اس قتل کی وجہ سے ان کا مواخذہ ہو گا۔ چنانچہ عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر کوئی تاوان یا کچھ بھگتنا پڑے گا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس معاملے میں کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکتا کہ اس عورت کی اسلام دشمنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حد کو پہنچ چکی تھی کہ وہ اسی انجام کی مستحق تھی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اگر تم کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتے ہو جو اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں کسی کی کسی معمولی گستاخی کو بھی برداشت نہیں کر سکتا اور بے دیکھے (نابینا ہونے کے باوجود) اللہ اور اس کے رسول کی مدد کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے تو عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لو۔"

حضرت عمر بن خطاب نے کہا:

"ذرا اس اندھے (حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھو جو اللہ کی اطاعت میں اس قدر مستعد ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"اسے اندھا نہ کہو یہ بینا ہے۔"

حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب واپس گاؤں پہنچے تو اس عورت کو دفن کیا جا رہا تھا جسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا۔ حضرت عمیر بن عدی کو دیکھ کر لوگ ان کی طرف لپکے اور کہا:

"اے عمیر کیا یہ تمہاری کارستانی ہے؟"

حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعتراف حق کرتے ہوئے فرمایا:

"ہاں۔ اب تم میرے خلاف جو سازش کرنا چاہتے ہو کر لو اور بے شک مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ خدا کی قسم! جو کچھ وہ کہتی تھی اگر تم سب ویسی ہی باتیں کہنے لگو تو میں اپنی اس تلوار سے تم سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا یا اپنی جان قربان کر دوں گا۔"

بنو خطمہ میں سے بہت سے لوگ اسلام سے متاثر ہو چکے تھے مگر ڈر کی وجہ سے اظہار نہ کرتے تھے۔ اس دن وہ لوگ بھی کھلم کھلا اسلام میں داخل ہو گئے۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 2، القسم الاول، عربی صفحہ 8﴾ ﴿المغازی للواقدی جلد 1، عربی صفحہ 172﴾ ﴿سنن البیہقی، ج ۸، عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ 60 ﴿الاصابہ، جلد 3، عربی صفحہ 34﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 55﴾

57: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو تیاری کا حکم دیا۔ ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ آپ کا سامان سفر اور متاع جہاد تیار کر دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان تیار کر رہی ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

"بیٹی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کا حکم دیا ہے؟"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"جی ہاں!"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا!

"کہاں کا ارادہ ہے؟"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"خدا کی قسم! مجھے یہ علم نہیں ہے کہ کہاں کا ارادہ ہے۔؟"

اس وقت تک کسی کو معلوم نہ تھا کہ کس جانب جانا ہے۔ تیاری کر لینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ مکہ کی طرف جانا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

"کسی پر مکہ جانے کا مقصد ظاہر نہ کرنا۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بھی فرمائی کہ مولائے کریم! قریش کے جاسوسوں اور مخبروں کو بے خبر رکھنا تاکہ ہم انہیں ان کے شہر میں جا لیں۔

ابن اسحٰق نے محمد بن جعفر سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی جانب روانگی کے لیے مکمل تیاری فرمائی تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کی طرف ایک خط ایک عورت کے ہاتھ سرداران مکہ کے نام روانہ کر دیا۔ انہوں نے اس عورت کے ساتھ طے کر لیا تھا کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس خدمت کا صلہ عطا کریں گے۔ وہ عورت خط لے کر روانہ ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باخبر کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عورت کے پیچھے بھیجا اور فرمایا:

"جاؤ اور اس عورت سے خط برآمد کرو۔"

یہ دونوں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیز رفتار سواریوں پر مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور راستے میں اس عورت کو پکڑ لیا۔ انہوں نے اس سے خط کے بارے میں پوچھا تو اس نے صاف صاف انکار کر دیا۔ اس کے سارے سامان کی تلاشی لی گئی مگر خط نہ ملا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ تو اے عورت خط ہمارے حوالے کر دے نہیں تو ہم تیری جامہ تلاشی کریں گے۔"

جب اس عورت نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا:

"ذرا پرے ہٹ جاؤ۔"

حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب دوسری طرف ہوئے تو اس عورت نے اپنے سر کے بالوں کی چوٹیاں کھولیں اور خط نکال کر دے دیا۔ یہ دونوں صحابی خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط ملنے کے بعد حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو بلوایا اور پوچھا:

"اے حاطب تم نے یہ حرکت کیوں کی ہے؟"

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم! میں اللہ اور اس کے رسول کا سچا وفادار اور مومن ہوں۔ نہ میں نے اپنی وفاداری بدلی ہے اور نہ ہی میرا ایمان متغیر ہوا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ مکہ میں میرا کوئی خاندان اور قبیلہ نہیں، مگر میرے اہل وعیال مکہ میں ہی ہیں۔ اس لیے میں نے قریش کو ممنون کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے یہ خط بھیجا تا کہ وہ میرے بیوی بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حاطب ابن ابی بلتعہ (رضی اللہ تعالی عنہ) سچ کہتا ہے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شخص منافق ہو گیا ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عمر! حاطب بن ابی بلتعہ بدر میں شریک تھا اور تجھے کیا خبر کہ اللہ تعالی نے بدریوں پر نظر کرم فرمائی اور فرمایا:

"تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

اس موقع پر اللہ تعالی نے سورۃ الممتحنہ کی یہ آیت نازل فرمائی:

"یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ و انا اعلم بما اخفیتم و ما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ○"

﴿القرآن المجید، پارہ 28، سورت نمبر 60 (الممتحنہ) آیت نمبر 1﴾

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبر پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔ گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے۔ اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو۔ تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔"

{سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 397} {تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 301} {الجامع الصحیح البخاری، جز 4، عربی صفحہ 72} {الجامع الصحیح البخاری، جز 5، عربی صفحہ 184-99} {الجامع الصحیح البخاری، جز 6، عربی صفحہ 186} {الجامع الصحیح البخاری، جز 8، عربی صفحہ 71} {الجامع الصحیح البخاری، جز ، عربی صفحہ 24} {المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 799} {الاستیعاب، القسم الاول، عربی صفحہ 312} {الاصابہ جلد 1، عربی صفحہ 299} {الجامع الصحیح المسلم، جز 16، عربی صفحہ 55} {اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 361} {البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 283} {السنن الکبریٰ، جز 9، عربی صفحہ 146} {حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، اردو صفحہ 52-51}

:58 ابن ہشام نے بعض اہل علم سے یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان پڑھنے کا حکم دیا۔

اس وقت حرم شریف کے صحن میں بہت سے لوگ تھے۔ ان میں حضرت ابوسفیان بن حرب، حضرت عتاب بن اسید اور حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ (یہ ان کے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے) اذان کی آواز سن کر حضرت عتاب نے اپنے باپ کے بارے میں کہا:

"اسید کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے نوازا ہے کہ وہ اس آواز کو سننے سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو گیا۔ یہ آواز ضرور اسے دکھ پہنچاتا۔"

یہ سن کر حضرت حارث بن ہشام نے کہا:

"خدا کی قسم! اگر میں جانتا کہ وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہے تو اس کی اتباع کرتا۔"

حضرت ابوسفیان نے ان کی باتیں سن کر کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں تو کچھ بھی نہیں بولوں گا۔ اگر میں نے زبان کھولی تو یہ کنکریاں بھی محمد کو خبر دیں گی۔"

تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"جو کچھ تم لوگوں نے کہا مجھے اس کا علم ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی گفتگو سنا دی۔ یہ سنتے ہی حضرت حارث اور حضرت عتاب نے کلمہ شہادت پڑھا اور خدا کی قسم کھا کر کہا کہ اس بات کی خبر صرف اللہ تعالیٰ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے سکتا ہے، کیونکہ ہمارے پاس کوئی چوتھا آدمی نہیں کہ ہم سمجھیں کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی ہے۔"

﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 413﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 846﴾ ﴿الاصابہ، جلد 2، عربی صفحہ 444﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 303﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 72﴾

59: ابن اسحاق سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ کی جانب ایک فوج بھیجی اور اس فوج کا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور حکم دیا:

"اگر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ ہو جائے تو حضرت جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمان سنبھال لیں۔ انہیں کچھ ہو جائے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہوں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فوج کو رخصت فرمایا اور الوداع کہنے کے لیے مدینے سے باہر تک تشریف لائے۔ یہ فوج شام کے کسی مقام پر اتری۔ وہاں اطلاع ملی کہ قیصر روم ہرقل اپنی فوجوں کے ساتھ بلقاء کے علاقے میں مآب کے مقام پر خیمہ زن ہے۔ اس کے ایک لاکھ جنگجو تھے۔ ہرقل کے ساتھ مقامی سرداران اور ان کے قبائل بنو لخم، بنو جذام، بنو قین اور بنو بہرا بھی اپنی فوجیں لے کر حاضر تھے۔ ان کی تعداد بھی ہرقل کی فوجوں کے برابر تھی (ہرقل اور قبائل وغیرہ کی فوج مل کر دو لاکھ کے قریب تھی) اور مسلمان صرف تین ہزار تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے شام میں دو راتیں قیام کیا اور آپس میں مشورہ کرتے رہے کہ کیا کیا جائے۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھا جائے اور درخواست کی جائے کہ دشمن کی کثیر فوج کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید فوج روانہ فرمائیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج بھیج دی تو فبہا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسی فوج کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو پیش قدمی کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جوش دلایا اور فرمایا:

"اے میری قوم کے لوگو! خدا کی قسم! جس چیز کی تمنا لیے تم گھروں سے نکلے تھے یعنی شہادت فی سبیل اللہ وہ سامنے ہے اور تم اس سے منہ موڑ رہے ہو۔ ہم کبھی دشمن سے اپنی تعداد و ساز و سامان کے بل بوتے پر نبرد آزما ہوئے ہیں؟ ارے نہیں بلکہ ہم نے تو دشمن کا مقابلہ ہمیشہ اس دین اور ایمان کی قوت سے کیا ہے جس کی برکات سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے۔ چلو پیش قدمی کریں۔ ہمارے لیے دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی مقدر ہے یا فتح اور یا شہادت۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولولہ انگیز تقریر نے لوگوں کے حوصلے بلند کر دیے اور وہ پکار اٹھے:

"خدا کی قسم عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سچ کہا۔"

ابن اسحاق مزید لکھتے ہیں کہ مسلمان فوج چل پڑی۔ بلقاء کے مقام پر جا کر دشمن کی فوج ان کے سامنے آ گئی۔ یہ ٹڈی دل رومیوں اور عربی فوجوں پر مشتمل تھی۔ بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی مشارف کے قریب دشمن تھا اور موتہ کی بستی کے پاس مسلمان۔ موتہ کے مقام پر یہ جنگ لڑی گئی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن کا مقابلہ بڑی دلیری اور بہادری سے کیا۔ ان کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا علم (جھنڈا) تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علم کو سربلند رکھا۔ بہادری سے لڑے اور زخموں سے چور چور لہولہان ہو کر شہید ہو گئے۔ اب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھایا دہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھوڑے پر سوار تھے۔ دشمن کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا مگر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہادری کے ساتھ ڈٹے رہے اور اپنی فوج کے حوصلے بلند کرتے رہے۔

جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور دونوں جانب سے لوگ کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شقرا نامی گھوڑے سے اترے اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تاکہ دشمن اسے حاصل کر کے استعمال نہ کر سکے۔ پھر دشمن کے مقابلے پر شجاعت کے ساتھ لڑتے رہے۔ دونوں ہاتھ کٹ گئے اور پھر خود شہید ہو گئے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور فوج کی قیادت سنبھالی۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے اور دشمن کا دباؤ اس وقت حد سے بڑھ چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں تھوڑی دیر کے لیے ضعف اور تردد پیدا ہوا مگر فوراً سنبھل گئے اور فی البدیہہ یہ شعر ارشاد فرمائے:

"اے دل! میں نے قسم کھائی ہے کہ تجھے اس میدان میں لازماً اتاروں گا۔ تو خوشی سے آگے بڑھے تو کیا کہنے، ورنہ مجبوراً بھی یہ کام تو کرنا ہی پڑے گا۔ لوگ جوق در جوق آگے بڑھ رہے ہیں اور چیخ وپکار کی صدائیں بلند ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ میں تجھے جنت کی طرف دیوانہ وار بڑھنے کی بجائے ہچکچاہٹ میں مبتلا دیکھ رہا ہوں؟

کافی طویل زمانہ تو نے آرام واطمینان سے گزارا۔ تیری حقیقت سوائے اس کے کیا ہے کہ تو ایک تھیلی (ماں کے رحم) میں پانی کا ایک ناپاک قطرہ تھا۔ اے نفس! موت سے کیا ڈرنا؟ اگر یہاں نہ کٹوایا تو ویسے موت آ جائے گی۔ موت کا حمام تو گرم ہو چکا ہے۔ جس چیز (شہادت) کی تجھے آرزو تھی وہ حاضر ہے۔ اگر تو نے وہی کام کیا جو وہ دونوں (حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کر چکے ہیں تو تجھے ہدایت اور کامیابی کا راستہ مل گیا۔"

یہ شعر پڑھنے کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اترے اور دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے اس کی فوج میں گھس گئے۔ اسی لمحے آپ کے چچازاد بھائی ایک گوشت کا ٹکڑا لے کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یہ گوشت کا ٹکڑا تناول فرما کر اپنے جسم کو طاقت بخشئے۔ یقیناً آپ کئی دنوں سے (بھوک اور جنگ کی دیگر) سختیاں جھیل رہے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی سے وہ گوشت کا ٹکڑا لیا اور ابھی ایک ہی لقمہ کھایا تھا کہ خوف ناک شور سنا۔ تلواروں سے تلواریں ٹکرائیں اور چیخیں بلند ہوئیں۔ فوراً آپ نے خود سے کہا:

"صورت حال یہ ہے اور تو ابھی تک دنیا ہی سے دل لگائے بیٹھا ہے۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت پھینک دیا اور تلوار لے کر دشمن پر جھپٹے۔ دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور داد شجاعت دیتے ہوئے کئی زخم کھا کر شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھا اور بلند آواز سے فرمایا:

"مسلمانو! اپنے میں سے بہترین آدمی کو یہ جھنڈا دے دو۔"

لوگوں نے کہا:

"آپ ہی سنبھالو۔"

انہوں نے کہا:

"میں اس کا اہل نہیں ہوں۔"

لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جھنڈا سنبھالنے کی درخواست کی۔ انہوں نے جھنڈا پکڑا اور دشمنوں کو پیچھے دھکیل دیا۔ دونوں فوجوں کے درمیان فاصلہ ہو گیا کیونکہ بڑھتی ہوئی رومی فوج کو روک کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافی پیچھے دبا دیا تھا، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو اپنی فوج لے کر پیچھے پلٹے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے اہل علم نے خبر دی کہ جنگ کے شعلے بھڑکنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے علم پکڑا اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے پھر جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کمان سنبھالی اور زید بن حارثہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہ بھی شہید ہو گئے۔"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ اس موقع پر انصار کے چہرے سرخ ہو گئے اور انہوں نے سوچا کہ کہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی کمزوری سرزد نہ ہو گئی ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکوت کے بعد پھر گویا ہوئے اور فرمایا:

"پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ میں آیا۔ وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ مجھے دکھا دیا گیا ہے کہ وہ جنت میں پہنچ گئے ہیں۔ فرشتوں نے انہیں سنہری پلنگوں پر اٹھا کر جنت میں داخل کیا۔ میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن رواحہ کا پلنگ ذرا سا جھول رہا تھا جب کہ اس کے دونوں ساتھیوں (حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پلنگ بالکل ٹھیک تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس پلنگ میں جھول کیوں ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ پہلے دو جرنیل بے دھڑک جنگ میں کود پڑے تھے جب کہ عبداللہ بن رواحہ نے تھوڑا سا توقف کیا تھا مگر وہ بھی آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ سے خبر آنے سے قبل ہی ان شہداء کی شہادت کی خبر سنا دی تھی۔

﴿صحیح البخاری، ج 4، عربی صفحہ 21-88﴾ ﴿صحیح البخاری، ج 5، عربی صفحہ 182﴾ ﴿طبقات ابن سعد، جلد 4، القسم الاول، عربی صفحہ 35﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الثالث، عربی صفحہ 899﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 373﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 761﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 4، عربی صفحہ 247﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 297﴾ ﴿سنن البیہقی، جلد 8، عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ 154﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 1 ، عربی صفحہ 288﴾ ﴿اسد الغابہ ، جلد 2 ، عربی صفحہ 102﴾ ﴿اسد الغابہ ، جلد 3 ، عربی صفحہ 157﴾ ﴿الاصابہ ، جلد 1 ، عربی صفحہ 240﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین ، جلد 2 ، اردو صفحہ 41 تا 44﴾

60: ابن اسحاق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر تبوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر روانہ ہو گئے تو حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ سے واپس گھر لوٹے۔ دوپہر کا وقت تھا اور شدید گرم ہوا چل رہی تھی۔ حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں تھیں۔ دونوں نے اپنے کمرے سجائے ہوئے تھے اور کمرے اندر سے خوب صاف ستھرے کیے تھے۔ لذیذ کھانا پکا ہوا تھا اور ٹھنڈے پانی کے گھڑے بھرے پڑے تھے۔

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کبھی کے تبوک کی طرف جا چکے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمروں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ ان کی بیویاں ان کی منتظر ہیں۔ کمروں کے آرام اور باہر کی شدید گرم ہوا کے بارے میں حضرت ابوخیثمہ نے اپنے آپ سے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلچلاتی دھوپ اور تپتے ریگستانوں میں گرم ہواؤں کے تھپیڑوں کا مقابلہ کریں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے میں لذیذ کھانوں کے مزے لوٹے اور حسین عورتوں کی رفاقت کا لطف اٹھانے کے لیے دوپہر یہاں گزار دے؟ مجاہدین جا چکے اور ابوخیثمہ اپنے مال کی محبت میں گرفتار ہے؟ یہ اسلام کے خلاف اور ایمان کے تقاضوں کے منافی ہے۔"

پھر فرمایا:

"خدا کی قسم ! میں تم دونوں (بیویوں) کے کمروں میں سے کسی کے گھر میں ہرگز ہرگز داخل نہیں ہوں گا۔ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا۔ میرا سامان فوراً تیار کر دو۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویوں نے سفر کا سامان تیار کر دیا تو حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ میں پہنچے۔ اونٹنی پر کجاوہ کسا اور عین دوپہر کے وقت نکل کھڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز تبوک کے میدان میں اترے اسی روز حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں جا پہنچے۔

راستے میں حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمیر بن وہب الجمحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی۔ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے نکلے تھے۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ تبوک سے قریب پہنچے تو حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمیر بن وہب الجمحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا!

"اے عمیر! میرے بھائی! میں تو گناہ گار ہوں کہ بلا عذر پیچھے رہ گیا، تیرا کوئی قصور نہیں ہے تو ذرا رک جا مجھے تنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے کا موقع دے دے۔"

چنانچہ حضرت عمیر بن وہب الجمحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے رک گئے۔ حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبوک میں پہنچنے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مقیم تھے۔ جب حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب پہنچے تو لوگوں نے کہا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی سوار اس جانب آ رہا تھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کن اباخیثمہ"

"وہ ابوخیثمہ ہوگا۔"

جب حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ پہنچے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ واقعی ابوخیثمہ ہی ہیں۔"

ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اونٹنی باندھی اور اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ابوخیثمہ! تو ہلاکت کے کنارے پہنچ چکا تھا"

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری کہانی سنائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں برکت اور خیر کی دعا مانگی۔ حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر خوشی سے یہ شعر کہے:

"ولما رایت الناس فی الدین نافقوا
اتیت الذی کان اعف واکرما
وبایعت بالیمنی یدی لمحمد
فلم اکتسب اثما ولم اغش محرما
ترکت خضیبا فی العریش وصرمة
صفایا کراما بسرها قد تحمما
وکنت اذا شک المنافق اسمحت
الی الدین نفسی شطره حیث یمما"

"جب میں نے دیکھا کہ لوگوں نے دین میں منافقت کی روش اپنائی ہے تو میں نے وہ طرز عمل اختیار کیا جو خلوص پر مبنی ہے۔ وہ طرز عمل یہ کہ میں اس شخصیت کے پاس آگیا جو بہت معاف کرنے والی اور از حد فیض دینے والی ہے۔ میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بیعت کے بعد میں نے کوئی گناہ کیا اور نہ چھپ چھپا کر حرام راستے پر چلا۔ میں نے اپنے گھر میں خوب صورت اور نئی سنوری (دو دو) عورتوں کو چھوڑ اور بہت سی دودھ دینے والی اونٹنیوں کے گلے چھوڑ کر چل دیا۔ انگوروں کی بیلوں سے ہاتھ اٹھا لیا جبکہ ان کے گچھے پک کر سرخ ہو گئے تھے اور میں کھجوروں کے پکے ہوئے باغات کو بھی خیر باد کہہ کر چلا آیا۔ جب منافقین دین حق کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے تو میں نے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ میرا مطمح نظر دین تھا۔

www.KitaboSunnat.com

وہ ماپالے بھی مجھے ملا میں نے اسے سینے سے لگا لیا۔
﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 521﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الرابع، عربی صفحہ 1642﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 3، عربی صفحہ 998﴾ ﴿البدایہ والنہایہ، جلد 5، عربی صفحہ 7﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد ، عربی صفحہ 292﴾ ﴿الاصابہ، جلد 4، عربی صفحہ 54﴾ ﴿حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، اردو صفحہ 58﴾

:61 ابن اسحاق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر تبوک کے واقعات لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ تبوک کی جانب جاتے ہوئے راستے میں کسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اونٹنی کی تلاش میں نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مخلص صحابی حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ وہ بیعت عقبہ اور بدر میں شمولیت کے شرف سے سرفراز ہوئے تھے۔ ان کے گروپ میں زید بن لصیت قینقاعی بھی تھا جو منافق تھا۔ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور زید بن لصیت قینقاعی منافق ان کی قیام گاہ میں تھا۔ اس نے قیام گاہ میں لوگوں سے کہا:

"کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبریں سناتا ہے؟ حالانکہ اسے تو یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔؟"

اس وقت حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"ایک شخص نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم! مجھے وہی کچھ معلوم ہوتا ہے جو اللہ مجھے بتا دے۔ ابھی ابھی میرے خدا نے مجھے میری اونٹنی کی خبر دی ہے۔ وہ اس وادی کی فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک درخت کے ساتھ اس کی نکیل اڑ گئی ہے اور وہ وہیں کھڑی ہے۔ جاؤ اور اسے وہاں سے پکڑ لاؤ۔"

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس گھاٹی کے قریب گئے تو انہیں اونٹنی کو وہیں پایا۔ چنانچہ

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اسے لے کر آگے گئے۔ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو لوگوں سے فرمایا:

"خدا کی قسم! ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک بات کی ہے جو بڑی عجیب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ ایک شخص نے یہ اور یہ بات کی ہیں۔"

قیام گاہ میں موجود لوگوں نے بتایا کہ یہ بات تو تھوڑی دیر پہلے زید بن لصیت نے کہی تھی۔"

حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سن کر سخت غصہ آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت زید بن لصیت کو گردن سے پکڑا اور لوگوں کو پکارا:

"اللہ کے بندو! میرے خیمے میں ایک ہوشیار، چالاک (اور وہی منافق) آدمی تھا (جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی) اور مجھے اس کی خبر ہی نہ تھی۔"

پھر اسے مخاطب کر کے فرمایا:

"اے دشمن خدا! میرے خیمے سے نکل جا اور میرے ساتھ کبھی نہ چلنا، نہ میرے قریب پھٹکنا۔"

﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 1010﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 523﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 2، عربی صفحہ 423﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 326﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 2، عربی صفحہ 238﴾

62: ابن اسحاق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک کی جانب روانگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی جانب روانہ ہو گئے اور بہت سے لوگ پیچھے رہ گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں اور فلاں پیچھے رہ گئے ہیں۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"چھوڑ دیجیے اگر ان میں سے خیر اور بھلائی ہے تو عنقریب اللہ انہیں آپ لوگوں سے ملا دے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو تمہیں کیا غم؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو جس نے ان لوگوں کے شر سے تمہیں پناہ دی۔"

اسی دوران میں کسی نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوذر غفاری بھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ دراصل ان کا اونٹ بیٹھ گیا تھا اور کوشش کے باوجود اٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوذر میں خیر و بھلائی ہوگی تو جلدی آجائے گا، ورنہ اس کی فکر نہ کرو۔"

ادھر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال یہ تھا کہ جب اونٹ نہ اٹھا سکے تو انہوں نے اونٹ وہیں چھوڑا، اپنا ہلکا پھلکا سامان اٹھایا اور پیدل ہی چل پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے بے قرار تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے ایک جگہ قیام فرمایا۔ مسلمانوں میں سے کسی نے صحرا میں ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص تنہا اور پیدل ہی چلا آ رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کن اباذر"

"وہ ابوذر ہے"

لوگوں نے دیکھا تو دور ہی سے پہچان لیا اور عرض گزار ہوئے:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! وہ تو ابوذر غفاری ہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ابوذر غفاری پر رحم فرمائے۔ وہ تنہا چل پڑتا ہے تنہا ہی فوت ہو جائے گا اور تنہا ہی قیامت میں اٹھایا جائے گا۔"

ابن اسحاق فرماتے ہیں، بریدہ بن سفیان اسلمی نے مجھ سے محمد بن کعب القرظی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے بیان کیا اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ سے ربذہ کی جانب چلے جانے کا حکم دیا تو انہوں نے تعمیل کی اور ربذہ کے گاؤں میں سکونت اختیار فرمائی۔ اسی گاؤں میں ان کا آخری وقت آ پہنچا۔ گاؤں کے سبھی لوگ حج کے لیے جا چکے تھے۔ وہاں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اور غلام کے سوا کوئی نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرگ سے پہلے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"موت کے بعد مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر راستے میں رکھ دینا۔ ایک قافلہ آئے گا ان سے کہنا یہ ابوذر غفاری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ ہے۔ تم لوگ نماز جنازہ اور تدفین میں ہماری مدد کرو۔"

جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے تو ان کی اہلیہ اور غلام نے ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ اسی وقت ایک قافلہ نظر آیا۔ اس قافلے کے سالار صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ وہ عراق سے عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ جب جنازے کے قریب پہنچے تو غلام نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

"یہ صحابی رسول ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ہے۔ آپ لوگ ہماری مدد کریں کہ نماز جنازہ پڑھا دیں اور میت کو دفن کر دیں۔"

یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ وہ اپنے اونٹ سے اترے اور مدہم سی آواز میں فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر فرمایا: "اے ابوذر! آپ تنہا ہی چل دیے تھے تنہا ہی دنیا سے رخصت ہو گیا اور تنہا ہی قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ امامت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی اور انہیں دفن کر دیا گیا۔ تدفین کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ نے سفر تبوک کا واقعہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی لوگوں کو سنایا۔ اس وقت ہر ایک کی آنکھ سے آنسو بہا جاری ہو گئے۔

﴿طبقات ابن سعد جلد 4 القسم الاول، عربی صفحہ 173﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 524﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 3، عربی صفحہ 1001﴾ ﴿الاصابہ، جلد 4، عربی صفحہ 65﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 5، عربی صفحہ 8﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 1، عربی صفحہ 302﴾ ﴿رحمۃ اللعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 47 تا 50﴾

63: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ منورہ رمضان المبارک کے مہینے میں پہنچے۔ اسی ماہ میں بنو ثقیف کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر چلے گئے مگر ان میں سے ایک خوش قسمت انسان عروہ بن مسعود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ روانگی کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا۔ وہ مدینہ سے قبل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو فی الفور مسلمان ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"ہمیں بنو ثقیف میں جا کر تبلیغ کرنے کی اجازت دے دیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو ثقیف کی درشتی اور نخوت جاہلیہ کا علم تھا اسی لیے فرمایا:

"اندازہ تو یہ ہے کہ تمہارے قبیلے کے لوگ تمہیں مار ڈالیں گے۔"

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اپنی قوم کے درمیان از حد محبوب ہوں۔ وہ مجھ سے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔"

ابن اسحاق مزید بیان کرتے ہیں کہ عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے درمیان بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کا حکم سنا اور مانا جاتا تھا۔ وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اس امید پر کہ قوم میں ان کی عزت بھی ہے اور رعب بھی، اس لیے کوئی بھی ان کی حکم عدولی نہ کر سکے گا، سب کو اسلام کی دعوت عام دے دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا۔ عروہ بن مسعود مسلسل یہ دعوت دیتے رہے۔ ایک بلند پہاڑی پر کھڑے ہو کر انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اظہار کیا اور عام لوگوں کو شرک اور کفر چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تو بنو ثقیف ہر جانب سے ان پر تیر برسانے لگے۔ وہ شدید زخمی ہو گئے۔ شدید زخمی ہونے کے بعد ان سے پوچھا گیا:

"آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خون کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

ان کے خاندان نے قاتل اور اس کے قبیلے سے انتقام لینے کا اعلان کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"میرے بدلے میں کسی کو مت قتل کرنا یہ تو ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اور اس نے مجھے شہادت کے عظیم مرتبے پر اپنی خصوصی رحمت سے سرفراز کیا ہے۔ میری ایک ہی خواہش ہے کہ مجھے ان شہداء صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس دفن کیا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنو ثقیف میں شامل ہوئے اور یہاں شہید ہوئے تھے۔"

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ شہادت سے قبل انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ انہوں نے مجھے پہلے ہی اس شہادت کی خبر دے رکھی تھی۔

﴿طبقات ابن سعد، جلد 1، القسم الثانی، عربی صفحہ 52﴾ ﴿طبقات ابن سعد جلد 5، عربی صفحہ 369﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی، عربی صفحہ 537﴾ ﴿الاستیعاب، القسم الثالث، عربی صفحہ 1066﴾ ﴿المغازی للواقدی، جلد 3، عربی صفحہ 960﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 3، عربی صفحہ 406﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 5، عربی صفحہ 29﴾ ﴿الاصابہ جلد 2، عربی صفحہ 470﴾

64: ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مجھ تک جو روایات پہنچی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ (اسلام لانے سے پہلے) عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید نفرت کرتے تھے۔

ان کا بیان ہے میں نے دین عیسائیت اختیار کر رکھا تھا اور میں اپنے قبیلے کا سردار تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا مقام بادشاہوں اور حکمرانوں جیسا تھا۔ ہر حملے سے مال غنیمت کا چوتھا حصہ مجھے ملا کرتا تھا اور اسی پر میری گزر بسر تھی۔ میں اپنے مذہب کو سچا مذہب گردانتا تھا اور اپنی حکمرانی پر بہت نازاں تھا۔ مجھے کسی قسم کا غم اور فکر نہ تھا۔

وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ کسی نے مجھے محمد بن عبداللہ کے بارے میں بتایا۔ ان کا نام سنتے ہی مجھے ان سے شدید نفرت ہو گئی۔ جب مدینہ سے ان کی فوجیں گردونواح کے علاقوں میں نکلنے لگیں تو مجھے بھی فکر دامن گیر ہوئی۔ میں نے اپنے ایک عربی غلام سے کہا:

"تیرا بھلا ہو۔ میرے لیے موٹے تازے تیز رفتار اونٹوں کا ایک گلہ تیار رکھنا اور جونہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکروں کی خبر پہنچے مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔"

میرا یہ غلام میرے اونٹوں کی رکھوالی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ میرے حکم کے مطابق اس نے اونٹ تیار کر لیے۔ ایک دن صبح صبح وہ بھاگتا ہوا میرے پاس پہنچا اور کہنے لگا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکروں کی آمد پر تم کچھ کرنا چاہتے تھے؟ سو وہ آگئے ہیں۔ میں نے دور سے کچھ جھنڈے دیکھے اور جب پوچھا تو کسی نے بتایا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فوجیں ہیں۔ اب جو کرنا ہے کر لیں۔"

حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے غلام سے کہا:

"میرے اونٹ جلدی لے آؤ۔"

جب وہ اونٹ آگئے تو میں نے ضروری سامان لیا، اہل وعیال کو اونٹوں پر بٹھایا اور شام کی جانب چل دیا۔ میں نے سوچا تھا کہ شام میں میرے ہم مذہب عیسائیوں کی حکومت ہے۔ میں ان سے جا ملوں گا۔ اسی بھاگ دوڑ میں میری بہن سفانہ بنت حاتم پیچھے رہ گئی۔ روانگی کے وقت وہ کسی ضروری کام سے باہر گئی ہوئی تھی۔ چنانچہ میں اپنی جوان اور خوبصورت بہن کو چھوڑ کر شام چلا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج نے بنو طے کو شکست دی اور ان کے مال مویشی پکڑ لیے۔ بہت سی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ اکثر آدمی میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

قیدیوں کو مدینہ لایا گیا۔ ان قیدیوں کو مسجد کے قریب ایک احاطے میں رکھا گیا۔ میری بہن بھی انہی قیدیوں میں سے تھی۔

میری بہن بڑی جرأت مند اور فصیح زبان عورت تھی۔ ایک دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کے قریب سے گزرے تو میری بہن کھڑی ہو گئی اور اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) هلك الوالد وغاب الوافد فامنن علي من الله عليك"

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد فوت ہو گیا ہے اور میرا سرپرست بچھڑ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مجھے آزاد کر کے) مجھ پر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان فرمائے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"تیرا سرپرست کون ہے؟"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

میری بہن سفانہ نے جواب دیا:

"عدی بن حاتم طائی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

"کیا وہی جو اللہ اور رسول سے دور بھاگ گیا ہے۔؟"

یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے۔ دوسرے روز پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کے پاس سے گزرے پھر میری بہن نے ان سے وہی بات عرض کی جو پہلے دن کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا۔

حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن کہتی ہیں کہ جب تیسرا دن ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر قیدیوں کے پاس آئے تو میں مایوس ہو چکی تھی۔ پیچھے رسول اللہ صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے ایک شخص چلا آرہا تھا۔ اس نے مجھے اشارے سے سمجھایا کہ میں اپنا معاملہ پیش کروں۔ چنانچہ میں نے ہمت کرکے پھر درخواست دہرائی۔ میری درخواست سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے تم پر احسان کیا اور تمہیں آزادی دے دی۔ مگر جلدی نہ کرنا۔ یہاں انتظار کرو یہاں تک کہ تمہاری قوم کا کوئی معتمد آدمی یا قافلہ ادھر سے گزرے پھر ان کے ساتھ چلے جانا، جانے سے پہلے مجھے اطلاع دے دینا۔"

اس کے بعد میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے مجھے نیک مشورہ دیا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی بھی ہیں اور صحابی بھی۔

میں آنے جانے والے قافلوں کے بارے میں پوچھتی رہی۔ حتیٰ کہ قبیلہ بلی یا قضاعہ کا ایک قافلہ آیا، وہ شام جا رہے تھے اور ان سے ہماری جان پہچان بھی تھی۔ میں اپنے بھائی کے پاس شام جانا چاہتی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کپڑے عطا فرمائے، سواری دی اور راستے کا خرچ دے کر عزت و تکریم سے رخصت فرمایا۔ میں اس قافلے کے ساتھ شام کی طرف چل پڑی۔

حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ شام میں مقیم تھا مگر سخت پریشان بھی تھا۔ دھیان اپنی بہن کی طرف رہتا تھا۔ سوچتا رہتا تھا کہ پتہ نہیں اس پر کیا بیت رہی ہے؟

ایک روز میں اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک قافلہ نمودار ہوا۔ ایک اونٹ پر محمل میں کوئی پردہ نشین سوار تھی۔ وہ قافلہ ہماری جانب بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا کہ یہ حاتم کی بیٹی اور میری بہن چلی آرہی ہے۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچی، تو واقعی وہ میری بہن ہی تھی۔

میرے پاس پہنچنے کے بعد اس نے ان الفاظ کے ساتھ مجھے برا بھلا کہنا شروع کردیا۔

"قطع رحمی کرنے والے! ظالم! تو نے اپنے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ سوار کیا اور فرار ہوگیا اور اپنی بیچاری بہن اور اس کی عزت کو وہاں چھوڑ آیا؟"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خود بہت شرمندہ تھا۔ میں نے کہا:

"میری پیاری بہن! تو جو کچھ کہہ رہی ہے سب سچ ہے۔ میں کوئی عذر پیش نہیں کرتا۔ اب مجھے معاف کر دو اور کوئی بددعا نہ دو۔"

پھر وہ سواری سے اتری اور میرے پاس میرے گھر میں رہنے لگی۔ وہ بڑی عقلمند تھی۔

میں نے اس سے پوچھا:

"اے میری پیاری بہن! تم نے اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسا پایا؟ اور اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔؟"

اس نے جواب دیا:

"میری رائے یہ ہے کہ تم فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اگر وہ شخص اللہ کا نبی ہے تو اس کی جانب جلدی جانا باعث فضیلت ہے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو وہ لوگوں کی قدر کرنا جانتا ہے۔ اس کے ہاں عزت والوں کو ذلیل نہیں کیا جاتا اور تمہارا مقام و مرتبہ تو ظاہر ہے۔ (یعنی اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تو وہ تمہیں ذلیل و رسوا نہیں کریں گے)"

میں نے اپنی بہن کی بات کو تسلیم کر لیا اور پسندیدگی کا اظہار بھی کیا۔ اس کے بعد میں شام سے مدینے کی جانب چلا۔ مدینہ پہنچا تو خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"کون ہے۔؟"

میں نے عرض کیا:

"عدی بن ابی حاتم طائی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا پرجوش استقبال فرمایا اور مجھے اپنے گھر میں لے گئے۔ گھر جاتے ہوئے راستے میں ایک بدحال کمزور بڑھیا نے انہیں روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اس کی باتیں سنتے رہے اور وہ اپنی مشکلات اور ضروریات بتاتی رہی۔

یہ ماجرا دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا:

"خدا کی قسم! یہ بادشاہ تو نہیں ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب بڑھیا اپنی بات کو مکمل کر چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے گھر لے گئے۔ چھوٹے سے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدا میری طرف بڑھایا۔ وہ کھجور کے چھلکوں سے بھرا ہوا چمڑے کا گدا تھا اور مجھ سے فرمایا:

''اس پر بیٹھ جاؤ۔''

میں نے عرض کیا:

''نہیں آپ اس پر تشریف رکھیں۔''

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

''نہیں! تم اس پر بیٹھو۔''

میں گدے پر بیٹھ گیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ اب پھر میں نے دل ہی دل میں سوچا اور کہا:

''خدا کی قسم! ایسی سادگی بادشاہ تو نہیں دکھاتے۔''

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''اے عدی بن حاتم! کیا تو رکوسی فرقے سے تعلق نہیں رکھتا؟''

میں نے عرض کیا:

''جی ہاں! میں رکوسی ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا سوال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''کیا تم اپنی قوم سے مال غنیمت کا چوتھا حصہ وصول نہ کرتے تھے؟''

میں نے جواب دیا:

''جی ہاں! یا رسول اللہ! میں چوتھا حصہ لیا کرتا تھا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ وصولی تمہارے دین کے مطابق حلال بھی نہ تھی۔''

میں نے تسلیم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی بالکل درست ہے کہ دکوسی ایسی دولت کو حلال نہیں سمجھتے۔ اب میں نے بخوبی سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ جو باتیں عربوں کو معلوم ہی نہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب واقف تھے۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب سا سوال پوچھتے ہوئے فرمایا:

"اے عدی بن حاتم! شاید! تجھے دین اسلام میں داخل ہونے سے یہ بات مانع ہو کہ اہل اسلام کی مالی حالت بہت کمزور ہے؟ خدا کی قسم! مال و دولت کی ایسی ریل پیل ہو گی کہ دینے والے بھی ہوں گے لیکن لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ شاید تجھے اس چیز کی بھی پریشانی ہو کہ یہ لوگ تو تعداد میں بہت کم ہیں اور پوری دنیا ان کی دشمن۔ خدا کی قسم! اس دین کا غلبہ ہو گا۔ تو سن لے گا اور دیکھ لے گا کہ ایک عورت زیورات سے لدی تن تنہا اپنے اونٹ پر قادسیہ سے سوار ہو گی اور بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے مکہ کا سفر کرے گی مگر اسے کوئی ڈر اور خطرہ نہیں ہو گا۔ اے عدی! ممکن ہے کہ تو نے سوچا ہو دنیا میں بہت سے بادشاہ اور سلاطین ہیں اور ہم مسلمانوں میں کوئی تاجدار نہیں۔ خدا کی قسم! تو سن لے گا کہ بابل کے سفید محلات ان لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔"

حضرت عدی بن حاتم طائی کہتے ہیں:

"یہ سن کر میں مسلمان ہو گیا۔ خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی غیبی خبروں میں سے دو کو تو دیکھ لیا یعنی بابل کے محلات بھی فتح ہو گئے اور قادسیہ سے تن تنہا زیورات سے لدی ہوئی عورت کو بھی سفر کرتے دیکھ چکا ہوں۔ میں خدا کی قسم! کھا کر کہتا ہوں کہ تیسری نشانی بھی ضرور پوری ہو گی اور دینے والے سب ہوں گے لیکن لینے والا کوئی نہ ہو گا۔ (آج کل سعودی عرب میں یہی حال ہے کہ زکوٰۃ صدقہ و فطرانہ ڈسپتے والے سب ہیں لیکن لینے والا عربی کوئی نہیں۔ لہذا یہ غیبی خبر بھی پوری ہو گئی۔)

﴿طبقات ابن سعد جلد 1 القسم الثانی عربی صفحہ 60﴾ ﴿سیرۃ ابن ہشام القسم الثانی عربی صفحہ 578﴾ ﴿تاریخ الطبری جلد 4 عربی صفحہ 239﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 5 عربی صفحہ 64﴾ ﴿البدایہ والنہایہ جلد 6 عربی صفحہ 188﴾ ﴿السنن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المعجم، جز 57، عربی صفحہ 225 ﴿الاصابہ جلد 2، عربی صفحہ 461﴾ ﴿الاصابہ جلد 4، عربی صفحہ 322﴾ ﴿اسد الغابہ، جلد 3، عربی صفحہ 392﴾ ﴿تفسیر ابن کثیر، جلد 2، عربی صفحہ 348﴾

65: ابن ابی حاتم نے حدیث بیان کی ہے، جس کے راوی معان بن رفاعہ ہیں۔ انہوں نے علی بن یزید سے اور انہوں نے ابو عبدالرحمٰن قاسم بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے جو کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن معاویہ کے غلام تھے۔ ان سے ابو امامہ الباہلی نے بیان کیا کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و دولت عطا فرمائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ثعلبہ! تم پر افسوس (تم نے اللہ کے نبی سے مطالبہ کیا بھی تو حقیر مال و دولت کا) وہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس کثیر مال سے بہتر ہے جس کا شکر کرنے کی تو طاقت و ہمت نہیں رکھتا۔"

اس وقت تو ثعلبہ چلا گیا مگر کچھ دنوں بعد پھر عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے مال و دولت کی دعا فرمایئے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ کو سمجھایا اور فرمایا:

"کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تو اللہ کے نبی (کے نقش قدم پر چل کر اپنی) جیسی زندگی گزارے؟ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونا چاندی بن جاتے اور میرے ساتھ ساتھ چلتے رہتے۔"

ثعلبہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اگر مجھے مال کی فراوانی عطا ہوئی تو میں ہر حق دار کا حق بطریق احسن ادا کروں گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثعلبہ کے بار بار سوال دہرانے اور اصرار کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! ثعلبہ کو مال دے دے۔"

ثعلبہ نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں ان میں یوں اضافہ ہونے لگا جیسے برسات میں مینڈکوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدینہ اس کی بکریوں کے لیے تنگ پڑ گیا اور وہ کثیر ہو گئی کہ مدینہ میں سماتی ہی نہ۔ وہ مدینہ سے باہر ایک وادی میں چلا گیا۔ اب وہ ظہر اور عصر کی نماز تو مسجد نبوی میں ادا کرتا مگر باقی تینوں نمازیں بکریوں کے پاس ہی تنہا ادا کرنے لگا۔

بکریاں مسلسل بڑھتی جا رہی تھیں حتی کہ وہ وادی بھی تنگ ہو گئی۔ ثعلبہ اس سے آگے ایک اور میدان میں چلا گیا اب ساری نمازیں بکریوں کے پاس اور صرف جمعہ کے دن نماز جمعہ مسجد میں ادا کرنے چلا آتا۔ بکریاں اور زیادہ ہو گئیں۔ میدان سے بھی آگے جانا پڑا۔ اب نماز جمعہ بھی گئی جو لوگ جمعہ پڑھ کر واپس اپنے اپنے دیہاتوں کو جاتے ہوئے اب ان سے ثعلبہ مدینہ کے حال احوال پوچھ لیا کرتا۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ کا حال دریافت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ اس کی بکریاں بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور وہ مدینے سے دور چلا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"اے ثعلبہ! تم پر افسوس! اے ثعلبہ! تم پر افسوس!"

جب زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم (اس آیت "خذ من اموالهم صدقة" (پارہ 11 سورۃ التوبہ آیت نمبر 103 کے ساتھ) نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاملین زکوٰۃ کو مختلف علاقوں میں بھیجا اور زکوٰۃ کی وصولی، نصاب اور شرح وغیرہ سے متعلق تمام احکام لکھ کر انہیں دے دیے۔ ثعلبہ والے علاقے میں دو صحابہ کو بھیجا گیا جن میں سے ایک بنو جہینہ سے تعلق رکھتے تھے اور ایک بنو سلیم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ثعلبہ اور بنو سلیم کے فلاں آدمی سے زکوٰۃ وصول کر کے لے آؤ۔"

یہ دونوں صحابی مدینہ منورہ سے نکلے اور ثعلبہ کے پاس پہنچے۔ اسے حضور صلی اللہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم کا حکم سنایا اور خط دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر اس نے کہا:

"یہ تو جزیہ ہے جزیہ! یہ تو جزیہ کی طرح ٹیکس ہے۔ خدا کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ آپ لوگ جائیں اور دیگر افراد سے وصولی کر لیں پھر میرے پاس آنا۔"

جب یہ صحابہ بنو سلیم کے مسلمان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا استقبال کیا اور بطور مسرت و خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر اپنے اونٹوں میں سے بہترین قسم کے اونٹ چھانٹ چھانٹ کر پیش کر دیے۔ یہ دیکھ کر ان دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

"یہ تو درست نہیں ہے کہ ہم چن چن کر بہترین مال لیں۔ ہمیں تو درمیانے درجے کا مال وصول کرنے کا حکم ہے۔"

بنو سلیم کے مسلمان صحابی نے فرمایا:

"خدا کے لیے قبول کر لیں کیونکہ میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہترین مال پیش کروں۔"

اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مال لے کر وہ دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دیگر زمینداروں کے پاس گئے اور ان سے زکوٰۃ وصول کر کے واپسی پر پھر ثعلبہ کے پاس آئے۔ ثعلبہ نے ان دونوں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"ذرا مجھے خط تو دکھاؤ۔"

خط پڑھنے کے بعد اس نے پھر وہی بات دہرائی کہ "یہ تو جزیہ ہے جزیہ!"

اس کے بعد کہنے لگا:

"تم لوگ جاؤ۔ میں اس مسئلے پر غور کروں گا۔"

یہ دونوں صحابی مدینہ پہنچے تو ان کی بات سننے سے قبل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم کے صحابی کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ثعلبہ کے لیے فرمایا:

"افسوس ثعلبہ پر! افسوس ثعلبہ پر!"

اس کے بعد ان دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو ساری کہانی سنائی۔ اس موقع پر سورۃ التوبہ کی یہ آیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوئیں۔

"ومنهم من عهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصلحين ○ فلما اتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون ○ فاعقبهم نفاقا في قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعده وبما كانوا يكذبون ○"

﴿القرآن المجید، سورۃ نمبر 9 (التوبہ) آیت نمبر 75-76-77﴾

"اور ان میں سے کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔○ تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو وہ اس میں بخل کر گئے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔○ تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے۔ بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔○"

ثعلبہ کے رشتے داروں نے جب یہ آیات سنیں تو اس کے پاس گئے اسے برا بھلا کہا اور یہ بھی بتایا کہ تیرے بارے میں سخت وعید پر مشتمل آیات نازل ہوئی ہیں۔"

ثعلبہ اب بکریاں لے کر مدینہ منورہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"میرا صدقہ اور زکوٰۃ قبول فرمائیں۔"

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ نے مجھے تمہارا صدقہ وزکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔"

اب ثعلبہ نے سر میں مٹی ڈالی اور رونے دھونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے تجھے سمجھایا تھا مگر تو نہ مانا۔ اب تیرا ہی کیا دھرا تیرے سامنے آیا ہے۔"

ثعلبہ روتا دھوتا واپس آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد وہ خلیفہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال لے کر آیا اور درخواست کی کہ اس کا صدقہ قبول فرمالیں مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا مال قبول نہیں فرمایا۔ میں کون ہوتا ہوں قبول کرنے والا۔؟"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی ثعلبہ مال لے کر آیا مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارا مال قبول نہیں فرمایا تو میں تمہارا مال کیسے لے سکتا ہوں۔؟"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی ثعلبہ حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اس کا مال قبول فرمالیں مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے تمہارا مال مسترد کر دیا تو عثمان کون ہوتا ہے قبول کرنے والا۔؟"

حضرت عثمان غنی کے دور خلافت میں ہی ثعلبہ ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

﴿تفسیر ابن کثیر جلد 2، عربی صفحہ 374﴾ ﴿الاصابہ جلد 1، عربی صفحہ 199﴾ ﴿اسد الغابہ جلد 1، عربی صفحہ 237﴾ ﴿رحمۃ للعالمین، جلد 2، اردو صفحہ 196-197﴾

:66 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے عفان نے، ان سے حماد بن سلمہ نے، ان سے زبیر بن عبدالسلام نے اور ان سے ایوب بن عبداللہ بن مکرز نے بیان کیا ہے۔ ایوب کہتے تھے کہ حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی یہ واقعہ حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی یوں سنایا کرتے تھے کہ حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آمد سے پہلے ہی اپنے دل میں سوچ رکھا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور بدی کے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہر سوال پوچھ کر رہوں گا تاکہ کوئی نیکی مجھ سے پوشیدہ اور کسی برائی کے بارے میں میں بے خبر نہ رہ جاؤں۔

جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت جمع تھی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھ رہے تھے۔ میں نے لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے آگے بڑھنا چاہا تو لوگوں نے مجھ سے کہا:

"یوں گردنیں پھلانگنا ٹھیک نہیں ہے۔"

میں نے کہا:

"خدا کے لیے! مجھے بھی راستہ دے دو۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دنیا بھر کے انسانوں سے زیادہ محبوب اور عزیز ہیں۔"

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت و محبت سے فرمایا:

"وابصہ کو چھوڑ دو۔ وابصہ! میرے قریب آ جاؤ۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو تین مرتبہ فرمائی۔ لوگوں نے میرے لیے راستہ بنا دیا اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل سامنے جا پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم خود پوچھو گے یا میں بتا دوں کہ کس ارادے سے آئے ہو؟"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خود ہی بتا دیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم نیکی اور بدی کے بارے میں سوال کرنے آئے ہو۔"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!"

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں اکٹھی کر کے میرے سینے میں ٹھوکا دیا اور تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے وابصہ! اپنے دل سے اور اپنے نفس سے پوچھ لیا کر۔ نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل مطمئن ہو جائے اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے تردد میں مبتلا کر دے۔ یہی اصول پیش نظر رکھنا، اگرچہ لوگ تجھے فتویٰ دیتے رہیں۔ (غلط کہتے رہیں یا اس کے خلاف اور کوئی اصول بتاتے رہیں۔)

(البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 181)

67: ابو داؤد سے محمد بن علاء نے، ان سے ابن ادریس نے، ان سے عاصم بن کلیب نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے کی جانب نماز جنازہ پڑھنے کے لیے نکلے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ قبر کے کنارے کھڑے تھے اور قبر کھودنے والے سے فرما رہے تھے:

"پاؤں کی جانب سے ذرا اور کھودو اور سر کی جانب سے بھی کشادہ کرو۔"

نماز جنازہ اور تدفین کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ آئے تو ایک عورت کے کارندے نے اس کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت طعام دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ تشریف لے گئے۔ کھانا پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوسرے حاضرین نے بھی ہاتھ بڑھائے۔ لوگ کھانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لقمہ منہ میں ڈالا اور اسے منہ میں پھیرنے لگے۔ پھر فرمایا:

"محسوس کرتا ہوں کہ اس بکری کا گوشت اس کے مالک سے پوچھے بغیر پکا لیا گیا ہے۔"

یہ سن کر دعوت بھیجنے والی عورت نے ایک آدمی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بتا کر بھیجا اور اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کسی ہمسائے کو بقیع کی طرف بھیجا کہ وہ مجھے ایک بکری خرید کر لا دے مگر بکری نہ مل سکی۔ میں نے پھر اپنے ہمسائے کے ہاں پیغام بھیجا کہ وہ مجھے رقم لوٹا دے مگر ہمسایہ گھر پر نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ میں نے اس کی قیمت سے مطالبہ کیا تو اس نے یہ بکری بھیج دی جو ہمسائے نے اپنے لیے خریدی تھی۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(حاضرین میں سے یہ کھانا کوئی نہ کھائے بلکہ) یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو۔"

﴿البدایہ والنہایہ، جلد 6، عربی صفحہ 191﴾﴿الاصابہ، جلد 2، عربی صفحہ 249﴾

68: ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرما دیا اور ارشاد فرمایا:

"یمن کے قبائل سے اور گرد و نواح کے مشرک قبائل سے اپنے قبیلے اور آس پاس کے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرو۔"

حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نکلے اور یمن کے علاقے جرش میں جا پہنچے۔ جرش اس دور میں ایک بند شہر تھا جس کے گرد فصیل بنی ہوئی تھی۔ اس میں یمن کے بعض قبائل رہتے تھے اور بنو خثعم کے کچھ لوگ بھی ان کے پاس پناہ گزین تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کی آمد کی خبر پا کر یمنیوں کے ساتھ قلعہ بند ہو گئے تھے۔

حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان لوگوں کا مہینہ بھر محاصرہ کیے رکھا مگر قلعہ پر قبضہ نہ ہو سکا۔ حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالآخر محاصرہ اٹھا لیا اور پیچھے ہٹے۔ قلعہ کے محصورین نے بزعم خویش یہ سمجھا کہ حملہ آور شکست کھا کر چلے گئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قلعے سے نکل کر ان کا تعاقب کرنا چاہا۔ جب حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکر نامی پہاڑ کے پاس پہنچے تو اہل جرش نے ان کو آ لیا۔

حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیچھے پلٹ کر ایسا حملہ کیا کہ دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور ان کا بری طرح قتل عام ہوا۔ اہل جرش نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قبل دو شخص مدینہ بھیجے تھے کہ صورت حال کا جائزہ لیں اور آ کر بتائیں کہ انہوں نے مدینہ کے حاکم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسا پایا۔؟

یہ دونوں افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:

"شکر کس ملک اور علاقے میں واقع ہے؟"

انہوں نے جواب دیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے علاقے میں ایک پہاڑ ہے جسے کشر (اہل جرش شکر کو کشر کہا کرتے تھے) کہتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔"

انہوں نے پوچھا:

"اس پہاڑ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں دریافت فرمایا؟ کیا کوئی خاص وجہ ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس لیے کہ اس پہاڑ پر قربانی کے جانور ذبح ہو رہے ہیں۔"

یہ گفتگو عصر کی نماز کے بعد ہوئی۔ یہ گفتگو سن کر وہ دونوں شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے (اور یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شکر پہاڑ پر قربانی کے جانور قربان ہو رہے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟) تو انہوں (حضرت ابوبکر یا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے ان سے فرمایا:

"تمہاری بربادی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو تمہاری قوم کے قتل عام کی خبر دی ہے۔ اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر عرض کرو کہ وہ تمہاری قوم کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ ان سے عذاب ٹال دیا جائے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے دعا فرمائی:

"اللھم ارفع عنھم"

"اے اللہ! ان (اہل جرش) سے (غم، حزن اور عذاب) کو دور فرما دے۔"

اسی وقت یہ دونوں افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر انہیں اطلاع ملی کہ اسی دن اور اسی وقت ان لوگوں کو حضرت صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ میں تہہ و تیغ کر دیا تھا اور جو بچے تھے انھوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے) الٹے پاؤں بھاگ کر جان بچائی۔

☆☆☆

اسلام کی مقبولیت

عالمی ادیان اور اسلام

اسلام جس تیز رفتاری سے پھیلا دنیا کا کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ملکی اور مقامی مذاہب کا تو ذکر ہی کیا تمام عالمی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور بدھ مت وغیرہ) صدیوں تک نہایت گمنامی کی حالت میں رہے۔ یہی معاملہ یہودیت کے ساتھ پیش آیا۔ بدھ مت بھی اپنے بانی کے زمانے میں آس پاس کی چند چھوٹی ریاستوں سے باہر قدم نہ رکھ سکا تھا۔ البتہ صدیوں بعد راجاؤں اور فرمانرواؤں کی سرپرستی میں پروان چڑھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صدیوں بعد عیسائیت بھی تاج و تخت کے سایہ میں اشاعت پذیر ہوئی، لیکن اسلام اپنے آغاز سے تیئیس سال کے اندر اندر جزیرہ نمائے عرب کے گوشہ گوشہ میں پھیل گیا۔ یہی نہیں بلکہ اگلے پچیس سال میں کسریٰ کے مقبوضات اور قیصر کا بہت بڑا علاقہ مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا۔ اسی دوران اسلام ایشیا اور افریقہ میں بھی بہت مقبول ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبولیت کے غیر معمولی اسباب

یہاں ہمیں دیکھنا ہے کہ اس غیر معمولی مقبولیت کے اسباب کیا ہیں۔ عیسائی مبلغین اس کی تمام تر وجہ قوت کا استعمال بتاتے ہیں لیکن تاریخ سے گہری دلچسپی رکھنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ کوئی تحریک آج تک قوت کے بل بوتے پر کامیاب نہیں ہوسکی۔ تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ عمدہ سے عمدہ تحریکیں صرف تشدد کے باعث ناکام ہوگئیں۔ پھر اسلام کی اشاعت کا سبب تلوار کو قرار دینا حقائق سے دیدہ ودانستہ چشم پوشی کرنے کے مترادف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی مقبولیت کا سب سے اہم سبب اس کی تعلیمات کی گہرائی ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے ہر ہر شعبہ کی اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ جس کی ہدایات نہ صرف اگلی دنیا میں چین وآرام کی راہیں کھولتی ہیں بلکہ اس دنیاوی زندگی میں بھی امن واطمینان کی زندگی بسر کرنے کے لئے مشعل راہ بھی ہیں۔ اسلام کی اعلیٰ ہمہ گیر اور قابل عمل تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ ہر خطہ اور ہر ملک کے باشندوں نے اسے قبول کیا اور اس کے ذریعہ ترقی کے اعلیٰ ترین مدارج پر فائز ہوگئے۔

اسلامی تعلیمات میں جس چیز نے سب سے زیادہ لوگوں کو لبھایا وہ اس کی مساوات کی تعلیم ہے جس کے ذریعہ صدیوں کے درماندہ لوگوں کو نئی زندگی مل گئی۔ وہ مظلوم طبقہ جو نامعلوم زمانے سے مٹھی بھر لوگوں کے پنجہ جور میں بری طرح جکڑا ہوا تھا اس نے اسلام کے دامن میں آکر پناہ لی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر عہد میں اکثریت اور بہت بڑی اکثریت ایسے لوگوں کی رہی ہے جو غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر اسلام نے جہانبانی کے جو اصول سکھلائے ہیں اور جس طرز حکومت سے بنی نوع انسان کو روشناس کرایا ہے۔ لوگ اس کے گرویدہ ہو کر بہ کثرت حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

اسلام کی مقبولیت کا ایک اور اہم سبب یہ بھی ہے کہ اسلام نے وحدت ادیان کا اصول پیش کیا ہے۔ اس کی رو سے تمام مذاہب جن کی بنیاد توحید ہے سب کے سب سچے ہیں اور ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیوں کی حیثیت رکھتے ہیں جو وقت اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق اللہ کی طرف سے انسان کی اصلاح کی خاطر وقتاً فوقتاً آتے رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وحدت ادیان کے ساتھ اسلام نے سچائی اور نجات کی اجارہ داری کا بھی بالکل خاتمہ کر کے رکھ دیا ہے کیونکہ مذاہب عالم میں اکثریت ایسے مذاہب کی ہے جنہوں نے نجات کو کسی خاص فرقہ یا گروہ کے لوگوں تک محدود کر دیا ہے، لیکن اسلام میں نجات کا دروازہ ہر ایک شخص کے لیے کھلا ہوا ہے جو خود کو خالق کائنات کے سپرد کر دے اور نیک عملی کو اپنا شعار بنا لے۔ اس طرح انسان پہلی بار اس حقیقت سے روشناس ہوا کہ کسی خاص نسل یا قوم میں پیدا ہونا نجات کی ضمانت نہیں ہے، بلکہ رنگ و نسل سے ہٹ کر تقویٰ، تزکیۂ نفس اور حسن سیرت ہی دنیا میں فلاح اور آخرت میں نجات کا باعث ہے۔

☆☆

دین اسلام...... پیغمبر اسلام کے بعد

خلافت، بادشاہت اور غلامی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کا دور آیا۔ ان خلفاء کا عہد حقیقی جمہوریت کا عہد تھا۔ ہر طرف بغاوت کے آثار تھے۔ ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے تو دوسری طرف وہ لوگ جنہوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بصیرت و فراست نے ان سب پر قابو پالیا۔ قرآن کی تدوین کا خیال بھی اسی دور میں پیدا ہوا۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہد اسلامی فتوحات کا دور تھا۔ ان کے دور میں اسلام عرب سے نکل کر عراق، ایران، شام، مصر اور شمالی افریقہ تک پھیل گیا۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ پرفتن زمانہ تھا۔ ان دونوں خلفاء کے زمانے میں اسلام دشمن عناصر پھر میدان عمل میں آ گئے اور انہوں نے اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

خلفائے راشدین کے بعد مسلمانوں میں شہنشاہیت کا آغاز ہوا اور اس کے سب سے پہلے علم بردار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے اموی خاندان کی حکومت کی بنیادوں کو استوار کیا۔ اموی عہد میں اسلامی فتوحات کا دائرہ اور وسیع ہوا۔ اسلامی مملکت کی

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود ہندوستان اور چین تک وسیع ہوگئیں، لیکن اسلام کی وہ انقلابی روح جس کا پیغام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے بہت حد تک مردہ ہوگئی۔ یہ زمانہ تقریباً اسی ۸۰ سال پر محیط ہے۔

امویوں کے بعد عباسی آئے جنھوں نے فتوحات پر دنیاوی ثقافت کو ترجیح دی۔ ان کا عہد علوم وفنون کا عہد تھا، جس سے مسلمانوں میں فرقہ بندی کا ظہور ہوا۔ عباسی حکومت پانچ سو برس تک قائم رہی لیکن اس کا انحطاط دو سو برس بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔ آخری تین سو برس میں متعدد چھوٹی چھوٹی اسلامی حکومتیں وجود میں آگئیں، جن میں سلاجقہ، غزنوی اور ایوبی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عباسیوں کے بعد سب سے بڑی اسلامی حکومت جو تقریباً سات صدیوں تک قائم رہی عثمانیوں کی تھی جن کی فتوحات یورپ کے اکثر ممالک پر محیط تھیں۔ عثمانی حکمران بھی اپنے آپ کو خلفاء کہلواتے تھے۔ انقلاب ترکی کے بعد اس خلافت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی مسلمانوں کی غلامی اور نکبت وادبار کا دور ہے جس پر یورپی طاقتوں نے مسلمانوں کو اپنا محکوم بنا لیا۔ اگرچہ ان کی حکومتیں بتدریج ان کی غلامی سے نکلتی جارہی ہیں، لیکن بین الاقوامی سیاست کے زیر اثر اب بھی وہ کسی نہ کسی یورپی طاقت کے زیر اثر ضرور ہیں۔

☆☆☆

اسوۂ رسول اکرم ﷺ

تاریخ انسانی میں ایسے لاکھوں ممتاز افراد گزرے ہیں جنھوں نے بنی نوع انسان کے لئے اپنی زندگیاں نمونے اور ماڈل کے طور پر پیش کیں۔ ان میں سے شاہان عالم ہیں، جنگی سپہ سالار ہیں، علماء، حکماء اور فاتحین عالم ہیں اور شہرۂ آفاق شاعر ہیں۔ اسی طرح اسٹیج عالم پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں اور ہر زندگی ایک کشش رکھتی ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ان مختلف گروہوں میں سے کس کی زندگی بنی آدم کی سعادت، نجات اور ہدایات کی ضامن ہے اور اس کے لئے قابل تقلید اسوۂ حسنہ ہے۔؟ اس معیار پر پرکھیں تو انبیاء علیہم

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا گروہ ہی ایسا قابل تقلید نمونہ ہے جو اس معیار پر پورا اترتا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ بنی نوع انسان کے حقیقی مسلمان، اعمال کی بہتری، اخلاق کی نیکی، قلوب کو صفائی اور انسانی قویٰ میں اعتدال اور توازن پیدا کرنے کی کامیاب سعی اگر کسی گروہ انسانی نے کی ہے تو وہ نفوس قدسیہ انبیاء کرام کا گروہ ہی ہے۔ وہ انسانی ہدایت کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے اور رشد و ہدایت کی مشعل روشن کر کے چلے گئے۔ جن کی تعلیم و عمل کی ضیاء پاشیوں سے آج بھی تمام انسانی گروہ یکساں فیض یاب ہو رہے ہیں۔ انبیاء کا پیام باہمی انس و محبت اور عالمگیر اخوت کا پیغام تھا۔ بقول مولانا روم:

"انبیاء توڑنے نہیں جوڑنے آتے ہیں۔"

یہ نفوس قدسیہ (انبیاء کرام) اپنے اپنے وقت پر آئے اور گزر گئے۔ ہر ایک نے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کے مناسب حال اخلاق حسنہ کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کیا اور تاریکی و ضلالت کے مقابلے میں ایسا رشد و ہدایت کا چراغ روشن کیا جس سے صراط مستقیم تک رسائی آسان ہو گئی۔ مگر اب ضرورت ایسے رہنما اور پیشوا کی تھی جو پورے عالم کو بقعہ نور بنا دے اور ہمارے سامنے اپنی اعلیٰ ترین عملی زندگی کا وہ مکمل ہدایت نامہ دے دے جس کو لے کر اس کی حکیمانہ ہدایت کے مطابق ہر مسافر بے خطر منزل مقصود کا پتہ پا لے۔ یہ بعیر کامل سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی تعلیم دائمی اور ابدی ہیں یعنی قیامت تک اس کو زندہ رہنا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو علم و عمل کا مجموعہ کمال بنایا گیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قیامت تک کے لئے پوری انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے، کیونکہ آپ کی پوری زندگی ایک روشن کتاب کی طرح ہمارے لئے کھلی ہے کوئی واقعہ راز اور جہالت کی تاریکی میں گم نہیں۔ اس طرح آپ کی سیرت پاک جامعیت کی حامل ہے یعنی مختلف طبقات انسانی کو اپنی رشد و ہدایت کے لئے جن نمونوں کی ضرورت ہے یا ہر فرد کو اپنے مختلف تعلقات اور فرائض کو ادا کرنے کے لئے جن ماڈلوں اور مثالوں کی ضرورت ہے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں موجود ہیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قول و فعل اور تعلیم و عمل کا حسین مرقع ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس تعلیم کو پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس کی ترجمان اور ذاتی عمل اس کے مطابق ہے۔ ورنہ اچھے سے اچھا فلسفہ اور عمدہ سے عمدہ نظریہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ البتہ جو چیز پیش نہیں کی جا سکتی وہ اس نظریئے اور فلسفے کے مطابق عمل ہے۔ اس لحاظ سے بھی سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لیے ازلی نمونہ اور ابدی اسوۂ حسنہ ہے۔

اسوۂ حسنہ قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن کریم کی نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہر ایک مسلمان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"

"تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

(سورۃ الاحزاب: آیت نمبر ۲۱)

ایک مسلمان کی حیثیت سے انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے ہمیں ہر قدم پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات انسانی کے ہر شعبے، ہر گوشے میں مکمل ہدایات اور مثالی اعمال کے ذریعے ہمیں سیدھا، سچا، روشن اور بہترین راستہ بتایا ہے۔

انسانوں کے ہر طبقے اور گروہ کے لئے اس سیرت پاک میں نصیحت پذیری اور عمل کی رہنمائی موجود ہے۔ جو لوگ بچپن میں ناسازگار ماحول میں گھر جاتے ہیں ان کے لئے آمنہ کے لال اور در یتیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں تسلی و اطمینان کا سامان ہے۔ نوجوانوں کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاداری اور عفت میں نمونہ عمل ہے، جو کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ تاجروں کے لئے مکہ معظمہ کے اس تاجر کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے جس کے تجارتی لین دین کی سچائی اور معاملے کی صفائی کا شہرہ ملک شام تک تھا۔ اسی طرح اگر تم حکمران ہو تو سلطان عرب صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پڑھو۔ اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو۔ اگر تم استاد ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ اگر طالب علم اور شاگرد ہو تو رحمٰن عزوجل کے شاگرد پر نظر جماؤ۔ اگر واعظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تاصح ہو تو مسجد نبوی کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو۔ اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو۔ اگر بے اولاد ہو تو فاطمہ کے باپ اور حسن و حسین کے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھو۔ اگر مزدور اور محنت کش طبقہ کے افراد ہو تو مسجد نبوی کے معمار اول کو دیکھو کہ جنہوں نے "محنت میں عظمت ہے" کا عملی پیغام دیا۔

غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو تو تمہاری زندگی کے لئے نمونہ، تمہاری سیرت کی اصلاح کے لئے سامان اور تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایات کا چراغ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کامل میں ہر وقت مل سکتا ہے۔ اس لئے طبقہ انسانی کے ہر طالب اور حق کے ہر متلاشی کے لئے صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح مبارکہ ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"

"میں جملہ اخلاق عالیہ کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔"

اخلاق دراصل انسان کی عملی سیرت کا نام ہے۔ قرآن پاک نے اس بات کی عملی شہادت دی ہے کہ آپ اپنے عمل و اخلاق کے لحاظ سے بھی بلند ترین انسان تھے۔ قرآن مجید نے دوست و دشمن کے مجمع میں علی الاعلان کہا:

"وانك لعلى خلق عظيم"

"بے شک آپ خلق عظیم کے حامل ہیں۔"

(سورۃ القلم: آیت نمبر ۴)

سیرت کے روشن ترین پہلو

چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا روشن ترین پہلو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نصیحت فرمائی اس پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔ آپ نے لوگوں کو خدا کی یاد اور محبت کی نصیحت کی تو شب و روز میں کوئی لمحہ ایسا نہ تھا کہ جب خدا کی یاد سے آپ کا دل اور ذکر سے زبان غافل ہو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ ہر وقت خدا کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔"

صبر، توکل اور خدا پر اعتماد کی شان دیکھیں تو صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتی ہے۔ حکم الٰہی تھا:

"واصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل"

(القرآن المجید)

"جس طرح صاحب عزیمت رسولوں نے صبر و استقلال دکھایا تو بھی دکھا۔"

آپ نے وہی کر کے دکھایا۔

قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی کیسی تکلیفیں دیں مگر صبر و استقلال کا دامن آپ کے ہاتھ سے کبھی نہ چھوٹا۔ ہجرت کے وقت غار ثور میں پناہ لیتے ہیں۔ کفار آپ کا پیچھا کرتے ہیں اور غار ثور کے دھانے تک پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا کر کہتے ہیں:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم دو ہیں اور دشمن کثیر۔؟"

ایک تسکین بھری آواز آتی ہے:

"ابوبکر ہم دو نہیں۔

"لاتحزن ان اللہ معنا"

"گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۴۰)

اسی طرح عفو و درگزر سے کام لینا اور دشمنوں سے پیار کرنا صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو اسلام قبول کرنے سے قبل برابر سات برس تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فوجیں لاتے رہے۔ وہ اسلام کے سخت ترین دشمن تھے۔ اسی طرح ان کی بیوی "ہندہ" جس نے احد کے معرکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی بے حرمتی کی اور ان کے سینے کو چاک کر کے کلیجہ نکال کر چبایا۔ فتح مکہ کے موقع پر رحمۃ للعالمین نے نہ صرف میاں بیوی کو معاف کر دیا بلکہ یہ بھی فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو بھی امن ہے۔"

غرض تاریخ عالم میں یہ فخر صرف اسلام کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ وہ تعلیم اور اصول کے ساتھ ساتھ اپنے عمل اور اپنی مثال کو پیش کرتے ہیں۔ آخری حج کے موقعہ پر جب کہ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ایک لاکھ چالیس ہزار پروانوں کا ہجوم تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کا آخری پیغام سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے ساتھ اپنی ذاتی مثال بھی پیش فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آج عرب کے تمام انتقامی خون باطل کر دیے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے بھتیجے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔ جاہلیت کے سودی لین دین آج باطل کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سودی کاروبار ختم کرتا ہوں۔"

(مسند امام احمد)

الغرض چھوٹے بڑے، حاکم و محکوم، فاتح و مفتوح، دوست و دشمن، اپنے بیگانے، معلم و متعلم، مقنن و مصلح، غرض سب کے لئے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ یکساں مفید اور قابل تقلید نمونہ ہے۔

☆☆☆

القرآن المجید

قرآن کا لفظ "قرات" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں:

"پڑھنا اور تلاوت کرنا۔"

قرآن مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں:

"بکثرت پڑھی جانے والی کتاب۔"

اس کتاب الٰہی کا یہ نام "قرآن" کسی انسان کا رکھا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ نام خود خداوند تعالیٰ نے رکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: سورۃ الاسراء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا o"

(سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل)، آیت نمبر 106)

2: سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا o"

(سورۃ النساء، آیت نمبر 82)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

3: سورۃ یوسف میں ہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ o"

(سورۃ الیوسف، آیت نمبر 3)

4: سورۃ الحجر میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ o"

(سورۃ الحجر، آیت نمبر 87)

5: سورۃ الحجر میں ہی ہے:

" اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ o"

(سورۃ الحجر، آیت نمبر 91)

6: سورۃ النحل میں ارشاد ہے:

" فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o"

(سورۃ النحل، آیت نمبر 98)

7: سورۃ الاسراء میں ارشاد ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝"

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر 9)

8: سورۃ الاسراء میں ہی ارشاد ہے:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝"

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر 45)

9: سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ہے:

" مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۝"

(سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 2)

10: سورۃ الفرقان میں ارشاد ہے:

"وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝"

(سورۃ الفرقان، آیت نمبر 30)

اس کے علاوہ بھی قرآن مجید کی بیسوں آیات میں قرآن مجید کا نام "القرآن" موجود ہے۔ اس کتاب کو قرآن کریم کا نام دینے میں دراصل ایک زبردست پیش گوئی مضمر ہے۔ وہ یہ کہ یہ کتاب اس کثرت سے دنیا میں پڑھی جائے گی کہ کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

چودہ سو سال سے زائد کا طویل عرصہ اس امر کا شاہد ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت تسلسل اور تواتر سے پوری ہو کر قرآن مجید کی صداقت پر ایک زبردست شہادت ثابت ہوئی ہے اور قیامت تک ثابت ہوتی رہے گی۔ چنانچہ دشمنوں اور مخالفوں کو بھی مجبور ہو کر تسلیم کرنا پڑا:

"حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر میں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔"

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، نولڈیکے کا مقالہ قرآن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ کتاب ہے جسے کروڑوں افرادون میں کم سے کم پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں۔ جو بڑی عمر کے لوگوں کے علاوہ کم عمر بچوں کے سینوں میں محفوظ ہے جو رمضان المبارک میں پوری کتاب صحت لفظی اور حسن قرأت کے ساتھ سناتے ہیں۔

نزول قرآن مجید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اس نے اپنے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا کرکے تیئس سال کی مدت میں نازل فرمایا۔ جب اس کا نزول شروع ہوا تو اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا اکتالیسواں سال تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے وحی غار حرا میں نازل ہوئی۔ وہ سورۃ العلق کی آیات ہیں:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝"

(سورۃ العلق: آیت نمبر 1 تا 5)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کریم کا نام لے کر پڑھو۔ جس نے (کائنات) کو پیدا کیا، جس نے انسان کو علق سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے سکھلایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا علم اس کو نہ تھا۔"

آخری وحی کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری حج ادا فرمایا تو آیت کلالہ نازل ہوئی:

" یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یُبَیِّنُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝"

(سورۃ النساء، آیت نمبر:۱۷۶)

"(اے پیغمبر!) لوگ تم سے کلالہ کے بارے میں (اللہ کا) حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ خدا کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے......"

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی:

" اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا"

(سورۃ المائدہ: آیت نمبر۳)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کرلیا۔"

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

" وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ق ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝"

(سورۃ البقرہ: آیت نمبر۲۸۱)

"اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور لوٹ کر جاؤ گے، پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائے گا اور کسی پر زیادتی نہ ہوگی۔"

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو سورۃ البقرہ کی 280 نمبر آیت کے سرے پر رکھو۔"

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی دن زندہ رہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب نزولی ترتیب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لگائی ہوئی ہے۔ جس روز قرآن مجید کا نزول مکمل ہوا اس روز اس کی ترتیب بھی مکمل ہوگئی گویا جو اس کا نازل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا تھا وہی اس کو مرتب کرنے والا بھی تھا۔

حفاظت قرآن مجید...... معجزہ قرآن مجید

کنفیوشس ازم اور زرتشت ازم میں رد و بدل ہوتا رہا اور کبھی کبھی تو وہ بالکل ناپید بھی ہو گئیں۔ پھر نہ جانے مرتب کرنے والوں نے انہیں کہاں سے مرتب کر لیا۔ ان سب کے برخلاف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن اپنی اصل زبان (عربی) میں آج تک اسی صورت سے محفوظ ہے جیسے وہ اترا تھا۔ قرآن دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی زمانے میں مرتب ہو گیا تھا۔ اس کے بعد صحابہ کرام نے اس کے مختلف نسخے کر کے مختلف جگہوں پر بھیجے۔ چنانچہ اس کے قدیم ترین اور جدید ترین نسخوں میں ایک شوشے کا فرق بھی نہیں ملتا۔ اسلام کے کٹر مخالف بھی اس بات کے معترف ہیں کہ قرآن ہر قسم کی تحریف سے پاک اللہ کا معجزہ ہے۔

جمع کے معنی ہیں:

"قرآن کو حفظ کرنا اور سینہ میں محفوظ کرنا۔"

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"إنا علينا جمعه وقرانه"

"بیشک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنی شروع ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یاد کرنے کی غرض سے جلدی جلدی پڑھتے تو یہ آیت حضور پر اتری:

"ہم اسے آپ کے دل میں جمع کر دیں گے اور اسے آپ کی زبان سے پڑھائیں گے۔"

اس طرح دوسری آیت میں ایسی ہی تاکید کی کہ آپ زبان تیز نہ کریں، ہم اس کو حفظ کرائیں گے۔ ارشاد ہے:

"لا تحرك به لسانك لتعجل به"

دوسری جگہ ہے آپ جلدی نہ کریں۔ ارشاد ہے:

"ولا تعجل بالقران انما نعدهم عدا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ امی تھے مگر آپ فصیح ترین کلام دنیا کو سنا رہے تھے۔ اسی وجہ سے حفاظ قرآن کو جامع قرآن بھی کہتے ہیں۔

قرآن مجید اتنا جامع اور مختصر کلام الٰہی ہے کہ اسے سینوں میں محفوظ رکھنا آسان ہے۔ یہ بھی اس کا اعجاز ہے کہ بے شمار علوم کا خزانہ ایک مختصر سے مجموعہ میں سمویا ہوا ہے۔ یاد کرنے میں آسان ہے اور سمجھنے میں مشکل نہیں۔ ان دونوں باتوں کی طرف قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ"

(سورۃ القمر، آیت نمبر 17)

قرآن مجید کے علاوہ دنیا کی کوئی ایسی مذہبی کتاب نہیں جسے حفظ کیا جاتا ہو۔ عیسائیوں نے جب قرآن مجید کو ضائع کرنے کا منصوبہ بنایا تو انہوں نے اس کے لئے خطیر رقم شروع کی مگر انہیں بتایا گیا کہ پہلے تو یہ بہت مشکل ہے، اگر معاذ اللہ یہ تم کر بھی لو تو قرآن مجید ان لاکھوں حفاظ کے دلوں سے کیسے نکالو گے جو اس کو محفوظ رکھے ہیں؟ اس پر انہوں نے منصوبہ ہی ترک کر دیا۔

خدا تعالیٰ نے خود قرآن مجید کی حفاظت کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون"

"ہم ہی اس قرآن کو نازل کرنے والے ہیں اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ شامل ہونے آئے تو انہوں نے حفظ قرآن کی شرط بیان کی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں اکثر قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ دن اور رات میں دو اور پورے ماہ میں اس کے برعکس ہمیں کسی مقدس کتاب کے متعلق ایسا کوئی خیال دریافت نہیں ہو سکا ہے۔

جب سے قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں تک پہنچایا ہے، اس دن سے آج تک کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ قرآن مجید اس میں نہ پڑھا گیا ہو۔ لاکھوں مسلمان روزانہ اس کی تلاوت کرتے ہیں اور یہ شان صرف قرآن مجید کی ہے۔ ارشاد باری ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" فاقرءوا ما تیسر من القرآن "

"پس پڑھو (نماز میں) جو قرآن کا حصہ آسانی سے پڑھ سکو۔"

(سورۃ المزمل، آیت نمبر 20)

یہ بات مسلمہ ہے کہ قرآن مجید سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا آف بریٹینکا میں ہے:

"The Holy Quran is the most read book in the World"

قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے کہ جو زمانہ کے ساتھ تواتر ہوتی ہوئی ہم تک پہنچی۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس نے ہر پہلو سے بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا ٥"

(بنی اسرائیل، آیت نمبر:۸۸)

"کہہ دیجئے کہ اگر انس و جن جمع ہو جائیں اور کوشش کریں کہ اس قرآن کی مثل بنا لائیں تو وہ ہرگز اس کی مثل نہ بنا سکیں خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔"

سورۃ بقرہ میں منکرین کو صرف ایک سورت کی مانند کلام پیش کرنے کا چیلنج دیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم من دون اللّٰه ان کنتم صدقین ٥ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا"

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۳)

"اگر تمہیں اس امر میں شک ہو کہ جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے تو تم اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مانند کوئی سورت بنا لاؤ اور اپنے گواہوں کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم نے اس کی مثل پیش نہ کی اور یاد رکھو کبھی نہ کر سکو گے۔"

یہ دونوں آیات قرآن مجید کا بے مثل ہونا ثابت کرتی ہیں۔

دلائل اعجاز

قرآن مجید کن کن پہلوؤں کے لحاظ سے معجزہ ہے ان تمام کا احاطہ کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے صرف چند ایک اعجازی پہلوؤں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید علوم کا خزانہ ہے جس کو بوجہ خارق عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا چاہیے۔

قرآنی علوم کو چار عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے:

1: جن میں خدا کی توحید اور اس کی صفات کا علم، تعلق باللہ کا علم، ملائکہ کا علم، نبوت و معاد کا علم، اخلاق فاضلہ کا علم اور عبادات کا علم شامل ہے۔

2: جن میں عمرانیات، علم سیاسیات، علم اقتصاد، علم قانون، علم تمدن، علم ہندسہ اور علم مناظرہ شامل ہیں۔

3: جن میں علم کیمیا، علم طبیعات، علم نباتات، علم طبقات الارض، علم الجبال، علم الحیوان، علم ہیئت اور علم حیوانات شامل ہیں۔

4: جس میں صرف و نحو، معانی و بیان کے علم شامل ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین"

"کوئی خشک اور تر چیز ایسی نہیں جو اس روشن کتاب میں نہ ہو۔"

اس آیت میں "رطب" سے مراد روحانی علوم اور "یابس" سے مراد بقیہ تمام علوم ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"ما فرطنا فی الکتاب من شیء"

"ہم نے کتاب میں بیان کرنے سے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔"

(سورۃ الانعام آیت نمبر:۳۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں یہ سب علوم خدمت دین کے لئے بطور خارق عادت بیان ہوئے ہیں جن سے بڑے بڑے دقیق مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔ خاص طور پر ہستی باری تعالیٰ ثابت کرنے کے لئے یہ علوم دستِ بستہ کھڑے نظر آتے ہیں۔

قرآن مجید کے نزول سے قبل اہل عرب ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ اس گمراہی اور ظلمت کے زمانے میں قرآن مجید نے عربوں کو ہر قسم کی بدی سے نجات دلا کر با اخلاق اور باخدا انسان بنا دیا۔ موسیو سیڈیو فرانسیسی لکھتا ہے:

"اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں انہوں نے قرآن کی تعلیم کو نہیں دیکھا جس کے اثر سے عربوں کی تمام بری اور معیوب عادتوں کی کایا پلٹ گئی۔"

مسٹر ٹامس کارلائل انگلستان کے فاضل اپنی کتاب "لیکچرز آن ہیروز" میں لکھتے ہیں:

"اسلام قوم عرب کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا۔ عرب کا ملک پہلے پہل اس کے ذریعے سے زندہ ہوا۔"

قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزہ ہے۔ اس کا اعتراف نہ صرف مسلمانوں کو ہے بلکہ مخالفین کو بھی ہے۔ نزول قرآن کے وقت عرب میں بے شمار فصیح اللسان خطیب اور شاعر تھے۔ جن کی زبان آوری مسلم تھی سب فصحاء و بلغاء قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے سامنے اپنے آپ کو ضعیف اور پست سمجھنے لگ پڑے۔ لبید معلقہ کا شاعر تھا۔ جب وہ مسلمان ہوا تو اس نے شعر کہنے ترک کر دیئے اور کہا کرتا تھا:

"جب خدا نے مجھے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سکھائی ہے تو اب مجھے شعر کہنا موزوں نہیں۔"

"Popular Enecyclopedia" میں لکھا ہے:

"قرآن کی زبان بلحاظ لغت عرب نہایت فصیح ہے جس کی انتہائی خوبیوں نے اسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے۔"

قرآن مجید اثر ڈالنے، یقین دلانے کی طاقت، فصاحت و بلاغت اور تراکیب و بندش الفاظ میں بے نظیر ہے اور دنیائے سائنس کے تمام شعبوں کی حیرت انگیز ترقی کا باعث ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سرجارج لکھتا ہے:

"انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔"

قرآن مجید کے الفاظ میں خارق العادت تاثیر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"ولقد جاءهم من الانباء ما فيه مزدجر حكمة بالغه فما تغن النذر"

(سورۃ نمبر ۵۴، آیت نمبر ۴ اور ۵)

"اور یقیناً ان کو (قرآن کے ذریعے) وہ باتیں پہنچ چکی ہیں جن میں تنبیہ ہے۔ یہ قرآن دل تک پہنچ جانے والی دانائی ہے مگر ڈرانا کسی کام نہ آیا۔"

اس وقت تاثیر سے ڈر کر مخالفین لوگوں کو قرآن مجید کے سننے سے روکنے کی کوشش کرتے تھے:

"جب کوئی مسلمان قرآن پڑھ کر سنائے تو شور کرو۔"

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون٥"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

(حم السجدہ: آیت نمبر ۲۶)

"کفار نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنا کرو اور اس کے پڑھنے کے وقت شور و غل کیا کرو شاید تم غالب آجاؤ۔٥"

جان ڈیون پورٹ جرمن فلاسفر کہتا ہے:

"جب قرآن پیغمبر کی زبان سے منکر سنتے تھے تو بے تاب ہو کر سجدے میں گر جاتے تھے اور مسلمان ہو جاتے تھے۔"

قرآن مجید تیئیس برس دکھ اور سکھ کے مختلف اوقات میں نازل ہوتا رہا ہے، کیا کوئی انسان یہ بات ذہن میں لا سکتا ہے کہ اس قسم کے حالات میں انسان ایک ہی حالت پر قائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے اور جو وہ کلام پیش کرے اس میں اختلاف نہ ہو۔؟ قرآن مجید منافقوں اور مخالفوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

"افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا O"

(سورۃ النساء: آیت نمبر ۸۲)

"پھر کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں ضرور اختلاف پاتے۔ O"

قرآن مجید غیب کی خبروں سے بھرا پڑا ہے۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب ایک ایسی ہستی کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو علیم و خبیر ہے۔ بعض وہ خبریں ہیں جو ماضی سے تعلق رکھتی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خبروں کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور بعض وہ خبریں ہیں جو مستقبل سے تعلق رکھتی ہیں۔

قرآن مجید نے بائبل میں تحریف و تغیر کا دعویٰ اس وقت کیا جب دنیا اس علمی حقیقت سے نا آشنا تھی۔ آج دنیا کے تمام محققین نے اس امر کا اعتراف کر لیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منهم یسمعون کلم اللہ ثم یحرفونه من بعد ما عقلوہ وهم یعلمون O"

"پس کیا تم امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے اور ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اللہ کے کلام کو سنتا ہے پھر سمجھ لینے کے بعد اس کو بدل دیتا ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ O"

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر: ۷۵)

رومن تاریخ کلیسا، مطبوعہ مرزا پور ۱۸۵۶ء کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے:

"بہت سے سچی کتابیں خود لکھ کر کسی حواری مسیح یا حواری مسیح کے کسی خادم یا کسی بڑے اسقف کے نام سے مشہور کر دیتے تھے۔ ایسی جعلی کارروائیاں تیسری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدی عیسوی سے شروع ہوئیں اور کئی سو برس تک جاری رہیں۔ یہ نہایت ہی خلاف حق اور قابل مذمت حرکت تھی۔"

2: قرآن مجید نے فرعون کی لاش کے متعلق یہ خبر دی تھی کہ وہ موجود ہے۔ یہ اس زمانہ کی خبر ہے جب کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ فرعون کی لاش محفوظ ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فالیوم ننجیك ببدنك لتكون لمن خلفك اية وان كثيرا من الناس عن ايتنا لغافلون"

"ہم تیری لاش کو باہر نکال دیں گے تاکہ تو ان کے لئے جو تیرے پیچھے ہیں نشان رہے اور بہت سے لوگ ہمارے نشانوں سے بے خبر ہیں۔"

(سورۃ یونس آیت نمبر:۹۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل جو فرعون تھا اس کا نام رعمیس ثانی تھا۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا میں مضمون "ممی" کے تحت لکھا ہے کہ رعمیس ثانی کی لاش آج بھی محفوظ ہے۔

قوت دلائل کے لحاظ سے معجزہ

قرآن مجید کا نام "بینہ" ہے جس کے معنی ہی واضح اور کھلی دلیل ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"فقد جاء كم بينة من ربكم"

(سورۃ الانعام: آیت نمبر ۱۵۷)

قرآن کا قاری آسانی سے یہ جان سکتا ہے کہ قرآن مجید ہر دعویٰ کو دلائل و براہین قاطعہ کے ساتھ منواتا ہے۔ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو نسل انسانی کی وحدت کا پیغام دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كان الناس امة واحدة فاختلفوا"

"سب لوگ ایک ہی امت تھے پس انہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔"

(سورۃ یونس، آیت نمبر:۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماوی کتب میں سے قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے مکمل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

"آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارا دین اسلام ٹھہرا کر راضی ہوا ہوں۔"

(سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۳)

جو بلند مقام قرآن مجید نے انسان کو دیا ہے کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

"ولقد کرمنا بنی ادم"

"اور ہم نے نوع انسان کو قابل تکریم بنایا۔"

قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو پہلی آسمانی کتب کی تصدیق کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم"

"ایمان لاؤ جو میں نے اتارا ہے۔ اس کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے۔"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۴۱)

اس آیت کریمہ میں بھی گذشتہ کتب کی تصدیق کا ذکر ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

"مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب"

(سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۴۸)

قرآن مجید میں ہے:

"ماننسخ من ایۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا"

"جو پیغام ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا لے آتے ہیں"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۱۰۲)

اس آیت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ یہاں یہود یا شرائع سابقہ کے متبعین مخاطب ہیں۔اس وجہ سے آیت سے مراد شرائع سابقہ ہیں۔آیت کا لفظ رسالت اور پیغام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

متعدد مقامات پر قرآن مجید لوگوں کو "یاایھا الناس" سے مخاطب کرتا ہے۔قرآن مجید کسی خاص قوم یا نسل کو مخاطب نہیں کرتا۔دوسرے مذہب کے برعکس کسی آسمانی کتاب نے عالمگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ایک تو وجہ یہ ہے کہ تمام سابقہ کتب کسی ایک قوم کی رہنمائی کے لئے آئی تھیں۔جس زمانہ میں وہ کتب نازل ہوئیں تھیں وہ عالمگیر دعویٰ کا متقاضی نہیں تھا۔جب قرآن نازل ہوا تو اس نے عالمگیر ہونے کا دعویٰ کیا۔ارشاد باری ہے:

"ان ھو الا ذکر للعالمین"

"یہ کتاب تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔"

(سورۃ الیوسف، آیت نمبر:۱۰۴)

قرآن مجید اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں راہِ اعتدال پر چلنے کی دعا سکھائی ہے:

"اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم"

"اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ چلا یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرے انعام ہوئے۔"

(سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر ۶ اور ۷)

اس وجہ سے امت مسلمہ کو امت وسطی کہا جاتا ہے۔ارشاد باری ہے:

"وکذلك جعلنکم امة وسطا"

"اور اس طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا۔"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۱۴۳)

امت وسط سے مراد ایسی جماعت ہے جو افراط وتفریط سے پاک ہونے کی وجہ سے ارفع سے ارفع مقام پر پہنچی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی کتب سماوی میں جو اجمال اور ابہام رہ گیا تھا قرآن مجید اس کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"وما كان هذا القرآن ان يفترى من دون الله ولكن تصديق الذى بين يديه وتفصيل الكتب لاريب فيه من رب العالمين"

"اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے، اللہ کے سوا اوروں کا افترا ہو، بلکہ یہ تو اس کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے اور کتاب کی تفصیل ہے جس میں کوئی شک نہیں، یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔"

(سورۃ الیونس، آیت نمبر: ۳۷)

اس آیت میں قرآن مجید کی دو شانیں بیان ہوتی ہیں:

1: تصدیق بین یدیہ۔

2: تفصیل کتاب۔

ارشاد باری ہے:

"ما انزلنا عليك الكتب الا لتبين لهم الذى اختلفوا فيه وهدى ورحمة لقوم يومنون"

"ہم نے اس کتاب کو تجھ پر اس لئے نازل کیا ہے کہ تا کہ جو عقائد باطلہ حقول ناقص کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں ان سب کا رد کیا جائے۔ یہ قرآن ایمان داروں کے لئے ہدایت اور رحمت کا موجب ہے۔"

(سورۃ النحل، آیت نمبر: ۶۴)

لہٰذا قرآن مجید نے عقائد باطلہ، اقسام شرک، تثلیث، ثنویت، کفارہ اور تناسخ کا مدلل رد کیا ہے۔

عقیدۂ ثنویت کا رد: یہ عقیدہ زرتشت مذہب کا ہے۔ وہ دو خدا اہرمن اور یزدان کا قائل تھا۔ اس کے رد میں ارشاد باری ہے:

"قال الله لا تتخذوا الهين اثنين انما هو اله واحد"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اللہ نے کہا کہ دو معبود مت بناؤ۔ وہ صرف اکیلا ہی معبود ہے۔"
(سورۃ النحل: آیت نمبر ۵۱)

قرآن اور عصری سائنسی تحقیق

اس دنیا میں انسانی زندگی کی ابتداء کے ساتھ ہی انسان نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ فطرت کو اپنی عقل و فہم سے سمجھ سکے۔ اس نظام عالم میں اپنی حیثیت اور زندگی کا مقصد سمجھ کر متعین کر سکے۔ بہت سی صدیوں، زمانوں اور کئی تہذیبوں پر محیط سچ کی اس تلاش کے دوران مذاہب نے انسانی طرز حیات کو تشکیل دیا اور ممکن حد تک تاریخ کی راہ کو متعین کیا۔ بعض مذاہب کی اساس تحریری لٹریچر ہے۔ ان لٹریچروں کے متعلق ان مذاہب کے پیروکاروں کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کا یہ لٹریچر الہامی ہے۔ جب کہ باقی بہت سے مذاہب محض انسانی تجربات پر انحصار کے حامل ہیں۔

کتاب اللہ (قرآن مجید) اسلامی عقائد کی اساسی اور بنیادی کتاب ہے۔ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ یہ کتاب مکمل طور پر الوہی بنیاد کی حامل ہے۔ مسلمانوں کا اس بات پر بھی یقین ہے کہ یہ کتاب (قرآن مجید) تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ ان مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کا پیغام اس کے نزول اور مابعد نزول کے تمام ادوار کے لئے ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں یہ عقیدہ اس وقت درست ہوگا جب معلوم ہو جائے کہ کیا یہ ہر دور کے حسب حال ہے؟ تو دیکھتے ہیں کہ کیا قرآن اس آزمائش پر پورا اترتا ہے؟

دنیا کی تاریخ کے میں ایسا وقت بھی تھا کہ جب "معجزہ" یا معجزہ نما انسانی عقل و دلائل پر کلی فوقیت رکھتا تھا۔ چونکہ معجزہ کی آسان تر تعریف یہی ہے کہ "کوئی بھی چیز جو عام انسانی زندگی کی کیفیات سے بالاتر ہو یا وہ کہ جس کے لئے نسل انسانی کے پاس کوئی وضاحت موجود نہ ہو وہ معجزہ کہلاتی ہے۔"

ایک کتاب جو کہ الہامی ہونے کی دعویدار ہے اور در حقیقت ہر عام معجزہ ہونے کا دعویٰ کر رہی ہے تو لازماً اس طرح کا دعویٰ ہی ہر دور میں مسلمہ اور معیار کے مطابق قابل عمل و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ جل جلالہ کی آخری کتاب ہے، معجزات کا معجزہ (Miracle of Miracles) ہے اور انسانی نسل کے لئے حامل رحمت ہے۔

دعویٰ قرآن حکیم

ہر دور میں شعر گوئی اور ادب انسان کی صلاحیت اور اظہار خیال کے ذرائع مانے گئے ہیں۔ دنیا میں وہ دور بھی آیا جب ادب اور شعر گوئی کو تمام شعبوں پر فضیلت و برتری حاصل رہی۔ اسی طرح جیسا کہ آج عصری سائنس اور ٹیکنالوجی کو ہر شعبے پر فضیلت و سبقت حاصل ہے۔

علاوہ ازیں تمام غیر مسلم سکالرز بھی اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن مجید تمام عربی ادب پر سبقت و فوقیت رکھتا ہے اور قرآن مجید ہی روئے زمین پر عربی ادب کی مسلمہ عظیم کتاب ہے۔

لہذا قرآن مجید ساری نسل انسانی کو اس بات کا چیلنج دیتا ہے کہ وہ تمام مل کر اس جیسی کوئی چیز بنا کر دکھائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدآء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین ۝ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ۝"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 1، سورۃ نمبر 2 (البقرہ)، آیت نمبر 23-24)

"اور اگر تمہیں اس (قرآن مجید) میں کوئی شک ہے، جو ہم نے اپنے بندہ خاص پر نازل فرمایا ہے تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ اپنے سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو ۝ پھر اگر تم نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکو گے، تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، وہ کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے ۝"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ قرآن مجید کا چیلنج ہے کہ پوری انسانیت میں سے کوئی اس قرآن جیسی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ ہی بنا کر دکھا دے۔ یہی چیلنج قرآن مجید میں کئی مقامات پر دہرایا گیا ہے۔ ایک ایسی سورۃ بنانے کا چیلنج جو خوبصورتی، فصاحت، بلاغت، منطق، فلسفہ، گہرائی اور معنی آفرینی میں کسی قرآنی سورۃ کے کسی قدر مماثل ہو، ابھی تک پورا نہیں کیا جا سکا۔

عصر حاضر کا عقلیت پسند آدمی کبھی بھی ایک مذہبی صحیفے کو تسلیم نہیں کرے گا جو کہ بہترین فصاحت وبلاغت والی زبان میں یہ کہتا ہے کہ دنیا چپٹی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ اس دور میں رہتا ہے جہاں انسانی دلائل، منطق، فلسفہ اور سائنس کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی اس خوبصورت کتاب کو اس کے اعلیٰ ادب کی وجہ سے الہامی ہونے کے ثبوت کے طور پر قبول نہیں کریں گے۔ کوئی بھی مقدس کتاب جو کہ الہامی ہونے کا دعویٰ کر رہی ہو، لازم ہے کہ وہ اپنے دلائل اور منطق کی بنیاد پر بھی قابل قبول ہو۔

چنانچہ مشہور نوبل انعام یافتہ ماہر طبیعات "البرٹ آئن سٹائن" کہتا ہے۔!

"مذہب کے بغیر سائنس لنگڑی ہے اور سائنس کے بغیر مذہب اندھا ہے۔"

آیئے ہم قرآن مجید کا مطالعہ اس نظر سے کرتے ہیں کہ "کیا قرآن مجید اور عصری سائنس میں ہم آہنگی اور مطابقت پائی جاتی ہے کہ نہیں۔؟

قرآن مجید سائنس کی کتاب نہیں ہے، بلکہ یہ نشانیوں، براہین، دلائل اور آیات کی کتاب ہے۔ قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ نشانیاں (آیات) ہیں جن میں سے ایک ہزار سے زائد صرف سائنس سے متعلق ہیں۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سائنس بہت دفعہ "یوٹرن" لیتی ہے۔ اس لیے میں نے صرف تسلیم شدہ سائنسی حقائق کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ بے بنیاد تصورات (Hypotheses) اور نظریات (Theories) کا تذکرہ نہیں کیا جو کہ ابھی تک محض مفروضے ہیں اور جن کا تا حال کوئی ثبوت نہیں ہے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

تخلیق کائنات

ماہرین فلکیات تخلیق کائنات کی وضاحت ایک مقبول نظریے "بگ بینگ" سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ ماہرین فلکیات (Astrophysicists) اور فلکی سائنس دانوں (Astronomers) کا سالہا سال کے مشاہدات اور تجربات سے جمع کردہ ڈیٹا بھی اس نظریہ (بگ بینگ) کی تائید کرتا ہے۔ بگ بینگ کے مطابق تمام کائنات شروع میں ایک بڑی کیت (Primary Nebula) تھی پھر (دوسری بگ بینگ علیحدہ) ہوئی، جس کی وجہ سے کہکشاؤں (Galaxies) نے جنم لیا، پھر یہ کہکشائیں ستاروں، سیاروں، سورج اور چاند کی صورت میں تقسیم ہو گئیں۔ کائنات کی ابتداء بالکل اچھوتی تھی اور اس کا اتفاقیہ یا خود بخود بن جانا کوئی ممکن بات نہیں۔ کائنات کی ابتداء سے متعلق مندرجہ ذیل آیت ہمیں بتاتی ہے:

"اولم یر الذین کفروا ان السموت والارض کانتا رتقا ففتقنھما"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 17 سورۃ نمبر 21 (الانبیاء)، آیت نمبر 30)

"کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ بیشک آسمان اور زمین دونوں آپس میں یک جان تھے تو ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا۔؟"

کسی بھی اہل علم کا اس قرآنی آیت اور بگ بینگ کے نظریے کے درمیان ہم آہنگی سے انکار کرنا ناممکن ہے۔ ایک کتاب جو کہ چودہ سو ستائیس سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے عرب میں موجود تھی، یہ عمیق سائنسی حقیقت کی حامل کیسے ہو سکتی ہے؟

فلکیاتی مادہ بصورت دھواں

سائنسدانوں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ کہکشاؤں (Galaxies) کے وجود میں آنے سے پہلے فلکیاتی مادہ "گیس" کی صورت میں تھا۔ مختصر یہ کہ گیس کے مرغولے یا بادل کہکشاؤں (Galaxies) کی تخلیق سے پہلے موجود تھے۔ اس فلکیاتی مادہ کے لئے دھوئیں کا لفظ گیس کی بہ نسبت زیادہ موزوں ہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کائنات کی اس حالت کی طرف "دخان" کے لفظ کے ذریعے اشارہ کرتی ہے، جس کے معنی دھواں کے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

"ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 24، سورۃ نمبر 41 (حم السجدۃ)، آیت نمبر 11)

"پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ ایک دھواں تھا پس اس نے آسمان اور زمین سے کہا کہ تم دونوں اطاعت کرو خوشی سے یا ناخوشی ہو کر ان دونوں نے کہا ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہیں۔"

دوبارہ یہ حقائق "بگ بینگ" کے منطقی نتیجے پر مشتمل ہیں اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کسی کو معلوم نہ تھے۔ پھر اس علم کا ماخذ کیا ہو سکتا ہے؟

زمین انڈے کی شکل میں

پرانے وقتوں میں لوگ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ زمین چپٹی (Flat) ہے۔ صدیوں تک انسان دور کسی مہم پر جانے سے ڈرتا رہا کہ کہیں وہ کنارے سے گر نہ جائے۔ سر فرانس ڈریک وہ پہلا شخص تھا جس نے 1597ء میں بحری سفر کرنے کے بعد یہ ثابت کیا کہ زمین بیضوی (انڈے جیسی) ہے۔ قرآن مجید کی آیت ملاحظہ ہو جو کہ دن اور رات کی تبدیلی یاد دلاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الم تر ان اللہ یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 21، سورۃ نمبر 31 (لقمان)، آیت نمبر 29)

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ رات کو دن میں داخل فرماتا ہے اور دن کو رات میں۔"

اس آیت کریمہ میں داخل کرنے سے مراد ہے کہ رات آہستہ آہستہ اور بتدریج دن میں بدلتی ہے اور دن بتدریج اور آہستہ آہستہ رات میں۔ یہ عمل صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے اگر زمین بیضوی ہو۔ اگر زمین چپٹی ہوتی تو رات اور دن کی تبدیلی فوراً واقع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی۔

مندرجہ ذیل آیت بھی زمین کے بیضوی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ مالک کون ومکاں کا ارشاد ہے:

"خلق السموت والارض بالحق یکور الیل علی النهار ویکور النهار علی الیل"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 23 سورۃ نمبر 39 (الزمر) آیت نمبر 5)

"اسی اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، وہی رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر۔"

یہاں صیغہ "یکور" باب تفعیل سے استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنی لپیٹ لینے کے ہیں، جیسا کہ پگڑی کو سر کے گرد لپیٹا جاتا ہے۔ دن اور رات کے لپیٹنے کا عمل صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب زمین بیضوی ہو۔

زمین بالکل گیند کی طرح گول نہیں بلکہ ارضی بیضوی ہے یعنی کرہ پر قطبین پر چپٹی ہے۔ مندرجہ ذیل آیت زمین کی شکل کی وضاحت کرتی ہے۔ ارشاد ہے:

"والارض بعد ذلك دحها"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 30 سورۃ نمبر 79 (النزعت)، آیت نمبر 30)

"اور اس کے بعد زمین پھیلائی۔"

یہاں انڈے کے لئے استعمال کیا جانے والا عربی لفظ "دحا" ہے جس کا مطلب ہے شتر مرغ کا انڈہ۔ شتر مرغ کا انڈہ زمین کی شکل سے مماثلت رکھتا ہے۔ لہذا قرآن کریم مکمل درستگی سے زمین کی شکل کی وضاحت کرتا ہے، حالانکہ اس وقت جب قرآن اتارا گیا یہ خیال کیا جاتا تھا کہ زمین چپٹی (Flat) ہے۔

چاند کی روشنی منعکس شدہ ہے

پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ چاند کی روشنی اپنی ہے۔ سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ چاند کی روشنی منعکس شدہ ہے۔ بہر حال یہ حقیقت آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن میں بیان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تبرك الذی جعل فی السماء بروجا و جعل فیها سراجا و قمرا منیرا O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 19، سورۃ نمبر 25 (الفرقان)، آیت نمبر 61)

"بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں سورج اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا۔"

جس طرح سورج کو عربی میں "شمس" کہتے ہیں اسی طرح اسے "سراج" بھی کہا جاتا ہے جس کے معنی مشعل (Torch) کے ہیں۔ بعض مواقع پر آفتاب کو "وھاج" یعنی جلتا ہوا چراغ بھی کہا گیا ہے۔ یہ تمام سورج کے لئے مناسب ہیں کیونکہ سورج احتراق کے عمل کی بدولت روشنی اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ جبکہ عربی میں چاند کو "قمر" کہتے ہیں اور اسے قرآن کریم میں "منیر" کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے یعنی کہ وہ جسم جو کہ منعکس شدہ روشنی دیتا ہے۔ یہاں پھر قرآنی وضاحت چاند کی اصل ماہیت سے میل کھاتی ہے۔ جو کہ خود روشنی نہیں دیتا بلکہ محض سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ قرآن کریم میں کسی بھی جگہ چاند کو سراج، مشعل، سراجاً یا وہاج نہیں کہا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سورج اور چاند کی روشنیوں کی نوعیت میں بھی فرق روا رکھتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت سورج اور چاند کی روشنی کے مابین تعلق کو واضح کرتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 11، سورۃ نمبر 10 (یونس)، آیت نمبر 10)

"اللہ وہ ہے جس نے آفتاب کو گرم روشنی بنایا اور چاند کو ٹھنڈی روشنی۔"

"الم تروا کیف خلق الله سبع سموت طباقا O وجعل القمر فیهن نورا وجعل الشمس سراجا"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 29، سورۃ نمبر 71 (نوح)، آیت نمبر 15-16)

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کیسے تلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا فرمایا۔ اور اس نے ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ۔"
لہذا قرآن کریم اور عصری سائنس سورج اور چاند کی روشنی کے فرق پر مکمل طور پر متفق ہیں۔

گردش سورج

عرصہ دراز تک یورپی فلاسفر اور سائنسدان یہ بات تسلیم کرتے رہے کہ زمین کائنات کے مرکز میں واقع ہے اور ساکن ہے اور باقی تمام اجسام بشمول سورج اس کے گرد گھومتے ہیں۔ مغرب میں زمین کے مرکز ہونے کا نظریہ (geocentric theory) دوسری صدی قبل از مسیح "بطلیموس" (Ptolemy) کے زمانے سے رائج تھا۔ 1512ء میں "نکولس کوپرنکس" آگے بڑھا اور اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ زمین کے بجائے سورج نظام شمسی کا مرکز ہے اور باقی تمام سیارے بشمول زمین اس کے گرد گھومتے ہیں۔ 1609ء میں جرمن سائنسدان "جوہانس کیپلر" کی "Astronomia Nova" نامی کتاب شائع ہوئی۔ جس میں یہ بات بتائی گئی کہ نہ صرف تمام سیارے بیضوی مدار میں سورج کے گرد گھومتے ہیں بلکہ وہ اپنے محور کے گرد بھی غیر متوازن رفتار کے ساتھ گھومتے ہیں۔ اس علم کی بدولت یورپی سائنسدانوں کے لئے یہ ممکن ہوا کہ وہ نظام شمسی کی اصل ماہیت کو جان سکیں اور دن رات کی تبدیلی سے آگہی حاصل کر سکیں۔ ان دریافتوں کے بعد یہ خیال کیا جانے لگا کہ سورج ساکن ہے اور زمین کی طرح اپنے محور پر حرکت نہیں کرتا۔ اس بارے میں قرآن کیا کہتا ہے:

"وهو الذى خلق اليل و النهار والشمس والقمر ○ كل فى فلك يسبحون○"

(القرآن الکریم پارہ نمبر 17 سورہ نمبر 21 (الانبیاء) آیت نمبر 33)

"اور اللہ وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔"

مندرجہ بالا آیت میں مذکورہ صیغہ فعل مضارع "یسبحون" سبح سے نکلا ہے۔ یہ اپنے معنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی متحرک جسم کے لیے لفظ کروہ حرکت کا تصور رکھتا ہے۔ اگر اس کو زمین پر کھڑے کسی آدمی کیلئے استعمال کیا جائے تو اس کا معنی یہ نہیں ہوگا کہ وہ تیر رہا ہے یا لڑھک رہا ہے۔ بلکہ یہ بتائے گا کہ وہ چل یا دوڑ رہا ہے۔ اگر اس کا استعمال پانی میں موجود کسی شخصیت کیلئے کیا جائے تو اس کا معنی یہ نہیں ہوگا کہ وہ بہہ رہا ہے بلکہ یہ توضیح کرے گا اس معنی کی کہ وہ آدمی تیر رہا ہے۔

بہرحال اگر "یسبح" کسی فلکی جسم کیلئے استعمال کیا جائے یعنی سورج اور چاند وغیرہ کے لیے تو اس کا معنی محض یہ نہیں ہوگا کہ "وہ خلا میں حرکت کر رہا ہے" بلکہ اس کا یہ مطلب بھی ہوگا کہ وہ خلا میں حرکت کے ساتھ ساتھ اپنے محور پر بھی گردش کر رہا ہے۔ عصر حاضر میں زیادہ تر سائنس کی درسی کتب میں اب اس حقیقت کو نصاب میں شامل کر لیا گیا ہے کہ سورج اپنے محور کے گرد گھومتا ہے۔ سورج کی اپنی محور کے گرد گردش کو ایسے سازوسامان کی مدد سے ثابت کیا جا سکتا ہے جو سورج کے عکس کو میز کی سطح پر ڈال سکتا ہو۔ اس طرح ہر آدمی وہ جو آنکھوں سے محروم نہیں ہے سورج کے عکس کو بآسانی دیکھ سکتا ہے۔ علاوہ سائنس یہ جانتے ہیں کہ سورج میں دھبے ہیں جو کہ پچیس دنوں میں اپنا چکر مکمل کرتے ہیں یعنی کہ سورج تقریباً پچیس دنوں میں اپنے محور کے گرد چکر کی تکمیل کر لیتا ہے۔ سورج خلا میں ایک اندازے کے مطابق دو سو چالیس کلومیٹر فی سیکنڈ کی تیز ترین رفتار سے سفر کرتا رہتا ہے اور تقریباً دو سو 200 ملین سالوں میں ہماری کہکشاں کے گرد چکر مکمل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا اليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون○

(القرآن المجید، پارہ نمبر 23، سورۃ نمبر 36 (یٰسین) آیت نمبر 40)

"سورج کی یہ مجال نہیں کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔"

مذکورہ آیت ایک حقیقت ثابتہ کو سامنے لاتی ہے جو کہ صرف کچھ عرصہ پہلے جدید فلکیات کے مطالعے سے سامنے آئی۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ "سورج اور چاند کے الگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الگ خاص مدار بنائیں اور خلا میں ان کا سفر بھی مخصوص راستوں پر ہے۔
(القرآن المجید، پارہ نمبر 23 سورۃ نمبر (یٰسین)، آیت نمبر 40)

جس طرف سورج اپنے نظام شمسی سمیت سفر کر رہا ہے جدید فلکیات نے وہ مخصوص راہ ڈھونڈ نکالی ہے۔ اس کو "Setar Apex" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حقیقت مسلمہ ہے کہ پورا نظام شمسی خلا میں اس سمت کو رواں دواں ہے جو کہ "Constellaction of Hercules" میں واقع ہے۔ جس کا اصل اور مخصوص مقام عصر حاضر میں معلوم کر لیا گیا ہے۔

چاند اپنے محور کے گرد چکر مکمل کرنے میں اتنا وقت صرف کرتا ہے جتنا وقت وہ زمین کے گرد چکر لگانے میں صرف کرتا ہے۔ چاند تقریباً ساڑھے انتیس دن میں اپنے مدار کے گرد ایک چکر کی تکمیل کرتا ہے۔ کوئی بھی انسان آیات قرآنیہ کی اس درجہ سائنسی توجیہات پر حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا ہمیں اس سوال میں غور نہیں کرنا چاہیے کہ قرآن میں بیان کئے گئے علم کا ماخذ کیا ہے؟

سورج کی تباہی

جدید سائنس کے مطابق آفتاب کی روشنی کا وجود اس کیمیاوی عمل کی وجہ سے ہے جو کہ گزشتہ پانچ ارب سالوں سے سورج میں مسلسل ہو رہا ہے۔ یہ کیمیاوی عمل کسی بھی وقت دم توڑ سکتا ہے جس کے ختم ہوتے ہی سورج کی روشنی بھی ختم ہو جائے گی اور جب سورج بجھ جائے گا تو زمین پر زندگی کو ملیا میٹ کر دے گا۔ قرآن سورج کے فانی ہونے کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے کہتا ہے:

"والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليمO"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 23 سورۃ نمبر 36 (یٰسین)، آیت نمبر 38)

"اور سورج اپنے مقررہ راہ پر چل رہا ہے یہ مقرر کردہ ہے غالب دانائی والے کا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ حقیقت کا قرآن مجید کی سورۃ رعد آیت نمبر 2، سورۃ فاطر آیت نمبر 13، سورۃ الزمر آیت نمبر 5 اور سورۃ لقمٰن آیت نمبر 21 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہاں استعمال کیا گیا عربی لفظ "مستقر" ہے جس کا معنی ہے "ایک مقررہ جگہ یا وقت۔" بہرحال قرآن مجید فرماتا ہے کہ سورج ایک مقررہ سمت میں رواں دواں ہے اور سورج ایسا پہلے سے مقرر کردہ وقت تک کرتا رہے گا یہاں تک کہ ختم نہیں ہو جاتا یا بجھ نہیں جاتا۔

بین النجوم مادہ

عصر گزشتہ میں یہ خیال عام تھا کہ منظم فلکیاتی نظام کے باہر صرف خلا (Vaccum) ہے۔ پھر فلکی طبیعیات کے ماہرین اپنی انتھک کوششوں سے بعد ازاں اس درمیانی خلا میں "مادے کے پل" کی دریافت میں کامیاب ہو گئے۔ مادے کے یہ پل "پلازمہ" کہلاتے ہیں اور یہ مکمل "Ionized" گیس پر مشتمل ہیں جن میں "Electrons" اور "Protons" کی تعداد یکساں ہے۔ پلازما کو بعض اوقات مادے کی (تین دیگر حالتوں یعنی Solid, Liqued, Gas کے علاوہ) چوتھی حالت تصور کیا جاتا ہے۔ کتاب اللہ (قرآن مجید) اس آیت میں ستاروں کے درمیان موجود مادے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے:

"الذی خلق السموت والارض وما بینھما"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 19، سورۃ نمبر 25 (الفرقان)، آیت نمبر 59)

"اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اس کو بھی پیدا کیا جو ان دونوں کے درمیان ہے۔"

کسی بھی ذی عقل آدمی کے لیے یہ بات نہایت قابل تعجب ہوگی کہ آج سے چودہ سو سال قبل کسی کو اس بین النجوم فلکیاتی مادے سے آگاہی حاصل رہی ہوگی۔

پھیلتی ہوئی کائنات

1925ء میں امریکی ماہر فلکیات "Edwin Hubble" نے اس بات

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مشاہداتی ثبوت مہیا کیا کہ کہکشاؤں کے درمیان فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے۔ کائنات کا پھیلنا عصر حاضر میں ایک واضح ترین سائنسی حقیقت ہے اور یہی وہ بات ہے جو کائنات کی کیفیت کے بارے میں قرآن مجید بیان کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"والسماء بنینها باید وانا لموسعون"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 27 سورۃ نمبر 51 (الذریت) آیت نمبر 47)

"اور ہم نے آسمان کو قوت کے ساتھ بنایا اور بیشک ہم وسیع القدرت ہیں۔"

"موسعون" کا درست ترجمہ "پھیلا رہے ہیں" ہی بنتا ہے یہ پھیلتی ہوئی کائنات کی طرف اشارہ ہے۔

ماہر فلکیات اور عظیم سائنسدان "سٹیفن ہاکنگ" اپنی کتاب "A Brief History of Time" میں لکھتا ہے:

"یہ دریافت کہ کائنات پھیل رہی ہے بیسویں صدی میں ایک عظیم ذہنی انقلاب تھا۔"

قرآن مجید کائنات کے پھیلاؤ کے عمل کو اس وقت بیان کر رہا ہے جب انسان نے دوربین بھی ایجاد نہیں کی تھی۔

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ قرآن میں موجود فلکیاتی حقائق (Astromical Facts) حیران کن نہیں کیونکہ عرب فلکیات میں کافی ماہر تھے۔ وہ عربوں کے فلکیات میں ماہر ہونے کی حد تک صحیح ہیں لیکن وہ اس بات کو محسوس کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ عربوں کے فلکیات میں ترقی کرنے سے صدیوں پہلے قرآن نازل ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ اوپر بیان کئے گئے سائنسی حقائق مثلاً: "بگ بینگ کا نظریہ" عربوں کو معلوم نہ تھا، حالانکہ وہ اس وقت سائنسی ترقی کے عروج پر تھے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں بیان کئے گئے حقائق عربوں کے فلکیات میں ترقی یافتہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہیں۔ حقیقت میں اس کا الٹ درست ہے یعنی کہ انہوں نے فلکیات میں ترقی کی کیونکہ علم فلکیات کو قرآن مجید میں اہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام حاصل ہے۔

ایٹموں کی تقسیم

عصر سابقہ میں "ایٹم کی تھیوری" نے بڑی شہرت حاصل کی اور ہر جگہ و ملک میں مقبول عام ہوئی۔ یہ نظریہ اصل میں یونانیوں نے پیش کیا تھا۔ "Democrites" اس تھیوری کو پیش کرنے والا تھا جو تئیس صدیاں پہلے گزرا ہے۔ "Democrites" اور وہ لوگ جو اس کے بعد آئے انہوں نے یہ مفروضہ قائم کر لیا تھا کہ مادے کا سب سے چھوٹی اکائی (یونٹ) ایٹم ہے۔ عرب بھی اس خیال سے متفق رہے۔

عربی لفظ "ذرہ" کا مشہور اور عام فہم مطلب "ایٹم" ہی ہے۔ حال ہی میں عصری سائنسی تحقیق سے یہ بات دریافت کی گئی ہے کہ ایٹم کو بھی توڑا جا سکتا ہے۔ یعنی کہ بیسویں صدی عیسوی میں آ کر یہ ثابت ہوا کہ ایٹم کو بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ چودہ سو پچیس سال (1425) سال قبل عربوں کے لئے یہ نظریہ کافی عجیب و غریب تھا۔ ان کیلئے ذرہ وہ حد بندی تھی جس سے آگے کی رسائی ممکن نہ تھی۔

کتاب اللہ کی ایک آیت سابقہ عربوں اور یونانیوں کے اس مفروضے کی نفی کرتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وقال الذين كفروا لا تاتينا الساعة قل بلى وربى لتاتينكم علم الغيب لا يعزب عنه مثقال ذرة في السموات ولا في الارض ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا في كتب مبين O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 22 سورۃ نمبر 34 (سبا) آیت نمبر 3)

"اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ اے محبوبﷺ آپ فرما دیں ہاں! میرے رب کی قسم! وہ قیامت تم پر ضرور آئے گی اور وہ غیب کا جاننے والا ہے۔ اس سے ایک ذرہ کے برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا مگر (سب کچھ) روشن کتاب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

یہی بات قرآن مجید کی سورۃ یونس آیت نمبر 61 میں بھی موجود ہے۔ مذکورہ بالا آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ جل جلالہ سائنس پر بھی قادر ہے۔ اس کا علم چھپی ہوئی، ظاہری بلکہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے چاہے وہ چیز ایٹم سے بڑی ہو یا چھوٹی۔ لہٰذا آیت واضح طور پر یہ بتاتی ہے کہ یہ ممکن ہے کہ ایٹم سے چھوٹی بھی کوئی چیز ہو، حالانکہ یہ حقیقت سائنس کو عصر حاضر میں معلوم ہوئی لیکن قرآن یہ حقیقت چودہ سو چھبیس سال پہلے بیان کر رہا ہے۔

آبی چکر

1580ء میں "Bernard Palissy" وہ پہلا شخص تھا جس نے موجودہ آبی چکر (Water Cycle) کا تصور پیش کیا۔ اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ کیسے سمندروں کا پانی بخارات میں تبدیل ہوتا ہے اور ٹھنڈا ہو کر بادلوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بادل جہاں سے بنتے ہیں وہاں سے خشکی کی طرف رواں ہوتے ہیں۔ یہ پانی ندیوں اور جھیلوں کی صورت میں اکٹھا ہوتا ہے اور پھر واپس سمندروں میں جا گرتا ہے۔ اس طرح یہ آبی چکر (Water Cycle) مسلسل جاری رہتا ہے۔ ساتویں صدی قبل از مسیح یونانی فلسفی "Thales" کا یہ کہنا تھا کہ سمندروں کی سطح پر موجود پھوار کو آندھیاں زمین پر لا پھینکتی ہیں اور اس طرح بارش ہوتی ہے۔

عہد ساتھ میں لوگ زمین کے اندر پانی کے منبع سے ناواقف تھے۔ ان کا یہی خیال تھا کہ سمندروں کا پانی بحر اعظم کے اندرونی حصوں پر آندھی کے تھپیڑوں کے ذریعے پہنچتا ہے۔ ان کا یہ بھی نظریہ تھا کہ پانی ایک خفیہ راستے سے یا کہ تحت الثریٰ سے آتا ہے۔ سمندر سے منسلک یہ تصوراتی راستہ افلاطون کے زمانے سے "Tartarus" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اٹھارویں صدی عیسوی کا ایک عظیم فلاسفر "Descartes" بھی انہی خیالات کا حامل تھا۔ ارسطو کا نظریہ تو انیسویں صدی عیسوی تک مسلسل رہا۔ وہ نظریہ یہ تھا کہ پانی پہاڑوں کے ٹھنڈے غاروں میں تکثیف (Condensation) کے عمل سے گزرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور زمین کے نیچے چشموں بنتا ہے جو کہ بعد میں چشموں کی صورت میں ابھرتی ہیں۔

اب ہم جان چکے ہیں کہ بارش کا وہ پانی جو دراڑوں اور مساموں سے رِیگ کر زمین کے نیچے چلا جاتا ہے وہ اس کا باعث بنتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الم تر ان الله انزل من السماء ماء فسلكه ينابيع في الارض ثم يخرج به زرعا مختلفا الوانه"

(القرآن المجید پارہ نمبر 23 سورۃ نمبر 39 (الزمر) آیت نمبر 21)

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے پانی نازل کیا آسمانوں سے پھر اسے چشمے (بنا کر) زمین میں چلایا، پھر وہی اللہ اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے۔"

اور فرمایا:

"وينزل من السماء ماء فيحي به الارض بعد موتها ان في ذلك لايت لقوم يعقلون○"

(القرآن الکریم پارہ نمبر 21 سورۃ نمبر 30 (روم) آیت نمبر 24)

"اور وہی نازل کرتا ہے آسمان سے پانی، پھر پانی سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرنے کے بعد بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والی قوم کے لیے۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسكنه في الارض وانا على ذهاب به لقدرون○"

(القرآن المجید پارہ نمبر 18 سورۃ نمبر 23 (المؤمنون) آیت نمبر 18)

"اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا ایک مقررہ اندازہ کے ساتھ، پھر ہم نے اس کو زمین میں ٹھہرا دیا اور بیشک ہم اس کو لے جانے (ختم کر دینے) پر (بھی) قادر ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور کتاب آپ کو نہیں ملے گی جو آج سے چودہ سو تمیں سال قبل واٹر سائیکل کی مکمل وضاحت کرتی ہو۔

عمل تبخیر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"والسمآء ذات الرجع٥"

"آسمان کی قسم! جو چیز (پانی) برساتا ہے۔"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 30 سورۃ نمبر 86 (الطارق) آیت نمبر 11)

ہوائیں بادلوں کو بارآور کرتی ہیں

ارشاد ربانی ہے:

"وارسلنا الریح لواقح فانزلنا من السمآء ماء فاسقینکموه"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 14 سورۃ نمبر 15 (الحجر) آیت نمبر 22)

"اور ہم ہی نے تو ہوائیں بھیجیں (پانی سے) بھری ہوائیں، پھر ہم ہی نے تو آسمان سے پانی نازل کیا پھر وہ ہم نے تمہیں پلایا۔"

یہاں "لواقح" "لاقح" کی جمع ہے اور لاقحہ سے مشتق (lakaha) ہے جس کا معنی بارآور کرنے کا ہے آیت میں بیان کی مناسبت کے لحاظ سے اس بارآور کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہوائیں بادلوں کو دھکیلتی ہوئی تکثیف (Condensation) کے عمل کو بڑھاتی ہیں اور تکثیف کا عمل گرج، چمک اور آخرکار بارش کا موجب بنتا ہے۔ یہی بیان ہمیں قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ملتا ہے فرمان الٰہی ہے:

"الم تر ان الله یزجی سحابا ثم یولف بینه ثم یجعله رکاما فتری الودق یخرج من خلله وینزل من السمآء من جبال فیها من برد فیصیب به من یشآء ویصرفه عن من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یشاء یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار O"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 18، سورۃ نمبر 24 (النور)، آیت نمبر 43)

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو چلاتا ہے پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے پھر وہ انہیں تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے درمیان سے بارش نکلتی ہے اور وہ آسمانوں (میں بادلوں کے) پہاڑ ہیں ان سے اتارتا ہے اولے پھر وہ جس پر چاہے ڈال دیتا ہے اور جس سے چاہے وہ اسے پھیر دیتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھوں (کی دیکھنے کی قوت کو) لے جائے۔"

مزید برآں ایک اور ارشاد ربانی ہے:

"اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خللہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ ھم یستبشرون O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 21، سورۃ نمبر 30 (روم)، آیت نمبر 48)

"اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر وہ بادلوں کو پھیلاتا ہے آسمان میں جیسے وہ چاہتا ہے اور وہ بنا دیتا ہے بادل کو ٹکڑے ٹکڑے پھر تو دیکھے کہ اس سے مینہ نکلتا ہے پھر وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وہ پہنچا دیتا ہے تو وہ اچانک خوشیاں منانے لگتے ہیں۔"

"وھو الذی یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ ط حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون O"

"اللہ وہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت (بارش) سے پہلے حتیٰ کہ جب وہ بھاری بادل اٹھا لاتی ہیں تو ہم نے انہیں کسی مردہ شہر کی طرف ہانک دیا، پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے نکالے اس سے ہر قسم کے پھل، اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم غور کرو۔"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 8، سورۃ نمبر 7 (الاعراف) آیت 57)

"انزل من السمآء ماء فسالت اودیة بقدرها فاحتمل السیل زبدا رابیا"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 13، سورۃ نمبر 13 (الرعد) آیت نمبر 17)

"اسی اللہ نے آسمانوں سے پانی اتارا، پس بہہ پڑے ندی نالے اپنے اپنے اندازے سے، پھر اٹھایا (اوپر لے آیا) نالے پھولا ہوا جھاگ۔"

"وھو الذین ارسل الریح بشرا بین یدی رحمته وانزلنا من السمآء ماء طھورا ○ لنحیی به بلدة میتا و نسقیه مما خلقنا انعاما و اناسی کثیرا ○

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 18، سورۃ نمبر 25 (الفرقان) آیت 48-49)

"اور اللہ وہی ہے جس نے اپنی رحمت (بارش) کے آگے ہوائیں خوشخبری (کے لیے) بھیجیں اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا تاکہ ہم اس سے مردہ شہر کو زندہ کر دیں اور ہم اس سے پلائیں ان کو جو ہم نے پیدا کیے ہیں کثیر چوپائے اور آدمی بھی۔"

"واللہ الذی ارسل الریح فتثیر سحابا فسقنه الی بلد میت فاحیینا به الارض بعد موتھا کذلک النشور ○"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 22، سورۃ نمبر 35 (فاطر) آیت نمبر 9)

"اور اللہ وہی ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو، پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر ہم اس کو مردہ شہر کی طرف لے گئے، پھر ہم نے اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا، اسی طرح (مردوں کو روز حشر) جی اٹھنا ہے۔"

"وجعلنا فیھا جنت من نخیل و اعناب و فجرنا فیھا من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

العیون"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 22 سورۃ نمبر 36 (یٰسین) آیت نمبر 34)

"اور ہم نے زمین میں باغات بنائے کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے ہی تو زمین میں چشمے جاری کیے۔"

"وما انزل اللہ من السمآء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتھا و تصریف الریح ایت لقوم یعقلون ○"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 25 سورۃ نمبر 45 (الجاثیہ) آیت نمبر 5)

"اور جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے (خشک ہونے) کے بعد اور ہواؤں کی گردش میں عقل والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔ ○"

"وانزلنا من السمآء مآء مبرکا فانبتنا بہ جنت وحب الحصید ○ والنخل بسقت لھا طلع نضید ○ رزقا للعباد و احیینا بہ بلدۃ میتا کذلک الخروج ○"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 26 سورۃ نمبر 50 (ق) آیت نمبر 9-10-11)

"اور ہم ہی نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا پھر ہم نے اس سے باغات اور کھیتی کا غلہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت اگائے جن کے خوشے تہہ بہ تہہ ہیں۔ بندوں کے لیے بطور رزق اور ہم نے اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا اسی طرح (قبر سے) نکلنا ہوگا۔"

"افرءیتم المآء الذی تشربون ○ ء انتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون ○ لو نشاء جعلنہ اجاجا فلو لا تشکرون ○"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 27 سورۃ نمبر 56 (الواقعہ) آیت 68-69-70)

"کیا تم دیکھتے ہو وہ پانی جو تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے نازل کیا یا ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل کرنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو ہم اسے بدذائقہ کر دیں پس تم کیوں شکر نہیں کرتے۔؟"

پہاڑ زمین کی میخیں ہیں

ارضیات میں بل پڑنے (Folding) کا عمل حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔ بل پڑنے کی ہی وجہ سے پہاڑی سلسلے وجود میں آتے ہیں۔ زمین کی جس سطح پر ہم رہتے ہیں اسے زمین کی بالائی سطح کہتے ہیں۔ یہ ایک ٹھوس خول کی مانند ہے جبکہ اندرونی تہیں گرم مائع کی حالت میں ہیں۔ لہٰذا وہاں زندگی کا تصور کسی صورت ممکن نہیں۔ ماہرین ارضیات یہ بھی جانتے ہیں کہ پہاڑوں کا استحکام بل پڑنے کے عمل کی وجہ ہی سے ہے کیونکہ یہ بل ہی ہیں جو کہ پہاڑوں کو بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

ماہرین ارضیات کا کہنا ہے کہ زمین کا نصف قطر (Radius) تقریباً "6035 KM" ہے اور قشر ارض (Crust) یعنی وہ سطح جس پر ہم رہتے ہیں بہت باریک ہے جو تقریباً "2 km to 35 km" کے درمیان ہے چونکہ "Crust" بہت پتلی ہے لہٰذا اس کے ہلنے کے بہت زیادہ امکانات ہیں۔ پہاڑ ان مشکلات پر قابو پانے کیلئے میخوں کے عمل کی شکل میں یعنی یہ قشر ارض (Crust) کو سنبھالے ہوئے ہیں اور اسے استحکام دیتے ہیں۔

چنانچہ قرآن یہی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے کہتا ہے:

"الم نجعل الارض مھدا ۝ والجبال اوتادا ۝"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 30 سورۃ نمبر 78 (النبا) آیت نمبر 6-7)

"کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا۔؟"

آیت سابق میں "اوتاد" کا لفظ ہے جس کے معنی ایسی کیل یا میخ کے ہیں جیسی میخیں خیمہ کو نصب کرنے کیلئے استعمال کی جاتی ہیں یعنی پہاڑ ارضیاتی تہوں کیلئے بنیاد کا کام کرتے ہیں۔

"Earth" کے عنوان سے بنیادی معلومات پر ارضیات کی کتاب دنیا کی بہت سی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹیز میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مصنفین میں سے ایک "ڈاکٹر فرینک پریس" ہیں جو کہ امریکہ میں اکیڈمی آف سائنس کے 12 سال صدر رہے اور امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر کے سائنسی مشیر بھی تھے۔ اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں:

"پہاڑ جو کلہاڑی کے پھل (Wedge Shape) کی طرح ہیں، ان کی جڑیں زمین میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور جو حصہ ہمیں نظر آتا ہے وہ اس کا بہت چھوٹا جز ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر پریس کے بقول پہاڑ قشر ارض (Earth Crust) کی پائیداری اور اس کے استحکام میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

قرآن پاک واضح الفاظ میں پہاڑوں کے مقصد کو بیان کرتا ہے کہ وہ زمین کو لڑکھڑانے سے بچاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 17، سورۃ نمبر 21 (الانبیاء)، آیت نمبر 31)

"اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ زمین جھکے نہ۔"

یہی حقیقت قرآن کریم کی سورۃ لقمان آیت نمبر 10 اور سورۃ النحل کی آیت نمبر 16 میں واضح کی گئی ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآنی تعلیمات جدید ارضیاتی مطالعوں سے مکمل میل کھاتی ہیں۔

پہاڑ مضبوطی کیساتھ جمے ہوئے ہیں

زمین کی سطح بہت سے ٹھوس ٹکڑوں کی صورت میں بکھری ہوئی ہے جو کہ کم و بیش "100 km" کا حجم رکھتے ہیں۔ یہ تہیں "Aesthenesphere" نامی نیم پگھلے مادے پر تیرتی ہیں۔ پہاڑ ان ٹکڑوں کی حدود پر وجود میں آتے ہیں۔

قشر ارض سمندروں کے نیچے تقریباً "5 km" موٹی ہے اور براعظمی علاقوں میں تقریباً "35km" موٹی ہے اور "80km" موٹی تہہ پہاڑی سلسلوں میں ہے۔ یہ وہ مضبوط بنیادیں ہیں جن پر پہاڑ مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید پہاڑوں کی مضبوط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادوں سے متعلق فرماتا ہے:

"والجبال ارسها"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 30، سورۃ نمبر 79 (النزعت)، آیت نمبر 32)

"اور پہاڑوں کا بوجھ اس پر رکھ دیا گیا۔"

اسی حقیقت کو قرآن مجید کی دوسری سورۃ الغاشیہ کی آیت نمبر 19 میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

بہر حال یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اور جدید ارضیاتی دریافتوں کی آپس میں ناقابل یقین حد تک مماثلت ہے۔

میٹھے اور نمکین پانی کے درمیان حد بندی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مرج البحرین یلتقین O بینهما برزخ لا یبغین O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 27، سورۃ نمبر 55 (الرحمٰن)، آیت نمبر 19-20)

"اسی اللہ نے دو دریا جاری کیے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔ O"

عربی میں "برزخ" کے معنی "آڑ، حد بندی یا علیحدگی" کے ہیں۔ یہ حد بندی بہر حال جسمانی اور ظاہری طور پر نہیں ہے۔ عربی لفظ "مرج" کا مطلب ہے کہ وہ دونوں آپس میں ملے ہوئے اور ہم آمیز ہیں۔ قدیم مفسرین قرآن پانی کے متعلق دو متضاد معنوں کی وضاحت سے قاصر تھے یہ کہ وہ چلتے ہیں اور مدغم بھی ہوتے ہیں اور ان کے درمیان ایک آڑ بھی قائم ہے۔ لیکن آج عصری سائنسی تحقیق سے یہ بات سامنے آگئی کہ دو سمندر جہاں پر ملتے ہیں وہاں ان کے درمیان ایک حد بندی قائم رہتی ہے۔ یہ حد بندی دونوں سمندروں کو اپنا انفرادی درجہ حرارت، کھاری پن اور کثافت (Density) قائم رکھنے میں معاونت فراہم کرتی ہے۔ ماہرین بحریات اب بہتر طور اس آیت کی تشریح کر سکتے ہیں۔ جہاں بھی دو سمندر ایک دوسرے سے ملتے ہیں وہاں ہمیشہ ایک غیر مرئی ترچھی آڑ درمیان میں موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتی ہے لیکن جب ایک سمندر کا پانی دوسرے سمندر میں داخل ہوتا ہے تو اپنی انفرادی خصوصیات کھو بیٹھتا ہے اور دوسرے پانی میں حل پذیر ہو جاتا ہے اور دوسری طرف کے پانی سے ہم رنگ ہو جاتا ہے۔ ایک طرح سے یہ آڑ دونوں پانیوں کیلئے بطور ہم آہنگ کرنے والے عبوری خطے کا کام کرتی ہے۔

یہ قدرتی عمل درج ذیل قرآنی آیات سے بھی واضح ہے جس میں ارشاد ربانی ہے:

"وجعل بين البحرين حاجزا"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 20، سورۃ نمبر 27 (النمل)، آیت نمبر 61)

"اور اس نے دو دریاؤں کے درمیان آڑ (حد فاصل) بنائی"

یہی ترچھے اور میٹھے پانی والا منظر مختلف جگہوں پر دیکھنے پر ملتا ہے جن میں جبرالٹر (جو جبل الطارق کے نام سے مشہور ہے) کے مقام پر بحیرہ روم (Mediteranean Sea) اور بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) کے ملاپ کا مقام نمایاں ہے۔ ایک سفید پٹی جنوبی افریقہ کیپ ٹاؤن کے مقام پر بھی دیکھی جا سکتی ہے جہاں بحر اوقیانوس اور بحر ہند آپس میں ملتے ہیں لیکن جب قرآن پاک سادہ اور نمکین پانی کے تقسیم کے متعلق بولتا ہے تو وہ آڑ کے ساتھ ایک مانع رکاوٹ کی موجودگی کا بھی بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"وهو الذى مرج البحرين هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج وجعل بينهما برزخا وحجرا محجورا"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 19، سورۃ نمبر 25 (الفرقان)، آیت نمبر 53)

"اور معبود وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا، ایک کا پانی شیریں ہے اور دوسرے کا کھاری اور دونوں کے درمیان پردہ اور مضبوط آڑ بنا دی۔"

عصری سائنس نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں دریا سمندر میں گرتا ہے یعنی نمکین اور میٹھا پانی ملتا ہے وہ جگہ اس مقام سے بالکل مختلف ہے جہاں دو نمکین سمندروں کی لہریں آپس میں ملتی ہیں۔ سائنس یہ بھی دریافت کر چکی ہے کہ وہ مقامات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں پر دریا سمندروں میں گرتے ہیں وہاں ایک خاص پکنوکلائن زون (Pycnocline Zone) پایا جاتا ہے۔ اس مقام پر پانی کی شدت، تازہ اور نمکین پانی دونوں سے مختلف ہوتی ہے۔ اس حیز کا اپنا درجہ حرارت، نمکین پن اور انفرادی (Density) ہے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

یہ مظہر کئی مقامات پر دیکھا گیا ہے جن میں سے اہم ترین مصر میں وہ مقام ہے جہاں دریائے نیل بحیرہ روم میں گرتا ہے۔

قرآن مجید میں مذکوران سائنسی مظاہر کی توثیق "ڈاکٹر ولیم ہے" نے بھی کی ہے۔ وہ ایک مشہور بحری سائنسدان اور کولوریڈو یونیورسٹی میں ارضیاتی سائنس کے پروفیسر ہیں۔

سمندر کی گہرائی میں ظلمت

پروفیسر درگاراؤ (Durga Rao) علم ارض کے مشہور زمانہ ماہر ہیں اور شاہ عبد العزیز یونیورسٹی جدہ میں کئی پروفیسر رہے۔ ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پر تبصرہ کرنے کیلئے کہا گیا۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے:

"او کظلمت فی بحر لجی یغشہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمت بعضها فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرھا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور"
(القرآن الکریم، پارہ نمبر 18، سورۃ نمبر 24 (النور) آیت نمبر 40)

"یا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے گہرے دریا میں اندھیرے، جنہیں موج ڈھانپ لیتی ہے، اس موج کے اوپر دوسری موج، اس کے اوپر بادل، اندھیرے میں ایک پر دوسرا، جب وہ اپنا ہاتھ نکالے تو توقع نہیں کہ اسے دیکھ سکے اور جس کیلئے اللہ نور نہ بنائے اس کیلئے کوئی نور نہیں۔"

اس آیت کا تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر راؤ نے کہا:

"سائنسدان اب جدید آلات کی مدد سے اس بات کی تصدیق کرنے کے قابل ہوئے ہیں کہ سمندر کی گہرائیوں میں تاریکی ہے۔ انسان پانی کے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر کسی مدد کے 20 سے 30 میٹر سے زیادہ گہرائی تک غوطہ نہیں لگا سکتا اور سمندر کی زیادہ گہرائی والی جگہ میں 200 میٹر سے زائد گہرائی میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ مذکورہ بالا آیت تمام سمندروں کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ تمام سمندروں کو اوپر تلے تہہ در تہہ بچھی ہوئی تاریکی کا حامل نہیں کہا جا سکتا۔ یہ آیت خاص طور پر گہرے سمندر یا زیادہ گہرائی والے اور بھرے ہوئے سمندر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے "وسیع گہرے سمندر میں تاریکی۔" گہرے سمندر کی یہ تاریکی دو وجوہات کی بنا پر ہے۔ وجہ اول: روشنی کی ایک لہر قوس و قزح میں نظر آنے والے سات رنگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ سات رنگ بنفشی (Violet)، جامنی (Indigo)، نیلا (Blue)، سبز (Green)، پیلا (Yellow)، نارنجی (Orange) اور سرخ (Red) ہیں۔ جب روشنی کی شعاع پانی سے ٹکراتی ہے تو انعطاف (Refraction) کے عمل سے گزرتی ہے تو اوپر والا 10 سے 15 میٹر پانی سرخ رنگ کو جذب کر لیتا ہے اور اگر کوئی غوطہ خور 25 میٹر پانی کی گہرائی میں زخمی ہوتا ہے تو وہ اپنے خون کے سرخ رنگ کو نہیں دیکھ سکے گا کیونکہ سرخ رنگ اس گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے ہی نارنجی رنگ کی شعاعیں 30 میٹر سے 50 میٹر تک جذب ہو جاتی ہیں اور نیلی اور تیز بنفشی شعاعیں 200 میٹر کے اوپر ہی جذب ہو جاتی ہیں۔ ان رنگوں کے متواتر غائب ہو جانے سے سمندر تہہ در تہہ بتدریج تاریک سے تاریک تر ہوتا چلا جاتا ہے یعنی روشنی کی تہوں میں تاریکی واقع ہو جاتی ہے اور 1000 میٹر کی گہرائی سے نیچے مکمل تاریکی ہوتی ہے۔

(Oceans, Elder and Pernetta, Page: 27)

وجہ ثانی: سورج کی شعاعوں کو بادل جذب کر لیتے ہیں اور پھر ان شعاعوں کو بکھیر تے ہیں جو بادلوں کے نیچے تاریکی کی ایک تہہ کا باعث بنتا ہے۔ یہ تاریکی کی ابتدائی تہہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب روشنی کی کرنیں سمندر کی سطح سے ٹکراتی ہیں تو لہروں کی سطح کو چمکدار بناتے ہوئے منعکس ہو جاتی ہیں لہٰذا یہ لہریں ہی ہیں جو روشنی کو منعکس کرتی ہیں اور تاریکی پیدا کرتی ہیں۔ منعکس نہ ہونے والی روشنی سمندر کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے۔ لہٰذا سمندر کے دو حصے ہوتے ہیں، روشنی اور حرارت والی سطح اور تاریکی سے ملی ہوئی گہرائی۔ سمندر کی سطح لہروں کی وجہ سے سمندر کے گہرے حصے سے مزید جدا ہوتی ہے۔

اندرونی لہریں سمندروں اور بحار کے گہرے پانیوں کو ڈھانپتی ہیں کیونکہ گہرے پانی اپنے اوپر کے پانی کی نسبت زیادہ کثافت رکھتے ہیں۔ تاریکی اندرکی لہروں سے نیچے شروع ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ سمندر کی گہرائیوں میں مچھلیاں نہیں دیکھ سکتیں، ان کے اپنے جسموں کی روشنی ہی ان کی روشنی کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔

قرآن پاک اس کو مناسب انداز میں بیان کرتا ہے:

"تاریکی وسیع سمندر کی گہرائی میں اوپر تلے کی موجوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔"

دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ ان لہروں کے اوپر کئی قسم کی لہریں ہیں، یہ وہ لہریں جو سطح سمندر پر پائی جاتی ہیں۔ قرآنی آیات میں آگے فرمایا گیا ہے:

"تاریک بادلوں سے ڈھکی ہوئی، تاریکی کی گہرائیاں ایک دوسرے کے اوپر۔"

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ بادل ایک آڑ ہے۔ ایک کے اوپر ایک مختلف سطحوں پر رنگ جذب کر کے مزید تاریکی کا باعث بنتے ہیں۔"

پروفیسر ڈرگا راؤ حتمی نتیجہ نکالتے ہوئے کہتے ہیں:

"چودہ سو سال پہلے وہ انسان (رسول اللہ ﷺ) اتنی تفصیلات کے ساتھ قدرت کے اس مظہر کو ہرگز بیان نہیں کر سکتا تھا، اس لیے یہ معلومات ضرور کسی مافوق الفطرت ذریعے سے ہی آئی ہوں گی۔"

(وڈیو ٹیپ میں ریکارڈ شدہ بیان بعنوان "یہ سچائی" (This is the Truth)).

"وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صهرا و کان ربك قدیرا"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 19 سورۃ نمبر 25 (الفرقان) آیت 54)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اللہ وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے انسان کو، پھر بنایا اس کا نسب اور سسرال اور تیرا رب قدرت والا ہے۔"

کیا چودہ سو سال پہلے کوئی انسان یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ ہر چیز پانی سے بنی ہے؟ اور پھر یہ کہ اس قسم کا اندازہ قائم کرنا صحرائے عرب کے رہنے والے کسی شخص کیلئے قابل فہم ہو سکتا ہے جہاں ہمیشہ پانی کی قلت رہتی ہے۔؟

پودوں کی جنس

دور سابق میں انسان پودوں میں نر و مادہ کی جنسی تفریق سے ناآشنا تھا۔ لیکن جدید علم نباتات بتاتا ہے کہ پودوں میں بھی نر اور مادہ اصناف موجود ہیں۔ حتیٰ کہ وہ پودے جو کہ یک جنسی (Unisexual) ہیں ان کے اجزاء میں بھی نر اور مادہ ہیں۔ یہ حقیقت جو سائنس نے آج دریافت کی ہے اسی حقیقت کو قرآن مجید نے چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے پیش کیا۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"وانزل من السماء ماء فاخرجنا به ازواجا من نبات شتی"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 16، سورۃ نمبر 20 (طٰہٰ)، آیت نمبر 53)

"اور اسی اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس سے نباتات کے مختلف جوڑے نکالے۔"

پھولوں کی جنس کا تصور

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ومن کل الثمرت جعل فیها زوجین اثنین"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 13، سورۃ نمبر 13 (الرعد)، آیت نمبر 3)

"اور ہر قسم کے پھل (پیدا کیے) اور اس میں دو دو قسم کے پھل بنائے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام نمود یافتہ پودوں کی انتہائی صورت پھل کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ پھل کی نمود سے پہلے پھول بننے کا مرحلہ آتا ہے جس میں نر اور مادہ پائے جاتے ہیں یعنی Stamens اور Ovules۔ جب زر دانہ (Pollen) پھول تک پہنچ جاتا ہے تو یہ پھل لانے کا موجب بنتا ہے۔ پھل پک جانے کے بعد اپنے بیج پھیلا دیتا ہے۔ لہٰذا تمام پھلوں میں نر و مادہ پائے جاتے ہیں اور یہ حقیقت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔ بعض اقسام میں پھل غیر بارآور پھولوں (Parthenocarpic) سے نمود پاتے ہیں۔ مثلاً انناس، مالٹا، ناشپاتی، انگور وغیرہ۔ اس قسم کے پھلوں میں بھی مربوط جنسی خصوصیات موجود ہوتی ہیں۔

ہر چیز کا جوڑا

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

"ومن کل شیء خلقنا زوجین"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 27، سورۃ نمبر 51 (الذریت)، آیت نمبر 49)

"اور ہر چیز کی ہم نے دو دو قسمیں بنائیں۔"

یہ آیت "ہر چیز" پر زور دے رہی ہے۔ انسان کے ساتھ ساتھ جانور، پودے اور پھل بھی اس میں شامل ہیں۔ یہ بجلی کا اشارہ بجلی کی طرف بھی ہو سکتا ہے جس میں ایٹم منفی اور مثبت (Electron and Proton) پر مشتمل ہے اور اس کے علاوہ بہت سی اشیاء جوڑوں کی صورت میں ہو سکتی ہیں۔

"سبحن الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض ومن انفسهم ومما لایعلمون○"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 23، سورۃ نمبر 36 (یٰس)، آیت نمبر 26)

"پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے اس (قبیل) سے جو زمین اگاتی ہے (نباتات) اور خود ان کی جانوں (انسانوں میں) سے اور ان میں سے جنہیں وہ (خود بھی) نہیں جانتے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید فرماتا ہے کہ ہر چیز جوڑے کی شکل میں پیدا کی گئی ہے۔ اس میں وہ اشیاء بھی شامل ہیں جن کا ابھی انسان کو علم نہیں اور ممکن ہے کہ مستقبل میں انسان ان اشیاء کو دریافت کر پائے۔

جانوروں اور پرندوں کے گروہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وما من دابة في الارض ولا طئر يطير بجناحيه الا امم امثالكم"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 7، سورۃ نمبر 6 (الانعام)، آیت 38)

"اور زمین میں کوئی جانور نہیں اور نہ کوئی پرندہ ہے جو اپنے دو پروں سے اڑتا ہے مگر (ان کی بھی) تمہاری طرح امتیں (گروہ) ہیں۔"

موجودہ تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ چرند و پرند گروہوں کی شکل میں رہتے ہیں۔ وہ منظم طریقے سے اکٹھے کام کرتے اور رہتے ہیں۔

پرندوں کی پرواز

ارشاد خداوندی ہے:

"الم يروا الى الطير مسخرت في جو السمآء مايمسكهن الا الله ان في ذلك لايت لقوم يومنونo"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 14، سورۃ نمبر 16 (النحل)، آیت نمبر 79)

"کیا وہ نہیں دیکھتے پرندوں کو کہ وہ آسمان کی فضا میں حکم کے پابند ہیں، انہیں اللہ کے سوا کون تھام سکتا ہے؟ بیشک اس میں ایمان لانے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔"

ایک اور آیت جو کہ پرندوں سے متعلق ہے، اس میں فرمایا گیا ہے:

"اولم يروا الى الطير فوقهم صفت و يقبضن مايمسكهن

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا الرحمن انه بکل شی بصیر O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 29، سورۃ نمبر 67 (الملک)، آیت نمبر 19)

"کیا وہ نہیں دیکھتے اپنے اوپر پرندوں کو پر پھیلاتے اور سکیڑتے، انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں تھام سکتا، بیشک وہ ہر شے کو دیکھنے والا ہے۔"

"یمسکہ" کے لغوی معنی" کسی کو ہاتھ سے اٹھائے رکھنا، تھامنا، روکنا یا کسی کو پکڑے رکھنا" کے ہیں۔" جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ جل جلالہ اپنی قوت سے پرندوں کو ہوا میں اٹھائے رکھتا ہے۔ یہ آیات اس قانون پر زور دیتی ہیں جس کا پرندوں کی اڑان سے گہرا تعلق ہے۔

جدید سائنس نے بعض پرندوں کی اقسام کا جائزہ و پکسران کی اڑان میں کاملیت کا موجب ان میں کی گئی پروگرامنگ کو ٹھہرایا ہے۔

پرندوں کے جینیاتی کوڈ کی موجودگی ہی اس بات کی وضاحت کر سکتی ہے کہ ایک بالکل نوجوان پرندہ نہایت پیچیدہ سفر کرنے کے قابل ہوتا ہے اور یہ محض نقل مکانی کے پروگرام (migratory Programme) کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ ایک خاص تاریخ کو واپس اپنے چلنے کے مقام پر لوٹنے کے اہل ہوتے ہیں۔ "Prof. Hamburger" نے اپنی کتاب "Power and Fragility" میں "Mutton Bird" کی مثال دی ہے جو بحرالکاہل کے علاقوں کا مکین ہے۔ یہ 24000km کا سفر 8 کے ہندسے کی شکل میں طے کرتا ہوا چھ ماہ بعد ٹھیک اسی مقام پر واپس پہنچتا ہے جہاں سے اس نے اڑان بھری ہوتی ہے اور اس عرصہ میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کی تاخیر ممکن ہے۔ اس پیچیدہ سفر کی تفصیلات لازماً اس پرندے کے اعصابی خلیوں میں موجود ہوتی ہے جو کہ اس کو اس سفر کا اہل بناتی ہیں۔ وہ یقیناً پروگرام شدہ ہیں، لہٰذا کیا ہمیں اس پروگرامر کی پہچان پر غور نہیں کرنا چاہیے؟

شہد کی مکھی اور اس کا جوہر

ارشاد خداوندی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"واوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا
ومن الشجر و مما یعرشون ٥ ثم کلی من کل الثمرت
فاسلکی سبل ربک ذللا"
(القرآن الکریم، پارہ نمبر 14، سورۃ نمبر 16 (النحل)، آیت نمبر 68-69)

"اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا لے اور
درختوں میں اور اس جگہ جہاں وہ چھتریاں بناتے ہیں۔ پھر کھا ہر قسم کے پھل،
پھر اپنے رب کے نرم ہموار راستوں پر چل۔"

"Von-Frisch" نے 1973ء میں شہد کی مکھیوں کے انداز و اطوار اور خبر رسانی
کے طریقوں پر تحقیق کر کے نوبل پرائز حاصل کیا۔ جب شہد کی مکھی کوئی نیا باغ یا پھول دریافت
کرتی ہے تو وہ واپس جا کر اپنی ساتھی مکھیوں کو درست سمت اور پہنچنے کا نقشہ بتاتی ہے۔ اس
عمل کو "Bee Dance" یعنی "مکھی کا رقص" کہا جاتا ہے۔

حشرات کی ان حرکات کو سمجھنے کیلئے سائنسی ذریعے سے یعنی فوٹو گرافی اور دوسرے
ذرائع سے مدد لی گئی ہے اور یہ دریافت کیا گیا ہے کہ وہ کیسے اطلاعات ایک دوسرے کو منتقل
کرتی ہیں۔ قرآن مجید اوپر بیان کی گئی آیت میں بتاتا ہے کہ کیسے مکھیاں مہارت کی بنا پر باہم
اطلاعات کا تبادلہ کرتی ہیں۔

اوپر بیان کی گئی آیت میں مادہ جنس کو مخاطب بنایا گیا ہے، یعنی اس بات کی طرف
اشارہ کیا جا رہا ہے کہ وہ مکھی جو خوراک کی تلاش میں گھر چھوڑتی ہے وہ مادہ شہد کی مکھی ہے،
یعنی کام کرنے والی مکھی مادہ جنس سے تعلق رکھتی ہے۔

شیکسپیئر کے ڈرامے "Henry The Fourth" میں بعض اداکار شہد کی
مکھیوں کے متعلق بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مکھیاں سپاہی ہوتی ہیں اور ان کا ایک
بادشاہ ہوتا ہے۔ یہ وہ سوچ ہے جو لوگ شیکسپیئر کے زمانے میں رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ
نر مکھیاں کام کرنے والی ہیں اور وہ واپس گھر جا کر بادشاہ مکھی کو جوابدہ ہوتی ہیں۔ یہ بہرحال
سچ نہیں ہے۔ کام کرنے والی مکھیاں مادہ ہیں اور وہ بادشاہ مکھی کے بجائے ملکہ مکھی کو جوابدہ

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں لیکن جدید تحقیق کو یہ بات دریافت کرتے ہوئے پچھلے تین سو (300) سال لگے۔

مکڑی کا جالا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون۝"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 21، سورۃ نمبر 29 (العنکبوت)، آیت نمبر 41)

"جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ اور معبود مددگار بنا لیے ان کی مثال مکڑی کی مانند ہے، اس نے ایک گھر بنایا اور گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہے کاش یہ جانتے۔۝"

قرآن مجید مکڑی کے جالے کی کمزوری اور ناپائیداری کی مثال دینے کے علاوہ ایک اور بات پر بھی زور ڈالتا ہے اور وہ ہے مکڑی کے گھر کے تعلق کی ناپائیداری، جہاں مادہ مکڑی اکثر اوقات اپنے ساتھی نر مکڑی کو مار ڈالتی ہے۔

یہ مثال ان لوگوں کی کمزوریوں کا حوالہ دیتے ہوئے بھی پیش کی گئی ہے جو دنیا اور آخرت میں کامرانی حاصل کرنے کیلئے اللہ کی بجائے بتوں وغیرہ سے امید وابستہ کرتے ہیں۔

چیونٹیوں کا طرز زندگی اور باہمی تعلق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وحشر لسلیمن جنودہ من الجن والانس الطیر فھم یوزعون۝ حتی اذآ اتوا علی واد النمل قالت نملۃ یایھا النمل ادخلوا مسکنکم لا یحطمنکم سلیمن وجنودہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھم لا یشعرون O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 20، سورۃ نمبر 28 (النمل)، آیت نمبر 17-18)

"اور سلیمان کیلئے اس کا لشکر جنوں، انسانوں اور پرندوں سے جمع کیا گیا، پس وہ روکے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے میدان میں آئے، ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! تم اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ، (کہیں) سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ O"

عین ممکن ہے کہ ماضی میں بعض لوگوں نے قرآن کا مذاق اڑایا ہو کہ یہ ایک کہانیوں کی کتاب ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ چیونٹیاں ایک دوسرے سے بات کرتی ہیں۔ بہر حال عصر حاضر میں جدید تحقیقات نے چیونٹیوں کی طرز زندگی سے متعلق چند انکشافات کیے ہیں جو انسان کو آج سے پہلے معلوم نہ تھے۔ تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ حشرات جن کے طرز زندگی میں انسانی طرز حیات کی بہت زیادہ مشابہت موجود ہے وہ چیونٹیاں ہیں۔ چند مشابہتیں دیکھیے:

1: چیونٹیاں بھی انسانوں کی طرح اپنا مردہ دفن کرتی ہیں۔

2: چیونٹیوں میں مزدوروں کی تفریق کا منظم نظام ہے۔ ان میں منیجر، سپروائزر، فورمین اور مزدور وغیرہ ہوتے ہیں۔

3: جب بھی چیونٹیاں آپس میں کہیں ملتی ہیں تو بات چیت کرتی ہیں۔

4: چیونٹیاں باقاعدہ مارکیٹ لگاتی ہیں جہاں وہ اشیاء کا تبادلہ کرتی ہیں۔

5: چیونٹیوں میں باہمی تیز ترین رابطے کا ایک جدید نظام موجود ہے۔

6: سردیوں میں وہ طویل مدت تک زیر زمین رہنے کیلئے اناج اکٹھا کرتی ہیں اور اگر اس میں سے دانہ پھوٹ جائے تو وہ جڑوں کو کاٹ دیتی ہیں۔ جیسا کہ وہ جانتی ہوں کہ اگر انہوں نے اسے اگنے کیلئے چھوڑ دیا تو یہ گل سڑ جائے گا۔

7: اگر جمع شدہ اناج بارش سے گیلا پڑ جائے تو وہ اس کو دھوپ میں سکھانے لے جاتی ہیں اور جب یہ سوکھ جاتا ہے تو وہ اسے اندر واپس لے جاتی ہیں جیسا کہ وہ جانتی ہوں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمی جڑوں تک پہنچ کر افزودگی کا باعث بنے گی جو کہ فرد اناج کے سڑنے کا باعث ہوگا۔

شہد انسانوں کیلئے شفاء

شہد کی مکھی مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں کا رس چوستی ہے اور اس رس کو اپنے جسم میں شہد بنا کر موم کے چھتے کے کانوں میں ذخیرہ کرتی ہے۔ محض دو صدیاں قبل انسان کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ شہد مکھی کے پیٹ سے حاصل ہوتا ہے مگر یہ حقیقت چودہ سو سال پہلے قرآن مجید نے درج ذیل آیت میں بیان فرما دی تھی:

"یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 14، سورۃ نمبر 16 (النحل) آیت نمبر 69)

"شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے (شہد) اس کے رنگ مختلف ہیں اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔"

دنیا کو کچھ عرصہ قبل ہی اس بات سے آگاہی حاصل ہوئی ہے کہ شہد میں شفائی خصوصیات ہیں اور یہ ایک معتدل دافع عفونت (Mild Antiseptic) بھی ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں روسی فوجی اپنے زخموں پر شہد لگایا کرتے تھے جس سے زخم میں نمی رہتی اور وہ تندرست ہونے کے بعد بہت کم نشان چھوڑتے۔ شہد کی کثافت کے باعث "Fungus" اور بیکٹیریا زخم میں پنپ نہیں سکتے۔ انگلینڈ کے شفاخانوں میں سینے کے امراض اور "Alzheimer's" جیسی ناقابل علاج بیماریوں میں مبتلا چوبیس مریضوں میں بڑی ڈرامائی بہتری نظر آئی جن کا علاج ایک عیسائی راہبہ "Sister Carole" نے "Propolis" نامی مادے سے کیا تھا جو کہ ایسا مادہ ہے جسے شہد کی مکھیاں چھتے کو جراثیم سے بچانے کی خاطر لیپ کرنے کیلئے پیدا کرتی ہیں۔

(ایک وڈیو ٹیپ میں دیا گیا شدہ لیکچر بعنوان "یہ ہے سچائی")

کسی خاص درخت سے الرجی رکھنے والے شخص کو اسی درخت کا شہد دیا جا سکتا ہے تا کہ وہ شخص اس الرجی کے خلاف قوت مدافعت پیدا کر سکے۔ شہد میں "Fructose"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور "Vitamin K" بھی کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ شہد، شہد کی اصلیت اور اس کی خصوصیات کا علم جو قرآن مجید میں موجود ہے وہ اس کے نزول کے صدیوں بعد انسان نے دریافت کیا ہے۔

دوران خون اور دودھ

قرآن مجید، مسلم سائنسدان "ابن نفیس" کے دوران خون کا نظام بیان کرنے سے چھ سو سال قبل اور "ولیم ہاروے" کے مغربی دنیا کو یہ علم پہنچانے سے ایک ہزار سال پہلے نازل ہوا تھا۔ یہ بات تیرہ صدیاں پہلے معلوم ہوئی کہ آنتوں میں کون سا عمل اس بات کا باعث بنتا ہے کہ نظام انہضام میں ہونے والے تجزیات کے عمل سے اعضاء کی نشوونما ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت جس میں دودھ کے اجزاء کے ماخذ کی وضاحت کی گئی ہے وہ اس خیال کے بالکل حسب حال ہے۔ مندرجہ بالا تصورات سے متعلق قرآنی آیت کو سمجھنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ آنتوں کے اندر کیمیائی عملیات وقوع پذیر ہوتے ہیں اور یہ کہ وہاں سے ہضم شدہ غذا میں اخذ کیے گئے اجزاء ایک پیچیدہ نظام کے ذریعے خون کے بہاؤ میں شامل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اپنی مخصوص کیمیائی ترکیب کی بنا پر بذریعہ جگر وہ خون میں شامل ہوتے ہیں کہ خون انہیں تمام جسمانی اعضاء تک پہنچاتا ہے۔ جن میں دودھ پیدا کرنے والے "Mammary Glands" بھی شامل ہیں۔ سادہ الفاظ میں آنتوں کے مواد میں سے کچھ اجزاء آنتوں ہی کی دیوار سے خون کی نالیوں میں داخل ہوتے ہیں اور دوران خون کے ذریعے یہ اجزاء مختلف اعضاء کو پہنچائے جاتے ہیں۔ اگر ہم درج ذیل آیات قرآنی کو سمجھنا چاہتے ہیں تو انہی الاعضاء کا یہ تصور مکمل طور پر سمجھ لینا چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وان لكم فى الانعام لعبرة نسقيكم مما فى بطونه من بين فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشربين○"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 14، سورۃ نمبر 16 (النحل)، آیت نمبر 66)

"اور بیشک تمہارے لیے چوپائے عبرت گاہ ہیں ہم تمہیں پلاتے ہیں وہ جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالص (اور) سے جو گوبر اور خون کے درمیان ان کے پیٹوں میں ہے، پینے والوں کیلئے خوشگوار ہے۔"

مزید ارشاد ربانی ہے:

"وان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونها ولکم فیها منافع کثیرة ومنها تاکلون"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 18، سورۃ نمبر 23 (المؤمنون)، آیت نمبر 21)

"اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں مقام عبرت ہے، ہم تمہیں ان سے پلاتے ہیں (دودھ) جو ان کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لئے ان میں (اور) بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے (بعض کا گوشت) تم کھاتے ہو۔"

گائے میں دودھ پیدا ہونے کے حوالے سے قرآن مجید کی بیان کردہ تفصیلات حیرت انگیز حد تک جدید فعلیات سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ ہم نے اس حقیقت کو بھی عرصہ قبل ہی دریافت کیا ہے۔

علم الجنین

یمن کے ایک ممتاز دانشور "عبدالماجد زندانی" کی رہنمائی میں مسلم دانشوروں کے ایک گروپ نے قرآن مجید اور مستند علیہ احادیث میں موجود علم الجنین اور دوسری سائنس سے تعلق رکھنے والی معلومات کو اکٹھا کر کے ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے مندرجہ ذیل قرآنی ہدایت پر عمل کیا:

"فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 14، سورۃ نمبر 16 (النحل)، آیت نمبر 43)

"اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔"

قرآن مجید اور غیر متنازعہ احادیث میں علم الجنین سے متعلق اس طرح جمع شدہ ساری معلومات کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے کے بعد پروفیسر کیتھ مور کے سامنے پیش کیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو علم الجنین کے پروفیسر اور یونیورسٹی آف ٹورنٹو کینیڈا میں اناٹومی ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین تھے اور آج وہ علم الجنین پر ایک عالمی معروف عالم ہیں۔ انہیں متعلقہ مواد پر اپنی رائے دینے کو کہا گیا تو نہایت احتیاط سے جائزہ لیتے تھے بلکہ ڈاکٹر مور نے کہا:

"قرآن مجید اور متفق علیہ احادیث میں بیان شدہ علم الجنین سے متعلق زیادہ تر معلومات اس میدان میں جدید انکشافات سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہیں اور ان سے قطعاً اختلاف نہیں کرتیں۔ چند آیات ایسی ہیں جن کے سائنسی طور پر درست ہونے کے متعلق میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ ان بیانات کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں میں نہیں بتا سکتا۔ اس لئے کہ میں خود ان آیات میں بیان کردہ معلومات سے آگاہ نہیں ہوں اور علم الجنین پر موجود جدید دستاویزات اور تحقیقات میں بھی ان باتوں کا کوئی ذکر نہیں۔ ایسی ہی ایک آیت یہ ہے:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

"اقرا باسم ربك الذى خلق ○ خلق الانسان من علق ○"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 30 سورۃ نمبر 96 (علق)، آیت نمبر 1-2)

"(اے محمد ﷺ) پڑھئے! اپنے رب کے نام سے جس نے (کائنات کو) پیدا کیا۔ ○ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔"

"علق" عربی لفظ ہے جس کے معنی جمے ہوئے خون کے ہیں اور اس کا یہ معنی بھی ہے کہ کوئی ایسی چیز جو چپک جاتی ہو جونک کی طرح۔ ڈاکٹر مور کو علم نہیں تھا کہ آیا ابتدائی مراحل میں جنین ایک جونک کی مانند دکھائی دیتا ہے یا نہیں۔ اس بات کا پتہ چلانے کے لئے انہوں نے ایک نہایت طاقتور خوردبین سے جنین کی ابتدائی حالت کا مطالعہ کیا اور جو کچھ انہوں نے دیکھا اس کا موازنہ جونک کی تصویر سے جب کیا تو وہ ان دونوں کی حیرت انگیز مماثلت پر بہت حیران ہوئے۔

ڈاکٹر کیتھ مور نے "The Developing Human" نامی ایک کتاب تحریر کی تھی۔ انہوں نے قرآن مجید سے اس موضوع پر مزید علم حاصل کر کے 1982ء میں اسی کتاب کا تیسرا ایڈیشن تحریر کیا۔ اس کتاب "The Developing

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"Human" نے کسی ایک مصنف کی تحریر کردہ بہترین طبی کتاب کا ایوارڈ حاصل کیا۔ اس کتاب کا دنیا کی متعدد بڑی زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ یہ کتاب طبی تعلیم کے سال اول میں "Embryology" کی ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔

"Baylor College of Medicine" ہوسٹن، امریکہ کے "Dept. of Gynae and Obstetrics" (امراض النسواں اور زچہ بچہ) کے چیئرمین ڈاکٹر سمپسن کا کہنا ہے:

"یہ احادیث اس سائنسی علم کی بنیاد پر ہرگز حاصل نہیں کی جا سکتی ہیں جو ساتویں صدی عیسوی میں موجود تھا۔ جینیات اور اسلام میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مزید برآں اسلام روایتی سائنس کے انداز فکر میں الہام کا اضافہ کر کے سائنس کی راہنمائی کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے بیانات موجود ہیں جو صدیوں بعد صحیح ثابت ہوئے ہیں اور یہ بات اس تصور کی تائید کرتی ہے کہ قرآن مجید میں موجود علم اللہ جل جلالہ کا عطا کردہ ہے۔"

"فلینظر الانسان مم خلق ۝ خلق من ماء دافق ۝ یخرج من بین الصلب والترآئب ۝"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 30 سورۃ نمبر 86 (الطارق)، آیت نمبر 5-6-7)

"پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا؟ وہ پیدا کیا گیا اچھلتے ہوئے پانی سے، جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینے کے درمیان سے۔"

جنیاتی مراحل میں نر اور مادہ کے تولیدی اعضاء یعنی فوطے (Testicles) اور اووری (Ovary) اپنے بننے کا آغاز ریڑھ کی ہڈی اور گیارھویں اور بارھویں پسلی کے درمیان گردے کے پاس سے کرتے ہیں۔ یہ بعد ازاں نیچے اترتے ہیں۔ مادہ غدود یعنی "Ovary" پیڑو میں آ کر رک جاتی ہے۔ جبکہ نر غدود (خصیے) پیدائش سے پہلے "Inguinal Canal" کے راستے اپنی تھیلی "Scrotum" تک پہنچنے کیلئے اپنا نزول جاری رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ جوانی میں تولیدی اعضاء کے نیچے اتر آنے کے بعد بھی اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اعصابی اور خونی رسد "Abdominal Aorta" (پیٹ میں خون کی بڑی نالی) سے حاصل کرتے ہیں جو کہ ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیانی علاقے میں ہوتی ہے۔ "Lymphatic Drainage" کی نسا کی اور وریدی خون کی واپسی بھی اسی علاقے کی جانب ہے۔

انسان کی تخلیق نطفے سے کی گئی ہے۔ یہ بات قرآن مجید میں کم از کم گیارہ مرتبہ بیان کی گئی ہے۔ جس کا مطلب ہے رقیق سیال مادے کی تھوڑی مقدار یا سیال کا وہ قطرہ جو کپ خالی ہونے کے بعد باقی بچ جاتا ہے۔ اسی مقدار کے قطرے سے انسان کی پیدائش وقوع پذیر ہوتی ہے۔ یہی بات قرآن مجید کی سورۃ الحج آیت نمبر 5، سورۃ المؤمنون آیت نمبر 13، سورۃ النحل آیت نمبر 4، سورۃ الکہف آیت نمبر 37، سورۃ فاطر آیت نمبر 11، سورۃ یٰسین آیت نمبر 77، سورۃ المومن آیت نمبر 67، سورۃ النجم آیت نمبر 46، سورۃ القیامۃ آیت نمبر 37، سورۃ الدھر آیت نمبر 2 اور سورۃ عبس آیت نمبر 19 میں بیان کی گئی ہے۔

عصری سائنسی تحقیق کے ذریعے حال ہی میں اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ اوسط تیس لاکھ مردانہ تولیدی خلیوں (Sperms) میں سے فقط ایک خلیہ "Ovum" کی بارآوری ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس لاکھ میں سے صرف ایک دفعہ کے خارج کردہ مردانہ خلیوں کی مقدار کا صرف "0.0003" فیصد حمل ٹھہرانے کیلئے درکار ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"ثم جعل نسله من سللة من ماء مهين"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 21، سورۃ نمبر 32 (السجدہ)، آیت نمبر 8)

"پھر انسان کی نسل خلاصے (یعنی) حقیر پانی (نطفہ) سے پیدا کی۔"

عربی لفظ "سلالہ" کے معنی نچوڑ یا کسی مائع کا سب سے بہترین حصے کے ہیں۔ یہ بات ہمیں حال ہی میں معلوم ہوئی ہے کہ انسان کے جسم میں پیدا ہونے والے کئی لاکھ مردانہ خلیوں میں سے صرف ایک خلیہ ہی حمل ٹھہرانے کیلئے کافی ہوتا ہے جو بیضہ (عورت کے انڈے) میں داخل ہوتا ہے۔ کئی ملین میں سے اس ایک خلیے کو قرآن میں سلالہ کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے "کسی سیال مادے میں سے لطیف اخراج۔" سیال مادے سے مراد مردانہ

www.KitaboSunnat.com

عورت دونوں کے تولیدی مادے ہیں جن میں تولیدی جرثومے (Gametes) شامل ہوتے ہیں۔ بیضہ (زنانہ کا مادہ) اور سپرم (مرد کا نطفہ) دونوں بار آوری کے عمل کے دوران اپنے ماحول سے لطف اندوز ہوتے ہوئے نکالے جاتے ہیں۔

کتاب اللہ (قرآن مجید) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 29، سورۃ نمبر 76 (الدھر)، آیت نمبر 2)

"بیشک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا۔"

عربی الفاظ "نطفہ امشاج" کے معنی "مخلوط سیال مادے" کے ہیں۔ چند مفسرین قرآن کے بقول مخلوط سیال مادوں سے مراد نر اور مادہ کے نمائندہ رقیق مادے ہیں۔ نر اور مادہ تولیدی خلیوں کے اختلاط کے بعد ابتدائی متحد خلیہ "Zygote" نطفہ بھی ہوتا ہے۔ مخلوط سیال مادوں سے "Spermatic Fluid" (مردانہ مادہ منویہ) بھی ہو سکتا ہے۔ جو مختلف غدودوں سے آنے والی کئی رطوبات سے مل کر بنتا ہے۔ پس نطفہ امشاج یعنی مخلوط مادوں کے معمولی مقدار سے مراد نر اور مادہ "Gametes" اور ارد گرد کے سیال مادے کا کچھ حصہ ہو سکتا ہے۔

تعین جنس

بچے کی جنس سپرم (نر تولیدی خلیے یا جرثومے) کی ماہیت سے متعین ہوتی ہے نہ کہ بیضہ کی نوعیت سے۔ بچے کی جنس مادہ ہے یا نر اس بات پر منحصر ہے کہ آیا "Chromosoms" کا تیئسواں جوڑا حسب ترتیب "xx" ہے یا "yx"۔ جنس کا تعین بار آوری پر واقع ہوتا ہے اور بیضہ کو بارآور کرنے والے "Sperm" میں موجود "Sex Chromosom" کی قسم پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر بیضہ کو بارآور کرنے والا سپرم ایکس کروموسوم رکھتا ہے تو بچہ مادہ ہوگا اور اگر یہ وائی کروموسوم کا حامل ہے تو بچہ نر ہوگا۔

جیسا کہ کتاب اللہ (قرآن حکیم) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وانه خلق الزوجين الذكر والانثى ٥ من نطفة اذا

www.KitaboSunnat.com

تمنیٰ O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 27، سورۃ نمبر 53 (النجم)، آیت نمبر 45-46)

"اور بیشک وہی جس نے دو جوڑے بنائے مرد اور عورت نطفہ سے، جب وہ (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔"

عربی لفظ "نطفہ" کے معنی سیال مادے کی قلیل مقدار کے ہیں۔ تمنیٰ کے معنی خارج کیا گیا یا ٹپکایا گیا کے ہیں۔ لہٰذا نطفہ سے بالخصوص سپرم (مردانہ نطفہ) مراد ہوگا کیونکہ وہ خارج ہونے والا ہوتا ہے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

جیسا کہ کتاب اللہ (قرآن حکیم) کی دوسری آیات میں ہے:

"الم یک نطفة من منی یمنیO ثم کان علقة فخلق فسویٰO فجعل منه الزوجین الذکر والانثیٰO

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 29، سورۃ نمبر 75 (القیامۃ)، آیت نمبر 37-38-39)

"کیا وہ منی کا ایک نطفہ (قطرہ) نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا گیا۔ پھر وہ جما ہوا خون بن گیا، پھر اللہ نے اسے پیدا کیا، پھر اسے درست (اندام) کیا، پھر اس کی مرد اور عورت دو قسمیں بنائیں۔"

یہاں "Sperm" کی قلیل مقدار کو لفظ "نطفۃ من منی" سے ظاہر کیا گیا ہے یعنی جو مرد کی طرف سے نطفہ آتا ہے وہی جنس کے تعین کا ذمہ دار ہے۔ برصغیر میں ساسیں عام طور پر پوتوں کی خواہش رکھتی ہیں اور اگر لڑکا نہ ہو تو اپنی بہوؤں کو الزام دیتی ہیں۔ کاش وہ یہ جان جائیں کہ جنس کا تعین مردانہ سپرم کی ماہیت سے ہے نہ کہ زنانہ بیضہ کی ماہیت سے۔ اگر وہ کسی کو الزام دینا ہی چاہتی ہیں تو انہیں چاہیے کہ اپنے بیٹوں کو الزام دیں نہ کہ اپنی بہوؤں کو۔ قرآن اور سائنس اس بات پر متفق ہیں کہ بچے کی جنس کا ذمہ دار مرد ہے۔

تین تاریکیاں

کتاب اللہ میں ارشاد خداوندی ہے:

"یخلقکم فی بطون امھتکم خلقا من بعد خلق فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلمت ثلث"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 23، سورۃ نمبر 39 (الزمر)، آیت نمبر 6)

"اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین اندھیروں میں۔"

پروفیسر مور کے مطابق قرآن مجید میں تاریکی کے جن تین پردوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے مراد مندرجہ ذیل پردے ہیں:

1: ماں کے پیٹ کے سامنے کی دیوار۔

2: رحم کی دیوار۔

3: "Amino Chorionic Membrane" ایک جھلی جس میں جنین بند ہوتا ہے۔

جنینی مراحل

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد عالی شان ہے:

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين○ ثم جعلنه نطفة في قرار مكين○ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظما فكسونا العظم لحما ثم انشانه خلقا اخر فتبرك الله احسن الخلقين○

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 18، سورۃ نمبر 23 (المومنون)، آیت نمبر 12 تا 14)

"اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی (کے نچوڑ) ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے مضبوط جگہ میں نطفہ ٹھہرایا۔ پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے بنایا جمے ہوئے خون (لوتھڑے) کو بوٹی، پھر ہم نے بوٹی سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہم نے ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اسے نئی صورت میں اٹھا کر کھڑا کیا، پس اللہ بابرکت ہے بہترین پیدا کرنے والا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"انسان کو سیال مادے کی معمولی مقدار سے بنایا گیا ہے۔ جسے اس کی جگہ پر رکھ کر مضبوطی سے جمایا جاتا ہے"

اور اس کے لیے کے لئے عربی لفظ "قرار مکین" استعمال کیا گیا ہے۔

رحم مادر پچھلی جانب سے ریڑھ کے مہروں کے پٹھوں سے اچھی طرح محفوظ کیا جاتا ہے۔ جسے کمر کے پٹھے مضبوطی سے سہارا دیتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ جنین المنیا ٹک فلوئیڈ سے بھر المنیا ٹک سیک سے مزید محفوظ بنایا گیا ہے۔ چنانچہ جنین ایک محفوظ ترین جگہ میں رہتا ہے۔

سیال کی اس معمولی مقدار کو علقہ میں بدل دیا جاتا ہے یعنی کوئی ایسی چیز جو چپک جاتی ہو۔ اس سے جونک سے مشابہ چیز بھی مراد ہو سکتی ہے۔ یہ دونوں تعریفیں سائنسی لحاظ سے قابل قبول ہیں کیونکہ بالکل ابتدائی مراحل میں جنین (رحم مادر) کی دیوار سے چپک جاتا ہے اور صورت کے لحاظ سے جونک سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ یہ جونک جیسے طرز عمل کا حامل ہوتا ہے اور ماں سے اپنی خونی رسد بذریعہ ناف حاصل کرتا ہے۔

علقہ کا تیسرا معانی جما ہوا خون ہے۔ یہ مرحلہ حمل کے تیسرے اور چوتھے ہفتے پر محیط ہوتا ہے۔ اس مرحلے کے دوران خون بند نالیوں میں جم جاتا ہے۔ چنانچہ جنین جونک کی شکل اختیار کرنے کے علاوہ ایک جمے ہوئے خون کی وضع بھی اختیار کر لیتا ہے۔ آپ اس قرآنی علم کا جو بآسانی دستیاب ہے سائنس کی دریافتوں کے لئے کی جانے والی انسان محنت کے ساتھ موازنہ خود کر لیں۔

1977ء میں ہیم اور لیون ہک وہ پہلے سائنسدان تھے جنہوں نے انسان کے تولیدی خلیوں کا ایک خوردبین کے ذریعے مشاہدہ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ "Sperm" (مرد کے نطفہ) کے اندر انسان کا ایک مختصر نمونہ پایا جاتا ہے جو ایک بچہ دانی میں بچے کی شکل پانے کے لئے رحم میں نشوونما پاتا ہے۔ اس نظریے کو "Perforation Theory" کہا جاتا تھا۔ جب سائنسدانوں کو پتہ چلا کہ بیضہ (عورت کا نطفہ) سپرم (مرد کے نطفہ) سے بڑا ہوتا ہے تو ڈی گراف اور کچھ اور سائنسدانوں نے سوچا کہ جنین بیضہ میں ایک چھوٹے نمونے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نطفہ میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر انیسویں صدی میں [illegible] کے

"Theory of Biparental Inheritance" کا نظریہ پیش کیا گیا۔

[illegible]

[illegible] "Gum" [illegible] چبائے ہوئے [illegible]

[illegible] رکھا گیا [illegible]

[illegible] "Plaster Seal" [illegible]

[illegible]

ابتدائی مرحلے کی تصویر [illegible] "Somites" [illegible]

[illegible] شکل بدل جاتی ہے۔

[illegible]

استعمال ہوتا ہے۔

امریکہ کے چوٹی کے سائنسدان پروفیسر مارشل جانسن [illegible] کے

[illegible] "Daniel Institute" کے [illegible]

[illegible]

"[illegible] جنین کے مراحل کے متعلق [illegible]

کہ حضرت محمد ﷺ کے پاس [illegible]"

[illegible] قرآن چودہ سو سال [illegible] حضرت محمد

ﷺ کے زمانے سے کئی صدیوں بعد ایجاد کی تو پروفیسر جانسن نے [illegible]

اعتراف کیا کہ [illegible]

سے [illegible] بھی جا سکتی تھی۔ بعد ازاں انہوں نے کہا کہ وہ اس خیال سے بالکل

اختلاف نہیں کرتے کہ جب محمد ﷺ نے آیت قرآن پڑھیں تو خدائی مداخلت بھی

کارفرما تھی۔"

(ایک ویڈیو ٹیپ میں ریکارڈ شدہ تجربہ بعنوان "This is the Truth")

ڈاکٹر مور کا کہنا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نشوونما کے مراحل کی جدید درجہ بندی جسے پوری دنیا میں اختیار کر لیا گیا ہے، وہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ کیونکہ اس میں مراحل کی شناخت عددی بنیادوں پر کی گئی ہے۔ یعنی مرحلہ اول، دوم وغیرہ۔ اس کے برعکس قرآن میں بیان کردہ اقسام کی بنیاد واضح اور آسانی سے قابل شناخت حالتوں اور شکلوں پر ہوتی ہے جن سے ایک جنین گزرتا ہے۔ ان کی بنیاد پیدائش سے پہلے نشوونما کے مختلف مراحل سے ہے اور ایسی اعلیٰ سائنسی وضاحتیں مہیا کرتی ہیں۔ جو آسانی سے سمجھ میں آنے والی اور عملی ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میں رحم مادر میں انسانی نشوونما کے جنیاتی مراحل کو بیان کیا گیا ہے:

"الم یك نطفة من منی یمنیO ثم كان علقة فخلق فسویO فجعل منه الزوجین الذكر و الانثیO

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 29 سورۃ نمبر 75 (القیامۃ)، آیت نمبر 37 تا 39)

"کیا وہ منی کا ایک نطفہ (قطرہ) نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا گیا۔؟ پھر وہ جما ہوا خون بنایا گیا، پھر اللہ نے اسے پیدا کیا، پھر اسے درست (اندام) کیا، پھر اس کی دو قسمیں بنائیں، مرد اور عورت۔"

"الذی خلقك فسوك فعدلكO فی ای صورة ماشآء ركبكO"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 30 سورۃ نمبر 82 (الانفطار)، آیت نمبر 7-8)

"وہ اللہ جس نے تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک کیا، پھر برابر کیا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔"

جنین کو اگر مضغہ کے مرحلے پر کاٹا جائے اور اندرونی اعضا کی سرجری کی جائے تو یہ دکھائی دے گا کہ زیادہ تر اعضاء پوری طرح تشکیل پذیر ہو چکے ہیں جبکہ باقی مکمل طور پر تشکیل پذیر نہیں ہوئے۔ پروفیسر جانسن کا کہنا ہے:

"اگر جنین کو مضغہ کے مرحلے پر مکمل تحقیق کیا جائے تو صرف اس حصے کو بیان کیا جا رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے جو پہلے ہی مکمل ہو چکا ہوتا ہے۔ اگر اسے نامکمل تخلیق قرار دیا جائے تو صرف اس حصے کو بیان کیا جا رہا ہوتا ہے جو ابھی تکمیل کے مراحل سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ آیا کہ یہ ایک مکمل تخلیق ہے یا نامکمل تخلیق ہے؟ جنین کی نشوونما کے اس مرحلے کی قرآن کی بیان کردہ وضاحت سے بہتر کوئی اور وضاحت ممکن نہیں ہو سکتی۔ جزوی متشکل اور جزوی غیر متشکل۔

"خلقنكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة و غير مخلقة لنبين لكم"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 17، سورۃ نمبر 22 (الحج)، آیت نمبر 5)

"ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی بوٹی سے، صورت بنی ہوئی اور بغیر صورت بنی (ادھوری)، تاکہ ہم تمہارے لئے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں۔"

سائنسی طور پر ہم جانتے ہیں کہ ارتقا کے اس ابتدائی مرحلہ پر کچھ خلیات ایسے ہوتے ہیں جو ممیز ہو چکے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو غیر ممیز ہیں۔ کچھ اعضا بن چکے ہیں اور کچھ نہیں۔

سماعت اور بصارت

انسانی جنین میں سب سے پہلے سننے کی حس پیدا ہوتی ہے۔ جنین چوبیسویں ہفتے کے بعد آواز سن سکتا ہے۔ پھر دیکھنے کی حس پیدا ہوتی ہے۔ اٹھائیسویں ہفتے تک پردہ بصارت روشنی کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"وجعل لكم السمع والابصار والافئدة"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 21، سورۃ نمبر 32 (السجدہ)، آیت نمبر 9)

"اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔"

سورۃ الدہر میں ہے:

"انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج ۝ نبتليه فجعلنه سميعا بصيرا ۝"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 29، سورۃ نمبر 76 (الدھر)، آیت نمبر 2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بیشک ہم نے انسان کو بطور پیدا کیا نطفہ سے (کہ) ہم اسے آزمائیں تو ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

ایک اور جگہ فرمایا:

"وھو الذی انشا لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ماتشکرون O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 18، سورۃ نمبر 23، آیت نمبر 78)

"اور معبود برحق وہی ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ O"

ان آیات میں سماعت کا ذکر بصارت کی حس سے پہلے کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن مجید کا بیان علم الجنین کے انکشافات سے کلی طور پر ہم آہنگ ہے۔

نقشِ انگشت

ارشاد خداوندی ہے:

"ایحسب الانسان الن نجمع عظامہ O بلی قدرین علی ان نسوی بنانہ O"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 29، سورۃ نمبر 75 (القیامۃ)، آیت نمبر 3-4)

"کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز اسے جمع نہیں کریں گے اس کی ہڈیوں کو، کیوں نہیں ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کردیں۔"

غیر مسلموں کا اعتراض ہے کہ کوئی شخص جب مر کر مٹی میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کی ہڈیاں چور چور ہو جاتی ہیں تو قیامت کے روز وہ کیسے مکمل حالت میں واپس آجائے گا؟ اور اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ قیامت کے دن وہ شخص کس طرح پہچانا جائے گا۔؟

خالق و رازق اور معبود برحق اللہ جل جلالہ جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے:

"وہ اللہ نہ صرف یہ کہ وہ تماری ہڈیاں (مرنے کے بعد) جوڑ سکتا ہے بلکہ تماری انگلیوں کے پوروں تک کو بھی کامل طور پر دوبارہ بنا سکتا ہے۔ انسان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انفرادی شناخت کے متعلق قرآن پاک خاص طور پر انگلیوں کے پوروں کا ذکر کس لئے کرتا ہے؟

آیئے دیکھتے ہیں:

1880ء میں سر فرانس گولٹ کی تحقیق کے بعد نقشِ انگشت (Finger Prints) لوگوں کی پہچان کا سائنسی طریقہ بن گیا۔ دنیا کے کوئی سے دو اشخاص کبھی بھی مکمل طور پر ایک جیسے نقشِ انگشت کے حامل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ہم شکل جڑواں بھائی بھی۔ اسی بنا پر پوری دنیا میں پولیس والے مجرموں کی شناخت کیلئے نقشِ انگشت استعمال کرتے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے ہر انسان کے نقشِ انگشت کی انفرادیت کا علم کس کو ہو سکتا تھا؟ یقیناً یہ علم خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔

احساسِ تکلیف دلانے والے خلیے

یہ خیال کیا جاتا تھا کہ چھونے کی حس اور درد کی حس کا تعلق صرف دماغ سے ہے لیکن جدید دریافتوں سے معلوم ہوا ہے کہ درد کو محسوس کرنے والے خلیے جلد کے اندر موجود ہوتے ہیں جن کے بغیر کوئی شخص درد محسوس کرنے کے قابل نہیں ہوگا۔ جب کوئی ڈاکٹر جلنے والے مریض کے زخموں کا معائنہ کرتا ہے تو وہ سوئی چبھو کر "Degree of Burn" کا تعین کرتا ہے۔ اگر مریض کو درد محسوس ہو تو ڈاکٹر کو مسرت ہوتی ہے، کیونکہ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ جلنے کے زخم سطحی ہیں اور تکلیف کا احساس کرنے والے خلیے صحیح ہیں۔ اس کے برعکس اگر مریض بالکل درد محسوس نہیں کرتا تو پتہ چل جاتا ہے کہ جلنے کا زخم گہرا ہے اور درد محسوس کرنے والے خلیے تباہ ہو چکے ہیں۔ درد محسوس کرنے والے خلیوں کی موجودگی کے بارے میں قرآن مجید مندرجہ ذیل دلیل دیتا ہے:

"ان الذین کفروا بایتنا سوف نصلیھم نارا ط کلما نضجت جلودھم بدلنھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما ٥"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 5، سورۃ نمبر 4 (النساء)، آیت نمبر 56)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بیشک وہ لوگ جنھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہم عنقریب انہیں آگ میں ڈال دیں گے۔ جس وقت ان کی کھالیں پک (گل) جائیں گی ہم اس کے علاوہ (دوسری) بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں، بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

شیانگ مائے یونیورسٹی تھائی لینڈ کے "Department of Anatomy" کے چیئرمین پروفیسر میاسیف تیجاسن نے درد محسوس کرنے والے خلیوں کے بارے میں تحقیق پر بہت سا وقت صرف کیا ہے۔ شروع میں انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ قرآن مجید نے یہ سائنسی حقیقت چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے بیان فرمائی ہے۔ بعد ازاں انہوں نے اس خاص قرآنی آیت کے ترجمے کی تصدیق کی۔ پروفیسر میاسیف تیجاسن کو قرآنی آیت کی سائنسی صحت نے اس قدر متاثر کیا کہ ریاض میں قرآن وسنت کے سائنسی آثار کے موضوع پر منعقد کی جانے والی آٹھویں سعودی میڈیکل کانفرنس کے موقع پر انہوں نے مجمع کے سامنے بڑے فخر سے اعلان کیا:

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

"اللہ کے سوا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

"There is no God but Allah and Muhammad (S.A.W) is His Messenger."

خلاصہ

قرآن پاک میں بیان کردہ سائنسی حقائق کو محض اتفاقی مطابقت قرار دینا Common Sense اور خالص سائنسی طرز فکر کے خلاف ہوگا۔ دراصل آیات قرآنیہ کی سائنسی صحت قرآن مجید کے اس دعوے کی تصدیق کرتی ہے:

"سنریهم ایتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق اولم یکف بربك انه علی کل شی شهیدO"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 25، سورۃ نمبر 41 (حم السجدہ) آیت نمبر 53)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم جلد ہی اپنی آیات انہیں اطراف عالم میں اور (خود) ان کی ذات میں دکھا دیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہ (قرآن) حق ہے۔ کیا آپ کے رب (کی قدرت پر ایمان لانے) کیلئے (یہ) کافی نہیں کہ وہ ہر شے کا شاہد ہے۔"

قرآن مجید اس آیت میں تمام انسانوں کو کائنات کی تخلیق پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے:

"ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنہار لایت لاولی الالباب o"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 4، سورۃ نمبر 3 (آل عمران)، آیت نمبر 190)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔"

قرآن مجید کے سائنسی شواہد واضح طور پر اس کے الہامی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ چودہ سو تئیس برس پہلے کوئی بھی انسان ایسی کتاب تحریر نہیں کر سکتا تھا جو اس قدر عمیق سائنسی حقائق کی حامل ہو۔

قرآن مجید سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ نشانیوں (Signs) کی کتاب ہے جیسا کہ ابتدا میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ نشانیاں انسان کو زمین پر اپنی موجودگی کا مقصد سمجھنے کیلئے دعوتِ فکر دیتی ہیں اور فطرت سے ہم آہنگ زندگی گزارنے کیلئے بھی۔ قرآن درحقیقت کائنات کے خالق اور رازق اللہ جل جلالہ کی طرف سے ایک پیغام ہے۔ یہ اپنے اندر خدائی وحدانیت کا وہی پیغام رکھتا ہے جس کی تبلیغ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک سبھی انبیاء کرام علیہ السلام نے کی۔

قرآن مجید اور جدید سائنس کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور اس میدان میں مزید تحقیق ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز یہ تحقیق انسانیت کو خدائے بزرگ و برتر کے کلام سے قریب تر آنے میں مدد دے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible]

3. [illegible]

4. [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں جوں جوں قرآن پر غور کرتا ہوں اور اس کے مفہوم و معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں تو میرے دل میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہو جاتی ہے لیکن ژندا وستا (جو کہ پروفیسر صاحب کی مذہبی کتاب ہے) کا مطالعہ بجز ایسی حالتوں کے کہ علم الازمان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم دیگر اغراض کے لیے پڑھا جائے تو طبیعت میں تکان پیدا کرتا اور بار خاطر ہو جاتا ہے۔"

5: مسٹر مانوئل ڈی انش کہتے ہیں:

"قرآن کی روشنی اس وقت یورپ میں نمودار ہوئی جب تاریکی محیط ہو رہی تھی اور اسی سے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندگی مل گئی۔"

6: ڈاکٹر جانسن کہتے ہیں:

"قرآن مجید کے مطالب ایسے مناسب اور عام فہم ہیں کہ دنیا ان کو آسانی سے قبول کر سکتی ہے پر افسوس ہمارا قصور ہے کہ ہم کو دیکھ دیکھ کر دنیا اس سے نفرت کرتی ہے۔"

7: پروفیسر ریلڈ اے نکلسن کہتے ہیں:

"قرآن کے اثر سے عربی زبان تمام اسلامی دنیا کی متبرک زبان بن گئی اور قرآن نے دختر کشی (بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے) کا خاتمہ کر دیا۔"

8: مسٹر ایچ ایس لیڈر کہتے ہیں:

"تعلیم قرآن سے فلسفہ و حکمت کا ظہور ہوا اور ایسی ترقی کی کہ اپنے عہد کی بڑی سے بڑی یورپین سلطنت کی تعلیم حکمت سے بڑھ گیا۔"

9: مسٹر ای ڈی ماریل کہتے ہیں:

"اسلام کی قوت و طاقت قرآن میں ہے۔ قرآن انسانی قانون ہے اور حقوق کی دستاویز ہے۔"

10: جان جاک ریسک، جرمنی فلاسفر کہتے ہیں:

"جب پیغمبر ﷺ کی زبان سے منکر قرآن سنتے تو بیتاب ہو کر سجدے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گر پڑتے تھے اور مسلمان ہو جاتے تھے۔"

11: تھیوڈور نولدیکی کہتے ہیں:

"قرآن لوگوں کی ترغیب و ترہیب کے ذریعہ معبودان باطل سے پھیر کر ایک خدا کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن میں موجودہ دور اور آئندہ کے علوم وفنون کا ذکر موجود ہے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

12: مسٹر ٹھنٹی لین پول کہتے ہیں:

"قرآن میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہیے اور جو ایک بزرگ انسان (محمد) میں موجود تھا۔

13: مسٹر جے ٹی ہنانی کہتے ہیں:

"قرآن نے بے حد وبیشمار انسانوں کے اعتقاد اور چال چلن پر نمایاں اثر ڈالا اور سائنس کی دنیا نے قرآن کی ضرورت کو اور واضح کر دیا۔"

14: ایچ جی ویلز کہتے ہیں:

"قرآن نے مسلمانوں کو ایسی مواخات کے بندھن میں باندھ رکھا ہے جو نسل اور زبانوں کے فرق کی پابند نہیں ہے۔"

15: پادری وارن ہیڈی ڈی کہتے ہیں:

"قرآن کا مذہب امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔"

16: مسٹر بوسورتھ اسمتھ کہتے ہیں:

"محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے کہ قرآن ان کا مستقل اور دائمی معجزہ ہے اور میں مانتا ہوں کہ واقعی یہ ایک معجزہ ہے۔

17: گاڈفری ہگنیس کہتے ہیں:

"قرآن غریب آدمی کا دوست و غمخوار ہے اور چھوٹے بڑے سب آدمیوں کی ناانصافی کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے۔

18: مسٹر رچرڈسن کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"غلامی کی مکروہ رسم کے اٹھانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہندو شاستر (ہندوؤں کا لٹریچر) قرآن سے بدل دیا جائے۔ (ہندوؤں کی مذہبی کتابوں مثلاً ویدوں کی جگہ قرآن مجید کی تعلیم دی جائے تو غلامی ختم کی جا سکتی ہے)"

19: ڈین سٹینلی کہتے ہیں:

"قرآن کا قانون بے شبہ بائبل کے قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے۔"

20: میجر لیونارڈ کہتے ہیں:

"قرآن کی تعلیم بہترین ہے اور انسانی دماغوں پر نقش ہو جاتی ہے۔"

21: اخبار نیر ایسٹ میں لکھا ہے:

"اگر ہم قرآن کی عظمت و فضیلت اور حسن و خوبی سے انکار کریں تو ہم علم و دانش سے بیگانہ ہو جائیں گے۔"

22: سر الورنڈ ویٹی کن راس سی آئی اے کہتے ہیں:

"قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے کہ یورپ کے گوشہ گوشہ میں پڑھا جائے۔"

23: ڈاکٹر چارلس کہتے ہیں:

"قرآن کا طرز تحریر دل آویز ہے، رواں ہے، مختصر اور جامع ہے۔ قرآن خدا کا ذکر شاندار طریقے سے کرتا ہے۔"

24: مسٹر ارنلڈ وہائٹ کہتے ہیں:

"قرآن نے مسلمانوں کو جنگ آرائی بھی سکھائی اور ہمدردی و خیرات و فیاضی بھی۔ قرآن نے وہ اصول فطرت پیش کیے کہ سائنس کی بڑھتی ہوئی ترقیاں اس کو شکست نہیں دے سکتیں۔"

25: ڈاکٹر موریس فرانسیسی کہتے ہیں:

"قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ مقاصد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے قرآن کو تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت ہے۔"

26: مسٹر لڈلف کرمل کہتے ہیں:

"قرآن میں عقائد و اخلاق کا مکمل ضابطہ اور قانون موجود ہے، وسیع جمہوریت، رشد و ہدایت، انصاف و عدالت، فوجی تعلیم و تربیت، مالیات اور غرباء کی حمایت و ترقی کے اعلیٰ آئین موجود ہیں اور ان سب باتوں کی بنیاد ذات باری تعالیٰ کے اعتقاد پر رکھی گئی ہے۔"

27: جارج سیل کہتے ہیں:

"قرآن کریم بے شبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب ہے۔ کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑا معجزہ ہے۔"

28: ریورنڈ جی ایم راڈویل کہتے ہیں:

"قرآن کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی، جنات اور مادیات کا شرک مٹایا، اللہ کی اور عبادت قائم کی بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کر دی۔"

29: آر یورنڈ سکول نگ کہتے ہیں:

"قرآن الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں اسلام کے اصول و قوانین اور اخلاق کی تعلیم اور روزمرہ کے کاروبار کی نسبت ہدایات موجود ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام کو عیسائیت پر فوقیت ہے کہ اس کے مذہبی تعلیم و قانون علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔"

30: موسیو دا مین کافل فرانسیسی کہتے ہیں:

"قرآن مذہبی قواعد اور احکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں اجتماعی احکام بھی ہیں جو انسان کی زندگی کے لیے ہر حالت میں مفید ہیں۔"

31: ڈیون پورٹ کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قرآن مسلمانوں کا مشترکہ قانون ہے۔ معاشرتی، ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی اور تعزیری سب ہی معاملات اس میں ہیں، باوجود اس کے کہ یہ ایک مذہبی کتاب ہے اس نے ہر چیز کو قاعدہ موضوع بنایا۔"

32: پروفیسر کارلائل کہتے ہیں:

"میرے نزدیک قرآن میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی سے پیدا ہو سکتی ہے۔"

33: کونٹ ہنری دی کاسٹری کہتے ہیں:

"قرآن کو دیکھ کر عقل حیرت میں ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھا۔"

34: ڈاکٹر گبن کہتے ہیں:

"قرآن وحدانیت کا بڑا گواہ ہے۔ ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ غرض سارے جہان میں قرآن کی نظیر نہیں مل سکتی۔"

35: الکس لوازون فرانسیسی فلاسفر کہتے ہیں:

"قرآن روشن اور پر حکمت کتاب ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایسے شخص پر نازل ہوا جو سچا نبی تھا اور خدا نے اس کو بھیجا تھا۔ جدید علمی انکشافات میں یا ان مسائل میں جن کو ہم نے علم کے زور سے حل کیا ہے یا ہنوز زیر تحقیق و نظر ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تعلیمات قرآنی کے خلاف ہو۔ ہم نصرانیوں (عیسائیوں) نے نصرانیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ و ہمنشین بنانے میں اب تک جتنی کوششیں کی ہیں اسلام و قرآن میں یہ سب کچھ پہلے ہی سے موجود ہے اور پوری طرح سے موجود ہے۔"

36: موسیو سیڈ فرانسیسی کہتے ہیں:

"اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں انہوں نے قرآن کی تعلیم کو نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا جس کے اثر سے عربوں کی معیوب عادتوں کی کایا پلٹ گئی۔"

37: موسیو کاسٹن کار کہتے ہیں:

"روئے زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہے تو دنیا کا امن وامان کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔"

38: ایم ڈی بولف جرمن کہتے ہیں:

"قرآن نے صفائی، طہارت اور پاکبازی کی ایسی تعلیم دی کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو بیماروں کے کیڑے سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔"

39: مسٹر روڈول کہتے ہیں:

"جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر پہلے مطالعہ میں اس کی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے، لیکن فوراً ہی ہمیں مسخر کر لیتی ہے، متحیر بنا دیتی ہے اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کے چھوڑتی ہے۔ اس کا طرز بیان باعتبار اس کے مضامین واغراض کے عفیف، عالی شان اور تہدید آمیز ہے اور جابجا اس کے مضامین سخن عالیہ رفعت تک پہنچ جاتے ہیں۔ الغرض یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا پر زور اثر دکھاتی رہے گی۔"

40: گوئٹے کہتے ہیں:

"جس قدر ہم اس کتاب (قرآن مجید) کے قریب پہنچتے ہیں یعنی اس پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ اسی قدر اس کی تعلیمات ہمیں کھینچتی جاتی ہے یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے۔ وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے، پھر متعجب کرتی، پھر حیرت آمیز تحیر دیتی اور آخر کار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے۔ اس طرح یہ کتاب تمام نظروں میں ہمیشہ زبردست اثر ڈالتی ہے۔"

41: پادری انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے:

"قرآن کی زبان بلحاظ لغت عرب نہایت فصیح ہے۔ اس کی انشائی خوبیوں نے اسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے احکام الٰہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر مطابق عقل و حکمت و فطرت ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

42: اڈمنڈ برک کہتے ہیں:

"اسلامی قانون (قرآن مجید) ایک تاجدار سے لیکر ادنیٰ ترین افراد رعایا تک کو حاوی ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جو ایک معقول ترین علم فقہ پر مشتمل ہے جس کی نظیر اس سے پیشتر دنیا پیش نہیں کر سکتی۔"

43: بابا نانک کہتے ہیں:

"توارات، زبور، انجیل اور وید وغیرہ سب کو پڑھ کر دیکھ لیا قرآن ہی قابل قبول اور اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی۔ اگر سچ پوچھو تو یہی اور ایمان کی کتاب جس کی تلاوت سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے وہ قرآن شریف ہی ہے۔"

44: بابا بھوچرنا تھ باسو کہتے ہیں:

"تیرہ سو برس کے بعد (یہ بات بابا بھوچرنے آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے لکھی تھی) بھی قرآن کی تعلیم کا یہ اثر موجود ہے کہ ایک خاکروب بھی مسلمان ہونے کے بعد بڑے بڑے خاندانی مسلمانوں کی برابری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔"

45: بابا لال چند پال کہتے ہیں:

"قرآن کی تعلیم میں ہندو مذہب کی طرح ذات پات کا امتیاز موجود نہیں ہے۔ نہ کسی کو محض خاندانی اور مالی عظمت کی بنا پر بڑا سمجھا جاتا ہے۔"

46: مسز سروجنی نائیڈو کہتے ہیں:

"قرآن کریم غیر مسلموں سے بے تعصبی اور رواداری سکھاتا ہے۔ دنیا اس کی پیروی سے خوش حال ہو سکتی ہے۔"

47: مہاتما گاندھی کہتے ہیں:

"مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کر لینے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

اسلامی تعلیمات

ایمانیات

قرآن مجید اگرچہ عقل سے کام لینے کی بار بار تلقین کرتا ہے اور اپنے دعووں پر عقلی استدلال بھی کرتا ہے، کیونکہ انسانوں کے پاس تلاشِ حقیقت کے لئے قانونِ عقل کے سوا اور کوئی روشنی نہیں ہے۔ الہامی صلاحیت جو عقل کی کمی کو پورا کرتی ہے اسے وہ عقل کے ذریعے ہی پہچان سکتا ہے، مگر وہ اپنے ماننے والوں کو جس حالت تک پہنچانا چاہتا ہے وہ محض ایک فلسفیانہ شعور نہیں ہے، جس میں ظن و تخمین اور تامل و تذبذب اور بار بار کا ادل بدل کارفرما رہتا ہے۔ وہ اندھی جذباتیت اور اوہام پرستی سے بھی انسان کو بچانا چاہتا ہے۔ اس کا مطلوب "حالت ایمان" ہے۔ محض تعقل، غیر عملی تفلسف، اوہام پرستی اور یکسر جذباتیت انسانی زندگی کو ہرگز نہیں سنوار سکتی۔

انسانی زندگی ہر حال میں حالت ایمان کی محتاج ہے۔ ایمان وہ اعلیٰ کیفیت ہے جو عقلیت، یقین محکم، اعلیٰ جذبات اور بھرپور ذوق عمل کے ایک نقطے پر جمع ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ ایمان وہ قوت ہے جو انسان کی شخصیت کے تمام شعبوں کو ایک مقصد کے لئے متحرک کر دیتی ہے۔ ایمان سے بہرہ مند آدمی راستی، عدل، محبت اور احسان کی قدروں سے سرشار ہو کر اپنے مسلکی حقائق و مقاصد کے لئے شہادت علی الناس کے منصب پر فائز ہوتا ہے۔ پھر اپنے فرائض بے لوث ایثار کے ساتھ ادا کرتا ہے اور خواہشات اور مفاد کی قربانی دیتا ہے، مخالفتوں کا مقابلہ کرتا ہے اور ہنسی خوشی سے دکھ جھیلتا ہے۔ یہاں تک کہ پوری متاع زندگی کو قربان کر دیا جائے۔

قرآن مجید جن حقیقتوں کی طرف بلاتا ہے اور ان پر مبنی جس نظام زندگی کی دعوت دیتا ہے ان کے لئے اس قسم کے زندہ و فعال ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1: توحید پر ایمان۔

2: رسالت پر ایمان۔

3: الہامی کتب پر ایمان۔

4: فرشتوں پر ایمان۔

5: تقدیر پر ایمان۔

6: آخرت پر ایمان۔

عقیدۂ توحید

اسلام کی تعلیم کا اولین محور ہے کہ اس کائنات کا نظم، اس کے ضابطے، اس کا سلسلہ علت ومعلول، اس کے اجزا کا توافق، اس کا حسن وجمال اور اس کے اندر ہونے والے ہر واقعہ کا کسی نہ کسی نتیجے پر منتج ہونا ایسی کھلی شہادتیں ہیں کہ یہ کھربوں سالہا نوری وسعتیں رکھنے والی مادی دنیا ایک خالق کے خلق کرنے سے پیدا ہوئی ہے اور ایک منتظم کے حسن نظم سے چل رہی ہے۔

پھر قرآن مجید بتاتا ہے کہ تم بھی خدا کی اس سلطنت کائنات کے اندر خدا کی پیدا کردہ مخلوق ہو، اس لیے تم خدا کے رزق پر پلنے والی راعیت میں اس کی عطا کردہ قوتوں سے زندگی کے تقاضے پورے کرنے پر قادر ہوئے ہو، لہٰذا تمہارے لئے واحد راستہ یہ ہے کہ تم اس کی عبادت واطاعت میں زندگی گزارو۔

قرآن مجید بتاتا ہے کہ ایسی منظم وحسین کائنات کئی مختلف خداؤں کی موجودگی میں ایک لمحہ کے لئے نہیں چل سکتی، ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو اس کے ہر گوشے میں تصادم رونما ہو جاتا۔ پس تمہارا خدا ایک ہی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عبادت بھی کرو تو اسی ایک خدا کی اور مدد بھی مانگو تو اسی ایک خدا سے۔ وہی ایک خدا تمہارا خالق ہے، رازق ہے، مالک ہے، حاکم ہے، جزا اور سزا دینے والا ہے۔ پس اسی ایک کو اپنا رب اور اپنا الٰہ مانو۔ اس کے ساتھ کسی دوسری قوت کی الوہیت کا پیوند لگانا شرک ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات اور اپنے حقوق میں کسی دوسرے کی شرکت کو تسلیم نہیں کرتا اور یہ بطور امر واقعہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی کوئی شراکت موجود ہے۔

خدا کی توحید کا یہ تصور ہی وہ واحد نقطہ ہے جس پر دنیا کی تمام قومیں، تمام نسلیں، اپنی بولیوں اور رنگوں کے اختلافات کے ساتھ جمع ہو سکتی ہیں۔ یہی وحدت انسانیت کا واحد راستہ ہے۔ یہ خدائے واحد جو انسانوں سے محبت کرتا ہے اور محبت کرنے کی وجہ ہی سے ان کے سامنے ہدایت کی راہیں اسلامی تعلیم کے ذریعے واضح کرتا ہے، ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی مصیبتوں میں سہارا بنتا ہے، اس پر ایمان لانا ایسی قوت کا سرچشمہ ہے کہ جس کے بل پر انسان زندگی کی کشاکش کے پر صعوبت مراحل کو جرأت و ہمت سے طے کرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات اور عبادات میں وحدہٗ لاشریک سمجھا جائے۔ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ اور نہ تو وہ کسی کی ذات کا حصہ ہے نہ کوئی اس کی ذات کا حصہ۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے واضح ہوتا ہے:

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝"

(القرآن المجید پارہ 30 سورہ نمبر 112 (الاخلاص)

"تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے۔ ۝ اللہ بے نیاز ہے۔ ۝ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ۝ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ ۝"

اس کے برعکس کسی کو اللہ کا بیٹا، بیٹی، بیوی وغیرہ ماننا یا مخلوق میں سے کسی کو اللہ کی ذات کا حصہ اور جز ماننا اعتقاد کرنا وغیرہ "شرک فی الذات" ہے۔

اللہ تعالیٰ کو صفات میں واحد تسلیم کرنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام صفات میں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں یکتا، بے مثل و مثال اور لاشریک مانا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت "رَزَّاق" (ہمیشہ رزق دینے والا) اور "سَمِیْع" (ہمیشہ سننے والا) ہے۔ یہ حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں کسی دوسرے میں ان کا پایا جانا محال ہے۔

مخلوق اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں یہ فرق ہے کہ ہم مخلوق اللہ تعالیٰ کی عطا سے سنتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں نہ کہ حقیقی طور پر۔ لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر سننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ساتھ ازلی و ابدی ہے یعنی اللہ تعالیٰ دنوں، مہینوں، سالوں اور صدیوں سے نہیں بلکہ ازل سے سننے والا ہے اور ہمیشہ سنتا رہے گا۔ لیکن ہم نہ تو ہمیشہ سے سنتے ہیں اور نہ ہی ہمیشہ سنتے رہیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات میں بے مثل، بے مثال اور یکتا ہے۔ کوئی بھی اس کی صفات میں شریک نہیں۔ اس کی صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا "شرک فی الصفات" کہلاتا ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اچھی صفات کا مالک ہے۔ وہ تمام صفات رذیلہ یعنی بری صفات سے پاک ہے۔ مثلاً: جھوٹ بولنا بری صفت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

وحدت عبادت سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھا جائے، ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص تسلیم کیا جائے اور کسی دوسرے کو اس میں شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ مثلاً: نماز، روزہ، حج، زکوۃ، سجدہ، رکوع، صدقہ، قربانی، خیرات، طواف، اعتکاف اور دعا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادات ہیں۔ اگر کوئی غیر اللہ کی عبادت کی نیت سے نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کرتا ہے، صدقہ دیتا ہے، قربانی کرتا ہے، طواف کرتا ہے، اعتکاف کرتا ہے تو یہ عبادات میں اللہ کے غیر کو اللہ کا شریک بناتا ہے۔ اسے "شرک فی العبادت" کہا جاتا ہے۔

عقیدۂ رسالت

انسان الہامی ہدایت کا اسی طرح محتاج ہے جس طرح سورج کی روشنی، ہوا، پانی اور روٹی کا محتاج ہے۔ اس کے رب والا نے اس ضرورت کو پورا کرنے کا انتظام بھی اسی طرح کر دیا ہے جس طرح اس کی جسمانی ضرورتوں کا انتظام فرمایا۔ اسی انتظام کا عنوان نظام رسالت ہے۔

خدائے واحد نے اولین انسان کو اپنی ہدایت سے نوازا اور پھر جوں جوں نسل انسانی پھیلتی گئی، ہر دور میں ہر قوم کے لئے وقت کے بہترین کردار کے انسانوں کو منتخب فرما کر انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریضہ رسالت تفویض کیا۔

خدا کے مبعوث کردہ انبیاء و رسل علیہم السلام نہ صرف اس کی ہدایت اور صحیفے انسانوں کو پہنچاتے رہے بلکہ ان کے مطابق نمونے کی زندگیاں بسر کر کے بھی دکھاتے رہے کہ خدا کو بندوں سے کیسی زندگی مطلوب ہے اور اسے کیا چیز پسند ہے۔

انبیاء کے ذریعے جو "ہدایت نامے" انسانوں تک پہنچے ہیں ان میں صحف ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے علاوہ چار بڑی کتابیں معروف ہیں۔ ان کتب کے نام یہ ہیں:

1: تورات۔

2: زبور۔

3: انجیل۔

4: قرآن مجید۔

تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو، زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور قرآن مجید آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا۔

اول الذکر تینوں کتب کی حفاظت ان کے علمبردار نہ کر سکے، بلکہ الٹا ان میں تحریف کی گئی۔ آخرکار قرآن مجید کے ذریعے ان کی تعلیمات کو صحیح ترین اور مکمل ترین شکل میں انسانیت کے سامنے رکھ دیا گیا، جسے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور صرف لائے ہی نہیں بلکہ اپنی ذات سے لے کر ایک مکمل نظام حیات کے دائرے تک میں اس کے ایک ایک شوشے کو جلوہ گر کر کے دکھا دیا کہ ہدایت یافتہ انسان اور ہدایت یافتہ معاشرے کی ساخت کیا ہونی چاہیے۔

نبیوں اور رسولوں پر ایمان یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور سچے ہوئے بندے ہیں۔ وہ تمام مخلوق سے معزز و مکرم اور ساری مخلوقوں سے افضل و اشرف ہیں۔

ان سب انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام نے اپنے اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام رسانی کا حق ادا کیا ہے۔ اس پیغام رسانی میں کوئی کمی کی نہ کوئی زیادتی۔ ہو بہو اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تبلیغ کی اور وہی کچھ سکھایا اور بتایا جو اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء و رسل کو ارسال فرمایا۔ انہوں نے حتی المقدور اپنی اپنی قوم کو دی وہ حق تھی، پہلے انبیاء و رسل سارے کے سارے سچے تھے۔ ان کی تبلیغ اور دعوت حق تھی۔ کوئی بھی انسان چاہے جتنا بھی عبادت گزار ہو کسی بھی نبی و رسول سے بلند مقام نہیں رکھتا بلکہ ان کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ ان سب کا ادب و احترام کرنا فرض اور عین دین حق ہے۔ ان کے ذکر خیر کے وقت "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کہنا ضروری ہے۔ سارے انبیاء و رسل "معصوم عن الخطاء" ہیں، یعنی ان سے کوئی بھی غلط کام صادر نہیں ہوتا۔ یہ صرف نیک کام کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ یہ سب دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ ان انبیاء و رسل کی کل تعداد کے متعلق حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، البتہ حدیث میں ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) ہے۔ جن میں سے تین سو تیرہ (اور ایک روایت کے مطابق تین سو چودہ) رسول ہیں۔

(مسند امام احمد جلد نمبر 5، باب صحابی ذر عربی صفحہ نمبر 265)

انبیاء و رسل میں بھی مراتب ہیں کہ نبی سے افضل رسول، رسول سے افضل اولو العزم رسول، اولو العزم رسول سے افضل کلیم، کلیم سے افضل خلیل، اور خلیل سے افضل حبیب (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ہیں۔

سرور کون و مکاں، احمد مجتبیٰ، ہادیٔ کل جہاں، دانائے سبل، ختم الرسل، آمنہ کے لال، پیکر حسن و جمال، مبلغ ہر حرف و کمال، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، سید الاولین والآخرین، خیر الوریٰ، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، والی بطحا، صاحب المعراج والاسراء، خاتم الرسل والانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان یہ ہے کہ اس بات کو دل و جان سے مانا اور تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کو نبی و رسول بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی بعثت سعید سے لے کر قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کا ہی دور نبوت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے تبلیغ کا حق ادا فرما دیا۔ کوئی ایک چھوٹی سے چھوٹی بات کی بھی تبلیغ کرنے سے دریغ نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصحبہ وسلم سے بغض رکھنے والا کافر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی شان تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی شان میں ذرا سی بھی گستاخی ایمان سے خارج کر دیتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم سے خطا کبھی بھی سرزد نہیں ہوئی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم "معصوم عن الخطاء" ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم سید البشر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھنا یا کہنا جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کو عطا فرما دیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطاء سے بطور معجزہ غیب بھی جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 22، سورۃ نمبر 33 (الاحزاب)، آیت نمبر 40)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تمام کائنات سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم سے محبت کی جائے اور اس محبت اور پیار کو دل کی دھڑکن بنایا جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، جلد نمبر ۱، عربی صفحہ نمبر 7)

"اس وقت تک تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، والدین اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت انسانیت کے بلوغ کے موقع پر اور بین الاقوامی دور کے سرے پر ہوئی ہے اور آپ کی لائی ہوئی کتاب جامع اور مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ تحریف کے تمام خطرات سے محفوظ کر دی گئی ہے۔ پس یہ کتاب آخری کتاب ہے اور اس کے لانے والے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار مخلوق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مختلف کاموں پر ڈیوٹیاں لگا رکھی ہیں۔ مثلاً حضرت جبرئیل علیہ السلام انبیاء و رسل تک وحی پہنچانے پر مامور تھے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام بارش برسانے، بادل کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے (وغیرہ) پر مامور ہیں اور حضرت عزرائیل علیہ السلام روح کو قبض کرنے پر مامور ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن صور پھونکنے پر مامور ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ فرشتے جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ وہ ہر انسان کے ساتھ ہوتے ہیں، وہ انسانوں کے اعمال کا ریکارڈ تیار کرتے ہیں۔ کچھ فرشتے منکر نکیر کے نام سے جانے جاتے ہیں اور یہ قبر میں سوال و جواب کے لیے مخصوص ہیں۔ یہ تمام فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حکم کی بجا آوری کے لیے تیار رہتے ہیں۔

کتابوں اور صحیفوں پر ایمان

کتابوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی کتب یا صحائف انبیاء و رسل پر نازل فرمائے وہ حق ہیں۔ ان کے احکام صحیح تھے۔ ان میں کوئی بھی جھوٹی بات نہ تھی۔ اب جو کتب و صحائف موجود ہیں قرآن مجید کے سوا ان میں تغیر و تبدیلی کی جا چکی ہے۔ لیکن اس تغیر و تبدیلی کے باوجود آج بھی جزوی طور پر ان میں جو کلام الٰہی موجود ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مشہور کتب یہ ہیں:

1: تورات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: انجیل۔

3: زبور۔

4: قرآن مجید۔

توراۃ: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

قرآن مجید: خاتم الانبیاء والرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

قرآن کریم پر ایمان یہ ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ قرآن مجید تمام کتب سے اعلیٰ کتاب ہے۔ اس کے تمام احکام پر عمل کرنا فرض ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم پر نازل فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے حرف بحرف اسی طرح امت مسلمہ تک پہنچایا۔ اس میں کوئی تبدیلی وتغیر نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہے، کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم خاتم المرسلین ہیں، اسی طرح قرآن بھی "خَاتَمُ الْكُتُب" ہے۔ قرآن مجید ایک کامل دین اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ قرآن مجید کے نزول سے دین مکمل ہو چکا۔ اسی لیے اب کسی نبی و رسول یا کتاب کی ضرورت باقی نہیں۔ قرآن مجید پر ایمان اور عمل ہی جنت کی ضمانت ہے۔

عقیدۂ قضاء وقدر

تقدیر کا مسئلہ بڑا نازک اور اہم ہے۔ تقدیر پر ایمان ہونے سے یہ مراد ہے کہ مخلوق کے ہر فرد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے ازلی وابدی علم سے لکھا ہے اسے حق و سچ مانا جائے۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی وابدی سے لکھا ہے وہ حق ہے اور وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھے ہیں وہی ہم سے صادر ہوتے ہیں۔

اعتراض: اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم مجبور محض ہیں کہ جو کچھ لکھ دیا گیا ہم اتنا ہی کر سکتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اس کے خلاف نہیں۔ اگر معاملہ ایسا ہے تو پھر ہمیں سزا و جزا کیوں۔؟

جواب: یہ مت سمجھیے کہ انسان مجبور محض ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو بھی اختیار عطا فرمایا ہے۔ بات کو سمجھنے کے لیے یہ جملہ یاد رکھیے کہ......

"جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے ہم وہ نہیں کرتے بلکہ جو ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ازلی و ابدی علم سے پہلے ہی وہ لکھ دیا ہے۔"

عقیدہ قضا و قدر ایسا اہم اور نازک مسئلہ ہے کہ اس پر بحث کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

عقیدۂ آخرت

آخرت پر ایمان لانا یہ ہے کہ انسان اس بات کا اعتقاد رکھے کہ ہر شخص کو مرنا ہے اور موت کے بعد قبر کی پر خار وادی سے گزرنا ہے۔ قبر کے بعد حشر کے روز دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے اور اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ جہاں ایمان کے بعد نیک کام کرنے والوں کو ان کے اعمال صالحہ کی جزا (جنت) دی جائے گی اور ایمان لانے کے بعد برے کام کرنے والوں کو سزا دے کر بالآخر جنت عطا کی جائے گی، لیکن بے ایمانوں، کافروں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ نہ تو انہیں نکالا جائے گا نہ انہیں موت آئے گی اور نہ ہی جہنم سے آزادی ملے گی۔ سارے مسلمان بالآخر جنت میں جمع ہو جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور سارے کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے۔

کسی عقیدہ کی صحت کی ایک عقلی جانچ یہ بھی ہے کہ اس سے زندگی بہتر شکل اختیار کرتی ہے یا اس میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے؟ اس معیار کو سامنے رکھ کر سوچیں تو انسانی زندگی کا محض اس کرۂ ارضی کے جسمانی دور تک محدود ہونا ایسے نتائج تک پہنچاتا ہے جو فساد اور بگاڑ کے سوا کوئی نتیجہ نہیں دے سکتے۔ اگر زندگی بس یہیں تک ہے اور محض جسمانی ہے تو پھر انسان کے لئے اس سے بڑا کوئی نصب العین نہیں ہو سکتا کہ وہ اس مختصر دور میں اپنی ساری قوتیں زیادہ سے زیادہ فوائد اور لذات حاصل کرنے میں کھپا دے۔ کہیں وہ شرافت کا نقاب بھرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہیں غنڈہ گردی سے کام لے اور کہیں ظلم و جبر کی قوتیں استعمال کرے۔ مختصراً اس کا موقف صرف یہی ہو سکتا ہے کہ وہ جسم ہو یا دماغ، دولت و کاروبار، تقریر و تحریر، قیادت و تنظیم، ادب و شعر اور سائنس کی جو بھی قوتیں رکھتا ہو ان کو زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کرنے کے لئے استعمال کرے۔ وہ میکاؤلی کا پرنس بن کر سحر آفرین نفسیاتی حربوں سے کام لے کر انسانوں کا شکار کرے۔ افراد سے آگے نکل کر یہ تصور تقاضا کرتا ہے کہ ہر طبقہ دوسرے طبقے کے خلاف اور ہر قوم دوسری قوم کے خلاف اور ہر عالمی بلاک دوسرے عالمی بلاک کے خلاف جبر و قوت اور ساز باز کی مختلف ترکیبیں آزما کر اپنے مفاد کی بنیاد دوسروں کے دکھ پر رکھے۔

www.only1or3.com

اسی تصور نے سرمایہ داری سوشلزم کی سکیمیں پیدا کیں اور اسی نے فلسفہ ارتقاء کے "اصول تنازع" اور "بقائے اصلح" کو اٹل صداقتیں بنا دیا۔ جنہیں اختیار کر کے افراد، اقوام اور طبقوں نے لاکھوں انسانوں پر ایسے ایسے عذاب ڈھائے ہیں کہ درندے شرما جائیں۔

جس تصور کے نتیجے میں انسانیت صدیوں سے مصائب کے چکر میں مبتلا ہو اور جس نے امن اور انصاف کھو دیا ہو، تاریخ خود عقل انسانی کے سامنے شہادت دیتی ہے کہ وہ قطعی طور پر باطل ہے اور جو نظریات اس سے ہم آہنگ ہوں وہ بھی قابل استرداد ہیں۔

یہی وہ تصور تھا جس نے نمرود اور شداد پیدا کئے، جس نے طاقتور قوموں کو شکاری بنایا، جس نے سیاسی، اقتصادی اور فکری و ثقافتی غلامی کے قلادے کمزور ملتوں کی گردنوں میں ڈلوائے، جس نے سرمایہ داری اور مزدوروں سے ناجائز نفع اندوزی کرنا سکھایا اور جس نے اشتراکیت کو اس منزل تک پہنچایا کہ وہ محنت کش انسانوں کو جانوروں کے گلے میں بدل دے۔ قرآن مجید نے اس تصور کو توڑ کر رکھ دیا اور اس کے خلاف آخرت کا شعور دلایا۔

قرآن مجید کا تصور آخرت یہ ہے کہ خدا کی طرف سے "اجل مسمّٰی" پوری ہونے پر انسانی دنیا ایک دن ختم کر دی جائے گی اور تمام کے تمام مردہ انسان زندگی کے اس دور میں داخل ہوں گے جس کا آغاز حشر یا بعث بعد الموت سے ہوتا ہے۔ پھر خدا کی عدالت لگے گی اور اس عدالت کے سامنے ہر آدمی کی زندگی کا پورا ریکارڈ پیش ہو گا۔ اس کے اعمال اس کے ماحول کے تمام عناصر گواہی دیں گے اور پھر فیصلہ صادر ہو گا کہ اس شخص نے زندگی نیکی کی راہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر گزاری یا بدی اور ظلم کے راستے پر۔ پہلی صورت میں اسے رحمت خداوندی سے نوازا جائے گا اور دوسری صورت میں ہولناک عذاب ہے۔

یہ عقیدہ آخرت جس کے تمام پہلوؤں کو قرآن مجید نے تفصیل سے بیان کیا ہے، اس زندگی کو ایک امتحانی زندگی قرار دیتا ہے۔ یہاں ہم ایک امتحان گاہ میں اتارے گئے ہیں اور ہماری جانچ ہو رہی ہے کہ خدا کی عطاء کردہ حیات، علم، قوت و اختیار اور اس کی نعمتوں سے ہم کس طرح کے مقاصد کے لئے کیا کام لیتے ہیں؟ یہ تصور امتحان ایمان و تقویٰ کی راہ اختیار کرنے کا محرک بھی بنتا ہے اور بدی کی قوتوں کے خلاف جنگ کرنے اور راستی اور نیکی کے خدائی نظام کو برپا کرنے کی جدوجہد کا درس بھی دیتا ہے۔ اس عقیدے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ دوسروں سے محبت کرو اور اس کی خدمت انجام دو۔ نہ یہ کہ ان پر ظلم کرو اور ان سے ناجائز فائدے اٹھاؤ۔ یہ عقیدہ آدمی کے سینے میں ایک پولیس چوکی، ادارہ احتساب اور ایک نظام عدالت قائم کر دیتا ہے جو اسے تنہائیوں میں بھی نیکی پر قائم رہنے کے رضاکارانہ جذبے سے آراستہ کرتا ہے۔

اسلامی تصور آخرت اگر ہمارے سامنے نہ ہو تو ایسے مسائل پیدا ہوتے ہیں کہ جن کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا۔

وہ شخص جس نے ساری عمر ظلم و معصیت میں گزار کر ہزارہا انسانوں کو مصائب کا شکار بنایا ہے اس کو آخر کون پوچھنے والا ہے؟ کسی استعمار یا آمریت کے علمبردار جو قوموں کی قوموں کو خونریزی اور جبر و تشدد کے تلخ تجربوں سے گزارتے ہیں آخر کونسا دنیوی اقتدار، قانون اور عدالتی نظام ان کے ایک ایک عمل اور اس کے اثرات کا احاطہ کر کے انہیں کما حقہ پوری سزا دے سکتا ہے؟

اسی طرح وہ شخص یا گروہ جو نوع انسانی کو بھلائی اور نیکی سے بہرہ مند کرنے اور ان کی بہترین خدمات انجام دینے کے لئے عمر بھر قربانیاں دیتا ہے، کونسی حکومت اور اس کے ذرائع و وسائل اسے پوری پوری جزا دے سکتے ہیں؟

قرآنی تصور حیات کو چھوڑ دینے سے ایسا خلا پیدا ہوتا ہے کہ زندگی عقل کی نگاہ میں لایعنی بن جاتی ہے اور زندگی کو لایعنی ماننے کے بعد انسان کا اچھا انسان بننا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناممکن ہے۔

بہت سے لوگ اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو سائنسی اور عقلی مزاج رکھتا ہو، کس طرح موت کے بعد زندگی پر یقین کو قبولیت کا درجہ دے سکتا ہے؟ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آخرت پر کسی شخص کا یقین، اس کے اندھے عقیدے کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔

تاہم آخرت پر مسلمانوں کا یقین عقلی دلائل کی بنیاد پر ہے۔ قرآن مجید کی ایک ہزار سے زائد آیات ایسی ہیں جن میں سائنسی حقائق بیان کیے گئے ہیں۔ گزشتہ چند صدیوں کے دوران قرآن مجید میں بیان کردہ بہت سے حقائق دریافت ہو چکے ہیں لیکن سائنس ابھی اتنی ترقی یافتہ نہیں ہوئی ہے کہ قرآن مجید میں بیان کردہ تمام حقائق کی تصدیق کر سکے۔

اب ذرا فرض کیجیے کہ اگر قرآن پاک میں بیان کیے گئے اسی فیصد حقائق سو فیصد درست ثابت ہو گئے ہیں، باقی کے بیس فیصد حقائق کے بارے میں سائنس نے کوئی واضح نتیجہ اخذ نہیں کیا ہے کیونکہ سائنس ابھی تک اتنی ترقی یافتہ نہیں ہوئی کہ قرآن میں بیان کردہ باقی حقائق کو صحیح یا غلط ثابت کر سکے۔ اس محدود علم کے ساتھ، جو ہمارے پاس ہے، ہم پورے وثوق سے یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ اس بیس فیصد حصے کا بھی صرف ایک فیصد حصہ یا کوئی ایک آیت بھی غلط ہے۔ لہٰذا جب قرآن مجید کا اسی فیصد حصہ (عقلی بنیادوں پر) سو فیصد درست ثابت ہو چکا ہے اور باقی کا بیس فیصد حصہ غلط ثابت نہیں کیا جا سکا تو منطق بھی کہتی ہے کہ وہ بیس فیصد حصہ بھی درست ہے۔

آخرت کا وجود جسے قرآن مجید نے بیان کیا ہے، اسی بیس فیصد مبہم حصے میں شامل ہے جو منطق کی رو سے صحیح ہے۔

ڈکیتی اچھا عمل ہے یا برا؟ اس سوال کے جواب میں کوئی بھی نارمل اور متوازن شخص یہی کہے گا کہ یہ برا عمل ہے۔ لیکن اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ کوئی ایسا شخص جو آخرت پر یقین نہ رکھتا ہو، وہ کسی انتہائی طاقتور اور اثر و رسوخ والے مجرم کو کیسے قائل کرے گا کہ ڈاکے ڈالنا ایک برائی، ایک گناہ ہے؟

فرض کیجیے کہ میں دنیا کا سب سے طاقتور اور اثر و رسوخ والا مجرم ہوں اور ساتھ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ میں نہایت ذہین اور منطقی شخص بھی ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ڈاکہ ڈالنا بہت اچھا ہے کیونکہ اس سے مجھے اپنی پر تعیش زندگی گزارنے میں مدد ملتی ہے۔ لہٰذا میرے لیے تو ڈاکہ زنی بہت اچھا عمل ہے۔

اگر کوئی میرے سامنے اس بات کے حق میں ایک منطقی دلیل بھی پیش کردے (جو میرے لیے بھی یکساں طور پر قابل قبول ہو) کہ ڈاکہ ڈالنا برا ہے۔ تو میں فوراً یہ کام چھوڑ دوں گا۔ اس کے جواب میں لوگ عموماً درج ذیل دلائل دیتے ہیں:

بعض لوگ یہ دلیل دے سکتے ہیں کہ لٹنے والے شخص کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یقیناً میں اس بات سے اتفاق کروں گا کہ لٹنے والے فرد کے حق میں ڈاکہ زنی کا عمل بہت برا ہے لیکن میرے لیے تو بہر حال یہ اچھا ہے۔ اگر میں ہزار ڈالر کی ڈکیتی مار دوں تو میں کسی مہنگے فائیو سٹار ہوٹل میں مزے سے کھانا کھا سکتا ہوں۔

کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی دن کوئی دوسرا ڈاکو آپ کو بھی لوٹ سکتا ہے۔ لیکن میں تو خود بہت اثر و رسوخ والا مجرم ہوں اور میرے سینکڑوں باڈی گارڈ ہیں تو پھر بھلا کوئی دوسرا مجھے کیسے لوٹ سکتا ہے؟ یعنی میں تو دوسروں کو لوٹ سکتا ہوں مگر مجھے کوئی نہیں لوٹ سکتا۔ ڈاکہ زنی ایک عام آدمی کے لئے تو پر خطر پیشہ ہو سکتا ہے مگر مجھ جیسے طاقتور اور بااثر شخص کے لیے نہیں۔

ایک دلیل یہ بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی نہ کسی دن آپ کو پولیس گرفتار کرلے گی۔ ارے بھئی! پولیس تو مجھے گرفتار نہیں کر سکتی! پولیس کے چھوٹے بڑے افسران سے لے کر حکومتی وزراء تک میرے پے رول پر ہیں۔ میرے نمک خوار ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ اگر کوئی عام آدمی ڈاکہ ڈالے تو وہ گرفتار کرلیا جائے گا اور ڈاکہ زنی اس کیلئے بری ثابت ہوگی، لیکن میں تو غیر معمولی طور پر بااثر اور طاقتور مجرم ہوں نا۔

مجھے کوئی ایک منطقی دلیل دیجئے کہ یہ عمل برا ہے تب میں ڈاکہ زنی چھوڑ دوں گا۔

ایک اور دلیل یہ بھی آسکتی ہے کہ یہ بغیر محنت کے یا کم محنت سے کمائی گئی آمدنی ہے جس کے حصول کیلئے بہت مشقت نہیں کی گئی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ڈاکہ زنی کی کمائی میں کچھ خاص محنت کیے بغیر اچھی خاصی رقم ہاتھ لگتی ہے اور یہی تو میرے ڈاکہ ڈالنے کی بڑی وجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے۔ اگر کسی شخص کے سامنے زیادہ پیسہ کمانے کا آسان اور باسہولت راستہ ہو اور وہ راہ بھی ہو کہ جس سے پیسہ کمانے میں اسے بہت زیادہ محنت کرنا پڑے تو منطقی ذہن رکھنے والا کوئی بھی شخص آسان راستے ہی کا انتخاب کرے گا۔

بعض لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکہ زنی انسانیت کے خلاف ہے اور یہ کہ ایک شخص کو دوسرے انسانوں کا خیال کرنا چاہیے۔ اس کا رد کرتے ہوئے میں یہ سوال کروں گا کہ "انسانیت" کہلانے والا یہ قانون کس نے لکھا ہے اور میں اس کی پاسداری کس خوشی میں کروں گا؟

یہ قانون کسی جذباتی اور حساس قسم کے انسان کیلئے تو اچھا ہو سکتا ہے لیکن میں منطقی انسان ہوں اور مجھے دوسرے انسانوں کی پروا کرنے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

کچھ لوگ ڈاکہ زنی کو خودغرضانہ عمل بھی قرار دے سکتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ڈاکہ زنی ایک خودغرضانہ عمل ہے لیکن میں خودغرض کیوں نہ ہوں؟؟ اسی سے تو مجھے زندگی کے مزے اڑانے میں مدد ملتی ہے۔

لہٰذا ڈاکہ زنی کو برا عمل ثابت کرنے کی غرض سے دیے گئے تمام عقلی دلائل بے سود رہتے ہیں۔ ان دلائل سے ایک عام اور کمزور انسان کو تو قائل کیا جا سکتا ہے مگر مجھ جیسے طاقتور اور بااثر شخص کو نہیں۔ ان میں سے کسی ایک دلیل کا دفاع بھی عقل اور منطق کی طاقت پر نہیں کیا جا سکتا۔

لہٰذا اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ دنیا میں بہت جرائم پیشہ افراد پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح دھوکہ دہی اور زنا جیسے جرائم بھی کسی شخص کیلئے اچھے ہونے کا جواز پا سکتے ہیں اور کوئی منطقی دلیل مجھے اس کے برا ہونے پر قائل نہیں کر سکتی۔

چلیے !! اب ہم جگہیں بدل لیتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ آپ دنیا کے طاقتور ترین اور بااثر مجرم ہیں، جس کے پے رول پر پولیس کے سپاہی سے لے کر وزراء تک سب موجود ہیں۔ آپ کے پاس اپنی حفاظت کیلئے ٹھگوں کی ایک پوری فوج ظفر موج ہے۔ میں ایک مسلمان ہوں جو آپ کو قائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ عصمت دری، ڈاکہ زنی اور دھوکہ دہی وغیرہ برے اعمال ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر میں وہی تمام دلائل (جو پہلے دیئے جا چکے ہیں) ڈاکہ زنی کو برا ثابت کرنے کے لیے پیش کروں تو مجرم پھر بھی اسی انداز سے جواب دے گا جیسے میں نے پہلے کیا تھا۔

میں مانتا ہوں کہ مجرم ذہین ہے اور منطقی سوچ رکھتا ہے اور اس کے تمام دلائل صرف اسی وقت صحیح ہوں گے جب وہ دنیا کا سب سے طاقتور اور بااثر مجرم ہو۔

ہر ایک انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے انصاف ملے۔ حتیٰ کہ وہ دوسروں کے لئے انصاف کا خواہش مند نہ بھی ہو جب بھی وہ اپنے لیے انصاف چاہتا ہے۔ بعض لوگ طاقت اور اثر و رسوخ کے نشے میں اس قدر بدمست ہوتے ہیں کہ دوسروں پر مصیبتیں اور تکالیف مسلط کرتے رہتے ہیں، لیکن یہی لوگ اس وقت شدید اعتراض کرتے ہیں کہ جب خود ان کے ساتھ کوئی ناانصافی کی جائے۔ ان کے دوسرے لوگوں کی تکالیف اور مصیبتوں کی طرف سے بے حس ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ طاقت اور اثر و رسوخ کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں یہ طاقت اور اثر و رسوخ ہی ہے جو نہ صرف انہیں دوسروں سے ناانصافی کرنے کے قابل بناتا ہے بلکہ دوسروں کو ان کے ساتھ ویسا ہی کرنے سے باز بھی رکھتا ہے۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے میں اس مجرم کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے وجود پر قائل کروں گا۔ (اس بارے میں دلائل علیحدہ ہیں) اللہ تعالیٰ آپ سے بھی کہیں زیادہ طاقتور ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ منصف ترین بھی ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضعفھا و یوت من لدنہ اجرا عظیما○

(القرآن المجید، پارہ نمبر 5، سورۃ نمبر 4 (النساء)، آیت نمبر 40)

"اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوگنا کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔○"

منطقی اور سائنسی شخص ہونے کے ناطے جب اس کے سامنے قرآن مجید سے دلائل پیش کیے جاتے ہیں تو وہ انہیں تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کر لیتا ہے۔ وہ سوال کر سکتا ہے کہ کیا اگر اللہ تعالیٰ سب سے طاقتور اور سب سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے تو پھر وہ مجھے سزا کیوں نہیں دیتا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر وہ شخص جس کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہو، یقیناً یہ چاہے گا کہ ناانصافی کے مرتکب کو اس کے مال و دولت اور معاشرتی مرتبے کا لحاظ کیے بغیر سزا ملنی چاہیے۔ ہر نارمل انسان یہ چاہے گا کہ ڈاکو اور بدکار کو سبق سکھلایا جائے۔ اگرچہ بہت سارے مجرموں کو سزا مل جاتی ہے لیکن پھر بھی ان کی ایک بڑی تعداد قانون سے بچنے میں کامیاب رہتی ہے۔ یہ لوگ بڑی پر لطف اور پر عیش زندگی گزارتے ہیں اور بسا اوقات بڑے اطمینان سے رہتے ہیں۔ اگر کسی طاقتور اور با اثر شخص کے ساتھ اس سے بھی زیادہ با اثر اور طاقتور شخص ناانصافی کرے تو وہ بھی یہی چاہے گا کہ اس زیادہ طاقتور اور زیادہ با اثر شخص کو (جس نے ناانصافی کا ارتکاب کیا ہے) سزا دی جائے۔

دنیا کی یہ زندگی، آخرت کے لئے امتحان ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور○"

(القرآن المجید، پارہ نمبر 29، سورۃ نمبر 67 (الملک)، آیت نمبر 2)

"اللہ وہ ہے جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزمائے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی ہے○"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"کل نفس ذآئقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور○"

(القرآن المجید، سورۃ نمبر 3 (آل عمران)، آیت نمبر 185)

"آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتمی انصاف قیامت کے روز کیا جائے گا۔ مرنے کے بعد ہر شخص کو یوم حساب (روز قیامت) ایک بار پھر دوبارہ تمام انسانوں کے ساتھ زندہ کیا جائے گا۔ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص اپنی سزا کا کچھ حصہ اس دنیا ہی میں بھگت لے، لیکن سزا اور جزا کا آخری اور حتمی معاملہ تو آخرت ہی میں کیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی لٹیرے یا بدکار کو اس دنیا میں سزا نہ دے لیکن اسے روز محشر میں اپنے ایک ایک عمل کا اور ایک ایک گناہ کا حساب چکانا ہو گا اور وہ آخرت میں موت کے بعد کی زندگی میں اپنے ایک ایک جرم کی سزا پائے گا۔

جنگ عظیم کے دوران ہٹلر نے لگ بھگ ساٹھ لاکھ یہودیوں کو زندہ جلوایا تھا۔ بالفرض اگر پولیس اسے گرفتار بھی کر لیتی تو قانون کی پاسداری کرتے ہوئے (انسانی قانون کے مطابق) عدالت اسے زیادہ سے زیادہ کیا سزا دے سکتی تھی؟ بہت سے بہت یہی ہوتا کہ اسے بھی کسی گیس چیمبر میں بند کر کے ہلاک کر دیا جاتا، لیکن یہ تو صرف ایک بے گناہ یہودی کو قتل کرنے کی سزا ہوتی، باقی کے 5999999 یہودیوں کے قتل کی سزا اسے کس طرح دی جا سکتی تھی۔۔۔؟ اسے صرف ایک بار ہی سزائے موت دی جا سکتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ ہٹلر کو جہنم کی آگ میں ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ مرتبہ جلا دے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"ان الذین کفروا بایتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلنھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما٥"

(القرآن الکریم، پارہ نمبر 5، سورۃ نمبر 4 (النساء)، آیت نمبر 56)

"جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو ماننے سے انکار کر دیا انہیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ وہ خوب عذاب کا مزہ چکھیں، بے شک اللہ قدرت والا حکمت والا ہے٥"

یعنی اللہ تعالیٰ چاہے تو ہٹلر کو جہنم کی آگ میں محض ساٹھ لاکھ مرتبہ نہیں بلکہ لاتعداد بار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے۔

یہ واضح رہے کہ کسی شخص کو تصور آخرت یا موت کے بعد زندگی کے یقین پر قائل کیے بغیر اسے انسانی اقدار یا نیک و بد اعمال کے تصور پر قائل کرنا بھی ممکن نہیں۔ خصوصاً جب ان طاقتور اور بااختیار لوگوں کا معاملہ درپیش ہو جو نفسانی میں پڑے ہوں۔

دین

اسلام کی اساسی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ دین نام ہے پوری زندگی بسر کرنے کے انداز و اطوار کا اور اس کے مفہوم میں مسلک حیات اور نظام حیات کے تصورات شامل ہیں۔ اس لئے انسان بیک وقت کسی ایک ہی دین کا پیرو ہو سکتا ہے۔ وہ دین حق پر چلے گا یا دین باطل پر، وہ خدا پرستی کی راہ اختیار کرے گا یا خدا فراموشی کی اور وہ اعمال [illegible] کفر کیش۔

ہر نظریہ اور فلسفہ ایک خاص قسم کے دین کی بنیاد ہوتا ہے اور ہر قوم اور ہر فرد کی زندگی جس فلسفے پر بسر ہو رہی ہے وہی اس کا دین ہے۔

ہماری کتاب ہدایت (قرآن مجید) میں خدا نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ تمہارے لئے قرآنی تصور آخرت کو چھوڑ دینے سے ایسا خلا پیدا ہوتا ہے کہ زندگی عقل کی نگاہ میں لایعنی بن جاتی ہے اور زندگی کو لایعنی سمجھنے کے بعد انسان کا اچھا بننا ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میں نے تمہارا خالق، مالک، حاکم اور ہادی ہونے کی حیثیت سے اسلام کو تمہارا دین مقرر کر دیا ہے اور اس کے خلاف جس بھی نظام زندگی کو اختیار کیا جائے گا وہ خدا کی بارگاہ (اور عدالت آخرت) میں جائز (Valid) تسلیم نہیں کیا جائے گا۔"

پس قرآن کا مطالبہ خدا پرستوں سے یہ ہے کہ وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر دین حق کے لئے یکسو ہو جائیں اور اس پر خود جم جائیں اور اسے معاشرے میں بھی غالب کرنے کی جدوجہد کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصورِ عبادت

اسلام کا تصور عبادت دوسرے محدود مذاہب سے مختلف ہے۔ اسلامی تصور عبادت صرف اتنا نہیں ہے کہ خاص انفرادی دائرے میں پوجا پاٹ کے چند مقررہ طریقوں کو پورا کر دیا جائے گا بلکہ یہاں کا تصور عبادت پوری زندگی کو محیط ہے۔

اسلام کے نزدیک زندگی کا ہر فعل خواہ وہ فرد سے تعلق رکھتا ہو یا خاندان سے، معاشرے سے یا ریاست سے، مسجد کے اندر کی ذمہ داریوں سے یا کھیت سے، کارخانے و بازار سے تعلق رکھتا ہو یا دفتر کے مشاغل سے، بال بچوں کے معاملات سے یا تھانے، کچہری اور اسمبلی کی سرگرمیوں سے، اگر اسے خدا کے احکام و حدود کے تحت انجام دیا جائے تو وہ عبادت کے دائرے میں ہے۔ بصورت دیگر معصیت کے دائرے میں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے حدود میں رہ کر بال بچوں کے نفقہ کا انتظام کرنا، ازدواجی تعلقات استوار کرنا، امارت و قیادت کے منصب پر فائز ہونا، میدان جنگ میں حملہ آوروں کا مقابلہ کرنا، عدالت کی کرسی سے حق کے مطابق فیصلے دینا اور صدق و دیانت کے ساتھ تجارت کرنا بھی عبادت کی وسیع تعریف میں داخل ہے۔

عبادت ہی کے تصور کے مطابق قرآن مجید نیکی کا جامع تصور دلاتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ رسوم کا بیرونی خول اصل نیکی نہیں بلکہ اصل نیکی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور پھر اس ایمان کے تقاضے پورے کرنا ہے۔ جائے نماز سے لے کر میدان جہاد تک۔!

نصب العین

اسلام انسانی زندگی کو ایک بے مقصد کھیل تماشے کی حیثیت نہیں دیتا، بلکہ بامقصد کائنات میں رہنے والی مخلوق کو بھی وہ ایک اعلیٰ نصب العین سے بہرہ مند کرتا ہے۔ وہ نصب العین امت وسط، شہداء علی الناس اور حزب اللہ ہونے کے منصب جلیلہ پر ساری دنیا کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا ہے، وہ بھی کسی ذاتی غرض اور کسی گروہی مفاد سے بالاتر ہو کر۔!

ہمارے لئے قرآن مجید کا عطا کردہ مقصد حیات یہ ہے کہ ہم جس مقام پر بھی ہوں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس حیثیت کے مالک بھی ہوں، جیسی صلاحیتیں بھی رکھتے ہوں اور جس پیشے میں بھی معروف ہوں ہماری تمام سرگرمیوں کا مقصود ساری دنیا تک صلاح کا وہ پیغام بذریعہ قول و عمل پہنچانا ہے جس پر قرآن مجید مشتمل ہے۔

تمام قومی منافرتیں، تمام نسلی عصبیتیں، تمام لسانی اور لونی دیواریں ہٹادی گئی ہیں اور تمام دوسرے مفاد و مقاصد کو ثانوی سے اوجھل کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید پر ایمان لانے والے کا ایک ہی مقصد ہے کہ وہ ہر شخص، ہر گروہ، ہر قوم اور ساری انسانیت کو قرآنی نظام عدل واحسان کے قریب لائے۔

اس قسم کے بلند، پاکیزہ اور اخلاقی نصب العین سے جو لوگ محروم رہ گئے ہیں ان کے سامنے دولت پرستی، نفس پرستی، جاہ پرستی اور جنس پرستی کے علاوہ دلچسپی کا کوئی اور عنوان ہی باقی نہیں رہا اور اس بیماری میں مبتلا اقوام اور تحریکوں کا حال یہ ہے کہ وہ جاہلیت، بے علمی و عملی اور بداخلاقی کو تیزی سے فروغ دے رہی ہیں۔

☆☆☆

سیاسی تعلیمات

اسلام کا تصور کائنات

فلسفۂ سیاست کے نقطہ نظر سے اگر تصور کائنات کا جائزہ لیا جائے تو حسب ذیل نکات ہمارے سامنے آتے ہیں:

1: اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کا اور خود انسان اور ان تمام چیزوں کا خالق ہے جن سے انسان اس دنیا میں مستفید ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کہو اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی یکتا ہے سب کو مغلوب کر کے رکھنے والا۔"

(سورۃ نمبر ۱۳ آیت نمبر ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اسی اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کی تہہ میں ہے۔"

(سورۃ نمبر ۲۰، آیت نمبر ۶)

2: اس کائنات میں حاکمیت لیکن اللہ کے سوا کسی کی ہے، نہ ہو سکتی ہے اور نہ کسی اور کا یہ حق ہے کہ حاکمیت میں اس کا کوئی حصہ ہو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فیصلے کا اختیار کسی کو نہیں ہے سوائے اللہ کے۔"

(سورۃ نمبر ۶، آیت نمبر ۵۷)

3: حاکمیت کی جملہ صفات اور اختیارات صرف اللہ ہی میں مرکوز ہیں۔ اس کائنات میں کوئی ان صفات اور اختیارات کا حامل سرے سے ہی نہیں چنانچہ ارشاد ہے:

"وہی اپنے بندوں پر غلبہ رکھنے والا اور وہی دانا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔"

(سورۃ نمبر ۶، آیت نمبر ۱۸)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وہ اللہ بادشاہ ہے ہر عیب و نقص سے پاک ہے، غلطی سے مبرا ہے۔ وہ امن دینے والا، نگہبان، غالب، بزور حکم نافذ کرنے والا اور کبریائی کا مالک ہے۔"

(سورۃ نمبر ۵۹، آیت نمبر ۲۳)

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے:

"کہو خدایا! ملک کے مالک! تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے، ساری بھلائی تیرے اختیار میں ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

(سورۃ نمبر ۳، آیت نمبر ۲۶)

حاکمیت الٰہیہ

کائنات کے اسی تصور کی بنیاد پر قرآن مجید کہتا ہے کہ انسانوں کا حقیقی فرمانروا اور حاکم بھی وہی ہے جو کائنات کا حاکم و فرمانروا ہے، انسانی معاملات میں بھی حاکمیت کا حق اسی کو پہنچتا ہے اور اس کے سوا کوئی انسانی طاقت بطور خود حکم دینے اور فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ کائنات کا رب ہی درحقیقت انسان کا رب ہے اور اس کی ربوبیت تسلیم کی جانی چاہئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝"

"کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب کی، انسانوں کے بادشاہ اور انسانوں کے معبود کی۔"

(سورۃ الناس، آیت نمبر 1 تا 3)

1: اسلام کہتا ہے کہ حکم اور فیصلہ کا حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اسی کی بندگی انسانوں کو کرنی چاہئے اور یہی صحیح طریق کار ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

"حکم اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی صحیح دین ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

(سورۃ نمبر ۱۲، آیت نمبر: ۴۰)

2: سورۃ آل عمران میں فرمایا:

"وہ کہتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ اختیار ہے؟ کہو اختیار سارا اللہ ہی کا ہے۔"

(سورۃ نمبر ۳، آیت نمبر ۱۵۴)

3: دوسری جگہ ہے:

"خبردار! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔"

(سورۃ نمبر ۷، آیت نمبر: ۵۴)

4: اسلام کہتا ہے کہ حکم دینے کا حق اللہ کو اس لئے ہے کہ وہ کائنات کا بادشاہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"چور مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ کے لئے ہے۔؟"

(سورۃ النور)

5: اسلام کہتا ہے کہ اللہ کا حکم اس لئے برحق ہے کہ وہی حقیقت کا علم رکھتا ہے اور وہی صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنمائی کر سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے ایک چیز تمہیں پسند ہو اور تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

(سورۃ نمبر ۲، آیت نمبر: ۲۱۶)

اسلام کا مقصد اتنا ہی نہیں کہ افراد کی اخلاقی اصلاح کر دی جائے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تدریجی مگر بنیادی انقلاب بنی نوع انسان کی پوری اجتماعی زندگی میں برپا کیا جائے۔ اسلام نے قومی و نسلی زاویہ نظر کو بدل کر اس کی جگہ خالص انسانی احساس و شعور پیدا کیا۔

قرآن مجید کہتا ہے کہ صرف اسلام ہی بنیاد و اساس ہے قومیت کی، خواہ اسے تہذیبی مفہوم میں لیا جائے، خواہ سیاسی مفہوم میں۔ یہی سبب ہے کہ قرآن مجید نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ اگر کسی شخص نے اسلام کے سوا کسی اور ضابطہ حیات و دین کو اختیار کیا تو یہ بات ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔

ان وجوہ سے قرآن مجید فیصلہ کرتا ہے کہ اطاعت خالصۃً اللہ کی اور پیروی اسی کے قانون کی ہونی چاہئے۔ اس کو چھوڑ کر دوسروں کی یا اپنی خواہشات نفس کی پیروی ممنوع ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے نبی! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے۔ پس تم دین کو اللہ کیلئے خالص کر کے اس کی بندگی کرو۔ خبردار! دین خالص اللہ ہی کیلئے ہے۔"

(سورۃ نمبر ۳۹)

اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی معاملات کو منضبط کرنے کے لئے جو حدیں مقرر کر دی ہیں ان سے تجاوز کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔"

(سورۃ نمبر ۲، آیت نمبر: ۲۲۹)

نیز اسلام کہتا ہے کہ اللہ کے خلاف جو حکم بھی ہے نہ صرف غلط اور ناجائز ہے بلکہ کفر اور ظلم و فسق ہے۔ اس طرح کا ہر فیصلہ جاہلیت کا فیصلہ ہے جس کا انکار لازمۂ ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔"

(سورۃ نمبر ۵ آیت نمبر ۴۴)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔"

(سورۃ نمبر ۵ آیت نمبر: ۴۵)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

پھر ارشاد فرمایا:

"اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔"

(سورۃ نمبر ۵ آیت نمبر: ۴۷)

☆☆☆

مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کا وہ قانون جس کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، انسان تک اس کے پہنچنے کا ذریعہ صرف اس کا رسول ہے۔

رسول ہی خدا کی طرف سے اس کے احکام اور اس کی ہدایات انسانوں کو پہنچاتا ہے اور اپنے قول اور عمل سے ان احکام و ہدایات کی تشریح کرتا ہے۔ پس رسول انسانی زندگی میں خدا کی قانونی حاکیت کا نمائندہ ہے اور اس بنا پر اس کی اطاعت لازمی ہے۔

1: اللہ تعالیٰ ہی کا یہ حکم ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بے چوں و چرا تسلیم کیا جائے حتیٰ کہ ان پر دل میں ناگواری پیدا نہ ہو۔ ورنہ ایمان کی خیر نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔"

(سورۃ نمبر ۴ آیت نمبر: ۸۰)

2: پھر فرمایا:

"جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے باز رہو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے ڈرو۔ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"
(سورۃ نمبر ۵۹ آیت نمبر ۷)

3: پھر فرمایا:
"پس نہیں! تیرے رب کی قسم! وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ (اے نبی!) وہ تجھے اپنے باہمی اختلاف میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر جو تو فیصلہ کرے اس پر اپنے دل میں بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ تسلیم کر لیں۔"
(سورۃ نمبر ۴ آیت نمبر ۶۵)

اللہ اور رسول کا حکم قرآن کریم کی رو سے وہ بالاتر قانون ہے جس کے مقابلہ میں اہل ایمان صرف اطاعت ہی کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ جن معاملات میں خدا اور رسول اپنا فیصلہ دے چکے ہیں ان میں کوئی مسلمان خود آزادانہ فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہے اور اس فیصلے سے انحراف ایمان کی ضد ہے۔ چنانچہ فرمایا:

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو اس معاملے میں ان کے لئے کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔"
(سورۃ نمبر ۳۳ آیت نمبر ۳۶)

خلافت

انسانی حکومت کی صحیح صورت قرآن کریم کے مطابق یہ ہے کہ ریاست اللہ اور رسول کی قانونی بالادستی مانے، اس کے حق میں حاکمیت سے دست بردار ہو جائے اور حاکم حقیقی کے تحت "خلافت" کی حیثیت قبول کرے۔ اس حیثیت میں اس کے اختیارات تشریعی ہوں، عدالتی ہوں یا انتظامی لازماً ان حدود میں محدود ہوں گے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے نبی! ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کرتی ہے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی اور نگہبان ہے ان پر۔ پس جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی میں اس حق سے منہ نہ موڑو جو تمہارے پاس آیا ہے۔"

(سورۃ نمبر ۲۴، آیت نمبر: ۵۵)

اس خلافت کا جو تصور قرآن مجید میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ زمین میں انسان کو جو قدرتیں بھی حاصل ہیں اس کی عطا اور بخشش سے حاصل ہیں۔ خدا نے خود ان کو اس حیثیت میں رکھا ہے کہ وہ اس کی بخشی ہوئی طاقتوں کو اس کے دیئے ہوئے اختیار سے اس کی زمین میں استعمال کرے۔ اس لئے انسان یہاں خود مختار مالک نہیں، بلکہ اصل مالک کا خلیفہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً"

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 30)

لیکن یہ خلافت صحیح اور جائز خلافت صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ مالک حقیقی کے حکم کے تابع ہو۔ اس سے روگردانی کر کے جو خود مختارانہ نظام حکومت بنایا جائے وہ خلافت کے بجائے بغاوت بن جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تم میں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے اس سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا، انھیں چاہیے کہ وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔"

(سورۃ نمبر ۲۴، آیت نمبر ۵۵)

اس جائز اور صحیح نوعیت کی خلافت کا حامل کوئی ایک شخص یا خاندان یا طبقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جماعت اپنی مجموعی حیثیت میں ہوتی ہے جس نے مذکورہ بالا اصولوں کو تسلیم کر کے اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاست قائم کی جائے۔ سورۃ نمبر ۲۴ کی آیت نمبر ۵۵ کے الفاظ اس معاملہ میں صریح ہیں۔ ان کی رو سے اہل ایمان کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار ہے۔ کسی شخص یا طبقہ کو عام مومنین کے اختیارات خلافت سلب کر کے انہیں اپنے اندر مرکوز کر لینے کا حق نہیں ہے، نہ کوئی شخص یا طبقہ اپنے حق میں خدا کی خصوصی خلافت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہی چیز اسلامی خلافت کو ملوکیت، طبقاتی حکومت اور تھیا کریسی سے الگ کر کے اسے جمہوریت کے رخ پر موڑتی ہے، لیکن اس میں اور مغربی تصور جمہوریت میں اصولی فرق یہ ہے کہ مغربی تصور کی جمہوریت عوامی حاکمیت کے اصول پر قائم ہوئی ہے اور اس کے برعکس اسلام کی جمہوریت خلافت میں خود عوام حاکم کی ملکیت تسلیم کر کے اپنے اختیارات کو برضا و رغبت قانون خداوندی کی حدود میں محدود کر لیتے ہیں۔

اس نظام خلافت کو چلانے کے لئے جو ریاست قائم ہوگی عوام اس کی صرف اطاعت فی المعروف (نیکی کے کام میں اطاعت کرنے) کے پابند ہوں گے۔ معصیت میں نہ کوئی اطاعت ہے اور نہ تعاون۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان میں سے کسی گنہگار اور ناشکرے کی اطاعت نہ کرو۔"

(سورۃ نمبر ۷۶، آیت نمبر ۲۴)

حدیث مبارکہ میں ہے:

"لا طاعة فی المعصية"

"گناہ کے معاملے میں اطاعت نہیں کی جائے گی۔"

اس ریاست کا پورا کام، اس کی تاسیس و تشکیل سے لے کر رئیس مملکت کے انتخاب اور انتظامی معاملات تک، اہل ایمان کے باہمی مشوروں سے چلنا چاہئے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ مشاورت بلاواسطہ ہو یا منتخب نمائندوں کے ذریعے سے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ان مومنوں کا کام آپس کے مشوروں سے چلتا ہے۔"

(سورۃ نمبر ۴۲، آیت نمبر ۳۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولی الامر کی صفات

اس ریاست کا نظام چلانے کے لیے اولی الامر کے انتخاب میں جن امور کو ملحوظ رکھنا چاہیے وہ یہ ہیں:

1: وہ ان اصولوں کو جانتا ہو جن کے مطابق خلافت کا نظام چلانے کی ذمہ داری اس کے سپرد کی جا رہی ہے۔ اس لیے کہ ایک نظام کو چلانے کی ذمہ داری اس کے اصولی مخالفین پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"اے ایمان والو اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں اولی الامر ہوں۔"

(سورۃ نمبر ۴، آیت نمبر: ۵۹)

2: یہ کہ وہ ظالم، فاسق و فاجر، خدا سے غافل اور حد سے گزر جانے والا نہ ہو، بلکہ ایماندار، خدا ترس، نیکوکار ہو۔ کوئی ظالم یا فاسق اگر امارت کے منصب پر قابض ہو جائے تو اس کی امارت اسلام کی نگاہ میں باطل ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور تو اطاعت نہ کر کسی ایسے شخص کی جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کی ہے اور جس کا کام حد سے گزرا ہوا ہے۔"

(سورۃ نمبر ۱۸، آیت نمبر: ۲۸)

3: وہ نادان اور جاہل نہ ہو، بلکہ ذی علم، دانا، ذی فہم اور کاروبار کو چلانے کے لئے جسمانی اہلیت رکھتا ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"اپنے اموال جنہیں اللہ نے تمہارے لیے ذریعہ قیام بنایا ہے نادان لوگوں کے حوالے نہ کرو۔"

4: وہ ایسا امانت دار ہو کہ ذمہ داریوں کا بوجھ اس پر اعتماد کے ساتھ رکھا جا سکے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا"

"اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے حوالے کرو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ النساء آیت نمبر ۵۸)

ریاست اسلامی کے بنیادی اصول

اس ریاست کا دستور جن بنیادی اصولوں پر قائم ہے وہ یہ ہیں:

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے اولی الامر ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔"

(سورت نمبر۴، آیت نمبر ۵۹)

یہ آیت چھ دستوری نکات واضح کرتی ہے:

1: اللہ اور رسول کی اطاعت کا ہر اطاعت پر مقدم ہونا۔

2: اولی الامر کی اطاعت کا اللہ اور رسول کی تعلیمات کے تحت ہونا۔

3: اولی الامر اہل ایمان سے ہوں۔

4: لوگوں کو حکام اور حکومت سے نزاع کا حق ہے۔

5: نزاع کی صورت میں آخری سند اللہ اور اس کے رسول کا قانون ہے۔

6: خلافت ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیے جو اولی الامر اور عوام کے دباؤ سے آزاد رہ کر اس بالاتر قانون کے مطابق جملہ نزاعات کا فیصلہ کرے۔

مقننہ اور ان کے اختیارات

مقننہ کے اختیارات لازماً حدود اللہ سے محدود اور خدا اور رسول کے قانون سے محصور ہوں گے جس سے تجاوز کر کے وہ نہ کوئی ایسی پالیسی اختیار کر سکتی ہے نہ کوئی ایسا حکم دے سکتی ہے جو معصیت کی تعریف میں آتا ہو، کیونکہ اس آئینی دائرے سے باہر جا کر اسے اطاعت کے مطالبہ کا حق ہی نہیں پہنچتا (اس کے متعلق قرآن و احادیث کے واضح احکام ہم اوپر بیان کر چکے ہیں)

علاوہ بریں یہ مقننہ لازماً شوریٰ یعنی انتخاب کے ذریعہ سے وجود میں آنی چاہئے اور اسے شوریٰ یعنی مشاورت دونوں کے متعلق قرآن مجید قطعی صورتیں مقرر نہیں کرتا بلکہ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیع اصول قائم کر کے اس پر عمل درآمد کی صورتوں کو مختلف زمانوں میں معاشرے کے حالات اور ضروریات کے مطابق طے کرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔

مقننہ لازماً ایک شوریٰ ہونی چاہئے لیکن اس کے اختیارات قانون سازی بہر حال ان حدود سے محدود ہوں گے۔ جہاں تک ان امور کا تعلق ہے جن میں خدا اور رسول نے واضح احکام دیئے ہیں یا حدود اور اصول مقرر کئے ہیں، یہ مقننہ ان کی تعبیر و تشریح کر سکتی ہے مگر ان میں رد و بدل نہیں کر سکتی۔ رہے وہ امور جن کے لئے بالاتر قانون ساز نے کوئی قطعی احکام نہیں دیئے ہیں، ان میں اسلام کی اسپرٹ اور اس کے اصول عامہ کے مطابق مقننہ ہر ضرورت کے لئے قانون سازی کر سکتی ہے، کیونکہ ان کے بارے میں کوئی حکم نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ شارع نے ان کو اہل ایمان کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔

عدلیہ اور اس کے اختیارات

عدلیہ ہر طرح کی مداخلت اور دباؤ سے آزاد ہونی چاہئے، تاکہ وہ عوام اور حکام سب کے مقابلہ میں قانون کے مطابق بے لاگ فیصلہ دے سکے۔ اسے لازماً ان حدود کا پابند رہنا ہوگا اور اس کا فرض ہوگا کہ اپنی اور دوسروں کی خواہشات سے متاثر ہوئے بغیر ٹھیک ٹھیک حق اور انصاف کے مطابق معاملات کا فیصلہ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کر اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔"

(سورۃ نمبر ۵، آیت نمبر: ۴۸)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

مقصد ریاست

ریاست کو دو بڑے مقاصد کے لئے کام کرنا چاہئے:

1: انسانی زندگی میں عدل قائم ہو اور ظلم و جور ختم ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہم نے اپنے رسولوں کو واضح ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا نازل کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں سخت قوت اور لوگوں کے لئے منافع ہے۔"

(سورۃ نمبر ۵۷، آیت نمبر ۲۵)

2: ریاست کا دوسرا اہم مقصد یہ ہے کہ حکومت کی طاقت اور وسائل سے بھلائی اور نیکی کو ترقی دی جائے اور برائی کو دبایا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔"

(سورۃ نمبر ۲۲، آیت نمبر ۴۱)

حدیث مبارکہ میں ہے:

"ان اللہ یزع بالسلطان مالا یزع بالقران"

"اللہ تعالیٰ (اپنے اطاعت گزاروں کی) حکومت کی قوت کے ذریعے وہ کام لیتا ہے جو وہ (محض) قرآن (کے تبلیغی ذریعے) سے نہیں لیا کرتا۔"

اسلامی ریاست کی خصوصیات

قرآن مجید کے ان نکات میں جس ریاست کی تصویر ہمارے سامنے آتی ہے اس کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

1: ایک آزاد قوم کی طرف سے شعوری عہد اس ریاست کو وجود میں لاتا ہے کہ وہ پوری خود مختاری کے مالک ہوتے ہوئے اپنی مرضی سے خود رب العالمین کے سامنے سر تسلیم خم کردے گی اور اس کے ماتحت حاکمیت کی بجائے خلافت کی حیثیت قبول کر کے ان ہدایات واحکام کے مطابق کام کرے گی جو اس نے اپنی کتاب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے عطا کئے ہیں۔

2: وہ (قوم) حاکمیت کو اللہ کے لئے خاص کرنے کی حد تک تنہا کرسی سے الگ ہو جاتی ہے۔ مذہبی پیشواؤں کے کسی خاص طبقے کو خدا کی خصوصی خلافت ٹھہرانے اور حل و عقد کے سارے اختیارات اس طبقے کے حوالے کر دینے کے بجائے وہ حدود ریاست میں رہنے والے تمام اہل ایمان کو (جنہوں نے رب العالمین کے آگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر تسلیم خم کرنے کا شعوری عہد کیا ہے) خدا کی خلافت کا حامل قرار دیتی ہے اور حل وعقد کے آخری اختیارات مجموعی طور پر ان کے حوالے کرتی ہے۔

3: وہ جمہوریت کے اس اصول میں "Democracy" سے متفق ہے کہ حکومت کا بننا، بدلنا اور چلایا جانا بالکل عوام کی رائے سے ہونا چاہیے، لیکن اس میں عوام مطلق العنان نہیں ہوتے کہ ریاست کا قانون، اس کے اصول حیات کو داخلی وخارجی سیاست اور اس کے وسائل وذرائع سب اس کی خواہشات کی تابع ہوں اور جدھر وہ مائل ہوں یہ ساری چیزیں بھی اس طرف مڑ جائیں، بلکہ اس میں خدا اور رسول کا بالاتر قانون اپنے اصول وحدود اور اخلاقی احکام وہدایات سے عوام کی خواہشات پر ضبط قائم رکھتا ہے اور ریاست ایک ایسے متعین راستے پر چلتی ہے جسے بدل دینے کے اختیارات نہ اس کی منتظمہ کو حاصل ہوتے ہیں، نہ عدلیہ کو، نہ مقننہ کو، نہ مجموعی طور پر پوری قوم کو، الا یہ کہ قوم خود اپنے عہد کو توڑ دینے کا فیصلہ کر کے دائرۂ ایمان سے نکل جائے۔

4: وہ ایک نظریاتی ریاست ہے جس کو چلانا فطرتاً انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو اس کے بنیادی نظریئے اور اصول کو تسلیم کرتے ہوں، لیکن تسلیم نہ کرنے والے جتنے لوگ بھی اس کے حدود میں تابع قانون ہو کر رہنا قبول کر لیں انہیں وہ تمام مدنی حقوق اسی طرح دیتی ہے جس طرح تسلیم کرنے والوں کو دیتی ہے۔

5: اسلامی ریاست ایک ایسی ریاست ہے جو رنگ، نسل، زبان یا جغرافیہ کی عصبیتوں کے بجائے صرف اصول کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ زمین کے ہر گوشے میں نسل انسانی کے جو افراد بھی چاہیں ان اصولوں کو قبول کر سکتے ہیں اور کسی امتیاز وتعصب کے بغیر بالکل مساوی حقوق کے ساتھ اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس نوعیت کی خالص اصولی ریاست کے لئے ایک عالمی ریاست بن جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، لیکن اگر زمین کے مختلف حصوں میں بہت سی ریاستیں بھی اسی نوعیت کی ہوں تو وہ سب کی سب یکساں اسلامی ریاستیں ہوں گی۔ اس طرح کسی قوم سے کشمکش کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے ان کے درمیان پورا پورا برادرانہ تعاون ممکن ہوگا اور وہ کسی وقت بھی متفق ہو کر اپنا ایک عالمگیر وفاق قائم کر سکیں گی۔

6: سیاست کو مفاد اور اغراض کے بجائے اخلاق کے تابع کرنا اور اسے خدا ترسی و پرہیز گاری کے ساتھ چلانا اس سیاست کی اصل روح ہے۔ اس میں فضیلت کی بنیاد اخلاقی فضیلت ہے۔ اس کار خیر کے فرماؤں اور اہل حل وعقد کے انتخاب میں بھی ذہنی وجسمانی صلاحیت کے ساتھ اخلاق کی پاکیزگی سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے۔ اس کے داخلی نظام کا بھی شعبہ دیانت وامانت اور عدل وانصاف پر چلنا چاہئے اور اس کے خارجی نظام کا بھی ہر شعبہ دیانت وامانت اور عدل وانصاف پر چلنا چاہئے۔ اس کی خارجی سیاست بھی پوری راست بازی، قول وقرار کی پابندی، امن پسندی، بین الاقوامی عدل اور حسن سلوک پر قائم ہونی چاہئے۔

7: یہ ریاست محض پولیس کے فرائض انجام دینے کے لئے نہیں ہے کہ اس کا کام صرف نظم وضبط قائم کرنا اور سرحدوں کی حفاظت کرنا ہو، بلکہ یہ ایک مقصدی ریاست ہے جسے ایجابی طور پر اجتماعی عدل اور بھلائیوں کے فروغ اور برائیوں کے استیصال کے لئے کام کرنا چاہئے۔

حقوق، درجے اور مواقع میں مساوات، قانون کی فرمانروائی، نیکی میں تعاون اور بدی میں عدم تعاون، خدا کے سامنے ذمہ داری کا احساس، حق سے بڑھ کر فرض کا شعور، افراد، معاشرے اور ریاست سب کا ایک مقصد پر متفق ہونا اور معاشرے میں کسی شخص کو ناگزیر لوازم حیات سے محروم نہ رہنے دینا یہ اسلامی ریاست کی بنیادی قدریں ہیں۔

اسلام نے فرد اور ریاست کے درمیان اس نظام میں ایسا توازن قائم کیا ہے کہ نہ ریاست مختار مطلق اور ہمہ گیر اقتدار کی مالک بن کر فرد کو اپنا بے بس مملوک بنا سکتی ہے اور نہ فرد بے قید آزادی پا کر خود سر اور اجتماعی مفاد کا دشمن بن سکتا ہے۔ اس میں ایک طرف افراد کو بنیادی حقوق دے کر اور حکومت کو بالاتر قانون اور شوریٰ کا پابند بنا کر انفرادی شخصیت کے لئے نشوونما کے پورے مواقع فراہم کیے گئے ہیں اور اقتدار کی بے جا مداخلت سے اس کو محفوظ کر دیا گیا، مگر دوسری طرف فرد کو بھی ضابطہ اخلاق میں کسا گیا ہے اور اس پر یہ فرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائد کیا گیا ہے کہ قانون خداوندی کے مطابق کام کرنے والی حکومت کی دل سے اطاعت کرے۔ بھلائی میں اس کے ساتھ مکمل تعاون کرے، اس کے نظام میں خلل ڈالنے سے باز رہے اور اس کی حفاظت کے لئے جان و مال کی کسی قربانی سے دریغ نہ کرے۔

بنیادی حقوق

اس نظام میں رہنے والے مسلم و غیر مسلم باشندوں کے بنیادی حقوق یہ ہیں جنھیں تعدی سے محفوظ رکھنا ریاست کا فرض ہے:

1: جان کا تحفظ۔

2: حقوق ملکیت کا تحفظ۔

3: عزت کا تحفظ۔

4: نجی زندگی کا تحفظ۔

5: ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق۔

6: امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔

7: آزادی اجتماع۔

8: ضمیر و اعتقاد کی آزادی کا حق۔

9: مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق۔

10: بس اپنا جواب دہ ہونا۔

11: بغیر ثبوت کے کاروائی نہ کی جائے۔

12: حاجت مند اور معذور افراد کو ضروریات کی فراہمی۔

13: مساوات کا پرچار۔

جان کا تحفظ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کسی جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ہے حق کے بغیر قتل نہ کرو۔"

(سورۃ نمبر ۱۷، آیت نمبر ۳۳)

حقوق ملکیت کا تحفظ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اپنے مال آپس میں ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ۔"
(سورۃ نمبر۲، آیت نمبر:۱۸۸)

عزت کا تحفظ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے اور نہ تم ایک دوسرے کو عیب لگاؤ، نہ ایک دوسرے کو برے لقب دو، نہ تم میں سے کوئی کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی بدی کرے۔"
(سورۃ نمبر۴۹، آیت نمبر:۱۱اور۱۲)

نجی زندگی کا تحفظ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔"
(سورۃ نمبر۲۴، آیت نمبر:۲۷)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"اور لوگوں کے بھید نہ ٹٹولو۔"
(سورۃ نمبر۴۹، آیت نمبر:۱۲)

ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"اللہ کسی پر زبان کھولنا پسند نہیں کرتا الا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔"
(سورۃ نمبر۴، آیت نمبر:۱۴۸)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر: امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں تنقید کا حق بھی شامل ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"تم وہ بہترین امت ہو جسے نکالا گیا ہے لوگوں کے لئے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"
(سورۃ نمبر۳، آیت نمبر:۱۱۰)

آزادی اجتماع: اسلام میں آزادی اجتماع کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ نیکی اور بھلائی کے لئے استعمال ہو اور معاشرے میں تفرقے اور بنیادی اختلافات پیدا کرنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ نہ بنایا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ہونا چاہیے تم میں سے ایک گروہ جو دعوت دے بھلائی کی طرف، حکم دے نیکی کا اور روکے بدی سے۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جو متفرق ہو گئے اور جنہوں نے اختلاف کیا، جبکہ ان کے پاس واضح ہدایت آ چکی تھی۔ ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔"

(سورۃ نمبر ۳، آیت نمبر ۱۰۴ اور ۱۰۵)

ضمیر و اعتقاد کی آزادی کا حق: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"دین میں جبر نہیں ہے۔"

(سورۃ نمبر ۲، آیت نمبر: ۲۵۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں۔؟"

(سورۃ نمبر ۱۰، آیت نمبر: ۹۹)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فتنہ قتل سے بھی شدید تر ہے۔"

(سورۃ نمبر ۲، آیت نمبر ۱۹۱)

مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو۔"

(سورۃ نمبر ۶، آیت نمبر ۱۰۸)

اس معاملہ میں قرآن مجید یہ صراحت کرتا ہے کہ مذہبی اختلافات میں بحث تو کی جا سکتی ہے مگر وہ احسن طریقے سے ہونا چاہیے۔

خود اپنا جواب دہ ہونا: اسلام کہتا ہے کہ ہر شخص صرف اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری میں اسے نہ پکڑا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہر شخص جو کماتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔"
(سورۃ نمبر ۶، آیت نمبر ۱۶۴)

بغیر ثبوت کے جلاوطنی نہ کی جائے: اسلام کہتا ہے کہ کسی شخص کے خلاف کوئی کارروائی ثبوت کے بغیر اور انصاف کے معروف تقاضے پورے کیے بغیر نہ کی جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو بے جانے بوجھے نقصان پہنچاؤ اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔"
(سورۃ نمبر ۴۹، آیت نمبر ۶)

حاجت مند اور معذور افراد کو ضروریات کی فراہمی:
اسلام کہتا ہے کہ حاجت مند اور محروم افراد کو ان کی ناگزیر ضروریات زندگی فراہم کی جائیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ان کے مالوں میں حق ہے مدد مانگنے والے اور محروم کا۔"
(سورۃ نمبر ۵۱، آیت نمبر ۱۹)

مساوات کا برتاؤ: اسلام کہتا ہے کہ ریاست اپنی رعایا میں تفریق اور امتیاز نہ برتے، بلکہ سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فرعون نے زمین میں سر اٹھایا اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کیا۔ جن میں سے ایک گروہ کو وہ کمزور بنا کر رکھتا تھا۔ یقیناً وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔"

☆☆☆

معاشی تعلیمات

مذہب اور معاش

سب سے پہلے قرآن مجید فرد اور جماعت دونوں کے ذہن سے اس باطل نظریہ کو ختم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے کہ اخلاق اور مذہب کو معاشی زندگی سے بھلا کیا سروکار؟ قرآن مجید پاک بڑے بلیغ انداز میں معیشت اور اخلاق کا تعلق بیان کرتا ہے۔ ارشاد ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○"

(سورۃ الجمعہ، آیت نمبر: 10-9)

"مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کی یاد (نماز جمعہ) کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر معاش کو "فضل اللہ" کہا گیا ہے اور اس سے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ یہ اللہ کی عنایت سے ہے اور معاشی زندگی میں بھی انسان کو اسی طرح خدا کی حدود کا پابند بننا چاہیے جس طرح باقی تمام زندگی میں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"

"(حقیقی متقی) وہ لوگ (ہیں) جنہیں خرید و فروخت اور تجارت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔"

(سورۃ النور، آیت نمبر: ۳۷)

قرآن مجید کی معاشی تعلیمات کا ایک اہم مقصد انسانوں کے درمیان عدل و انصاف کا قیام ہے۔ مثبت طور پر جو چیزیں ظلم و تعدی کا ذریعہ بنتی ہیں ان کا سدباب کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کام میں جو مرکزی قدر سامنے آتی ہے وہ معاشی عدل کا قیام ہے۔

اسلام کے مثبت معاشی مقاصد میں قیام عدل، معاشی فارغ البالی کا حصول، غربت کا انسداد اور تمام انسانوں کو معاشی جدوجہد کے مساوی مواقع فراہم کرنا بھی شامل ہے۔

اسلام معاشی تنگی کو دور کرنے کا طریقہ یہ بتاتا ہے کہ حصول رزق کی کوشش کی جائے اور پیداوار بڑھانے کے لئے ذرائع کو استعمال میں لایا جائے۔ اسلام محض غربت، افلاس یا معیار زندگی کے گرنے کے خطرے سے انسان کشی اور زندگی کو تلف کرنے کی پالیسی کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کہتا ہے کہ معاشی مسئلہ کا حل انسانوں کو کم کرنا نہیں بلکہ معیشت کو فروغ دینا ہے۔ چنانچہ قرآن کا ارشاد ہے:

”ولاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطا کبیرا“

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۳۱)

”اور تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور ان کو سب کو رزق دیں گے۔ بیشک ان کو مار ڈالنا بہت بڑی خطا ہے۔“

یہاں یہ بات خصوصیت سے قابل غور ہے کہ غربت اور افلاس اور معیار زندگی کے گرنے کے خطرے کے سبب قتل اولاد سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید آبادی کے حقیقی مسئلے کا حل اضافۂ پیداوار کی شکل میں بتاتا ہے، انسان کو کم کرنے کی شکل میں نہیں۔

اسلام پیداوار کے اضافے اور معیشت کے ہمہ جہتی فروغ کی پالیسی اختیار کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی شرط بھی لگاتا ہے کہ آمدنی جائز ذرائع سے حاصل کی جائے۔ وہ اس نفع کو جو حرام ذرائع سے حاصل ہو دوزخ کی آگ قرار دیتا ہے۔ قرآن وحدیث میں رزق حلال کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے وہ اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ اسلامی آئیڈیالوجی صرف جائز اور حلال رزق کے فروغ کی کوشش کرے گی اور تمام ذرائع کا بھی انسداد کرے گی جو حرام ہیں اور جن کو شریعت ناجائز وناروا قرار دیتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا"
(سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۱۶۸)
"اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

پھر ان چیزوں کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے جو حرام ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر سود ہے۔ خواہ اس کی کوئی بھی شکل ہو۔ قرآن مجید نے سود کو خدا اور اس کے رسول کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ اس طرح اسلام آمدنی کے ان تمام ذرائع کو بند کر دیتا ہے جو غیر منصفانہ ہیں اور جس کی وجہ سے معاشرہ میں فساد اور عدم استحکام رونما ہوتا ہے۔

اسلام نے حلال کے ساتھ "طیب" کی بھی قید لگائی ہے۔ مطلب یہ کہ کسب معاش میں محض یہ احتیاط کافی نہیں ہے کہ چیز اللہ کی حرام کی ہوئی اشیاء کی فہرست میں سے نہ ہو، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ چیز جائز ذریعہ سے حاصل کی جائے، ورنہ اگر جائز ذریعہ سے حاصل نہ کی جائے گی تو وہ بھی حرام ہی قرار پائے گی۔

طلب حلال کے ساتھ ساتھ اسلام انسان کو جائز مصارف پر دولت خرچ کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے اور اسراف و تبذیر سے روکتا ہے۔ جس کی وجہ سے دولت کا بے جا استعمال اور ضیاع رک جاتا ہے اور وہ تعمیری مقاصد کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطن"
(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر: ۲۶، ۲۷)
"اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ، کیونکہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں۔"

اسلام اور گردش دولت

اسلام نے دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہو جانے کو بھی پسند نہیں کیا اور اس بات کا انتظام کیا ہے کہ مختلف قانونی اور اخلاقی تدابیر سے دولت کی تقسیم زیادہ منصفانہ ہو اور وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے معاشرہ میں گردش کرے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ"

(سورۃ الحشر، آیت نمبر 7)

"ایسا نہ ہو کہ مال و دولت صرف تم میں سے امیروں ہی میں محدود ہو کر رہ جائے۔"

اسلام میں دولت کی تقسیم کے لئے مندرجہ ذیل صورتیں تجویز کی گئی ہیں:

1: زکوۃ۔

2: صدقات واجبہ۔

3: انفاق۔

4: وراثت۔

5: حق سوی الزکوۃ۔

6: العفو۔

۱۔ زکوۃ:

زکوۃ ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس کے ذریعہ دولت مستقل امراء سے غرباء کی طرف منتقل ہوتی ہے اور اس طرح اس کی گردش پورے معاشرہ میں عمل میں آتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ یہ کوئی خیرات نہیں بلکہ فقراء و مساکین کا "حق" ہے۔

۲۔ صدقات واجبہ:

بہت سے صدقات مقرر کئے گئے ہیں جو مختلف مواقع پر ہر صاحب حیثیت مسلمان کو ادا کرنے ہوتے ہیں۔ جیسے صدقہ فطر وغیرہ۔ یہ صدقات بھی مندرجہ بالا مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔

۳۔ انفاق:

اسلام مسلمان میں انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اسلام مال سے محبت کو کم کرتا ہے اور خدا کی راہ میں خرچ کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی ترغیب دیتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ تقسیم دولت کو منصفانہ کرنے کا یہ ایک موثر ذریعہ ہے۔

۴۔ وراثت:

اسلام میں میت کے وارثوں کیلئے میت کے چھوڑے ہوئے مال سے حصے مقرر کیے ہیں۔ اسلام نے وراثت میں عورت اور مرد دونوں کو شریک کیا ہے حتی کہ اسلام میں غلام بھی وراثت کا حصہ پاتا ہے۔ وراثت کا مطلب ہے کہ ایک شخص کی وفات پر اس کی دولت کی منصفانہ تقسیم اس کے پورے خاندان میں ایک خاص ترتیب کے ساتھ ہو۔

۵۔ حق سوی الزکوٰۃ:

زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ اگر ضرورت محسوس ہو تو حکومت کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ لوگوں سے مزید مال بطور ٹیکس لے اور اسے استحکام حکومت اور قیام انصاف کیلئے صرف کرے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ان فی المال حقا سوی الزکوٰۃ"

(جامع الترمذی)

"بے شک مال میں زکوٰۃ کے سوا اور بھی حق ہے۔"

۶۔ العفو:

اسلام نے انسان کو صرف انفاق ہی کی ترغیب نہیں دی بلکہ اس میں یہ جذبہ بھی پیدا کیا ہے کہ اگر اس کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ ہو تو وہ اسے خدا کی راہ میں اور دوسروں کی بہتری کے لئے خرچ کر دے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو"

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۱۹)

"وہ پوچھتے ہیں کہ ہم کتنا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے العفو (جو ضرورت سے زیادہ ہو)۔"

فروغ پیداوار اور دولت کی منصفانہ تقسیم

اسی طرح قرآنی تعلیم پورے معاشرے میں دولت کی تقسیم کی کوشش کرتی ہے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پالیسی کے دو بنیادی اصول "فروغ پیداوار" اور "دولت کی منصفانہ تقسیم" ہیں۔

کتاب الٰہی تمام زمین اور وسائل فطرت کو اصلاً خدا کی دین اور اس کی ملکیت قرار دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام معاشی معاملات میں انسان کو عظیم تر ملکیت کے تصور کے تحت "امین متصرف" کی حیثیت سے انفرادی ملکیت کا حق دیتی ہے۔ یہی وہ شکل ہے جس میں انسان کی معاشی آزادی محفوظ رہ سکتی ہے اور اچھے اخلاق پروان چڑھ سکتے ہیں لیکن یہ حق غیر محدود نہیں ہے یعنی اگر ملکیت آلہ ظلم بن جائے یا دوسروں کے حقوق پر اس کا غلط اثر پڑ رہا ہو تو ریاست کو مداخلت کا بھی حق ہے۔

بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں ملکیت کی حیثیت ایک امانت کی سی ہے جسے خالق کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق استعمال کرنا ہے جو ایک انقلابی تصور ہے۔ یہ انقلابی تصور سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں کے تصور ملکیت سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔

اسلام ریاست کے معاشی وظائف کا بھی ایک مثبت تصور پیش کرتا ہے اور سماجی، فلاح اور معاشی انصاف کے قیام کو اس کی اولین ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ زکوٰۃ ایک سماجی فلاح کی اسکیم ہے جس کے نظام کو ریاست کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے۔ معاشی قانون سازی اور عدلیہ کی طاقتوں کے ذریعہ ریاست معاشی انصاف قائم کرتی ہے۔

اسلام کے مطابق جس کا کوئی وارث نہیں، اس کی ریاست وارث ہے۔ ناداروں اور اپاہجوں کی مدد ریاست کا فرض ہے اور یہ بھی اس کی ذمہ داری ہے کہ تمام شہریوں کو ان کی بنیادی ضرورتیں فراہم کرنے کی ذمہ داری لے۔

☆☆☆

اخلاقی تعلیمات

اسلامی اخلاقیات

انسان کو باقی حیوانی دنیا سے ممیز کرنے والی چیز اخلاق ہی ہے۔ اس کو سنوارنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے انسان کا سنوار ہے اور انہی کے بگاڑنے سے انسان کا بگاڑ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ تہذیب میں معاشرے جس چیز پر متفق نظر آتے ہیں وہ "حسن اخلاق" ہے۔

سچائی، پاس عہد، رحم، فیاضی، صبر و تحمل، بردباری، اولوالعزمی، شجاعت، ضبط نفس، خودداری، میل ملاپ، شائستگی، فرض شناسی، اتفاق اور دوسری اچھی صفات کو سب معاشروں نے سراہا ہے اور اس کے برعکس تمام معاشروں نے جھوٹ، بدعہدی، ظلم، بخل، بے صبری، بزدلی، ذلت، ترش روئی، خیانت، چغلی، غیبت اور تمام دوسری برائیوں کو برا سمجھا ہے۔ یہ اقدار انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہیں اور اسلام نے ان معروفات اور منکرات کو اپنے نظام میں سمو لیا ہے۔ البتہ جس پہلو سے قرآن مجید کا نظام اخلاق منفرد ہے وہ یہ ہے کہ اس نے فلسفۂ اخلاق کے تمام بنیادی امور کے بارے میں ایک منظم اور مربوط نظریہ پیش کیا ہے اور وہ اپنا ایک خاص اخلاق اور قوت محرکہ رکھتا ہے۔ نظریہ اور خاص قوت محرکہ مل کر اسلام کے فلسفۂ اخلاق کی مکمل تصویر پیش کرتے ہیں:

اسلام کی اخلاقی تعلیمات کی پہلی بنیاد یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں آزمائش اور امتحان کے لئے بھیجا ہے اور ایک دن انسان کو پوری زندگی کا حساب اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنا ہوگا۔ اسلام نے اخلاقی امور کا کمال یہ قرار دیا ہے کہ وہ یہ سمجھ کر ادا کئے جائیں کہ یہ خدا کے احکام ہیں اور انسانوں کو خدا کے بتائے ہوئے معیار خیر و شر کے مطابق عمل کرنا ہے اسی میں ان کی فلاح ہے۔

انسان خود اپنے برے بھلے کے متعلق محض اپنی عقل کی بنا پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ ایک چیز کو اچھی اور مفید سمجھتا ہے لیکن درحقیقت وہ مضر ہوتی ہے اور بعض چیزوں کو وہ مضر سمجھتا ہے حالانکہ وہ اس کے لئے حد درجہ مفید ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کے یہ الفاظ اسی مضمون کی ترجمانی کرتے ہیں:

"وعسیٰ ان تکرھوا شیاء وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا اشیاء وھو کرہ لکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون"

"عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے۔"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۲۱۶)

آخر میں وجہ بھی بتا دی کہ اللہ ہی حقائق اشیاء سے کما حقہ باخبر ہے اور تمہارے علم کا دائرہ محدود ہے۔ اگر ہر انسان یا انسانی گروہ اپنے لئے خود اخلاقی ضابطے وضع کرنے لگے تو انسانی معاشرہ انتشار کا شکار ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اخلاق کا تعلق باہمی معاملات و مسائل سے ہے۔ دنیا کی ساری خوشی، خوشحالی اور امن و امان اسی اخلاق کی بدولت ہے۔ اسی دولت کی کمی کو حکومت اپنی قوت اور طاقت کے قانون سے پورا کرتی ہے۔ اگر انسانی جماعتیں اپنے اخلاق و فرائض کو پوری طرح خود انجام دیں تو حکومت کے جبری قوانین کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو۔ اس لئے بہترین مذہب وہ ہے جس کا اخلاقی دباؤ اپنے ماننے والوں پر اتنا ہو کہ وہ ان کے قدم بقدم کو سیدھے راستے سے ڈگمگانے نہ دے۔

اس اعتبار سے اسلام دنیا کے تمام مذاہب اور نظاموں سے کہیں زیادہ جامع ہے۔ اخلاق کے دائرے میں تو زندگی کے معاشرتی سیاسی اور اقتصادی پہلو بھی آ جاتے ہیں لیکن ہم اپنے مطالعے کی آسانی کے لئے اخلاق کو اس کے معروف تصور تک محدود رکھیں گے اور اس ضمن میں قرآن مجید کی بنیادی تعلیمات کو اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔

اسلام میں چونکہ اخلاق بھی دوسرے مذہبی امور کی طرح ایک عبادت ہے، اس لئے اس کی غرض و غایت بھی ہر قسم کی دنیاوی اور ذاتی اغراض سے پاک ہونی چاہئے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی حیثیت کچھ نہیں ہے اور نہ ہی ان اخلاقی امور کا کوئی اخروی فائدہ ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا"

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۱۴۵)

"اور جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال) کا بدلہ چاہے گا اس کو ہم یہیں بدلہ دیں گے۔"

خلق حسن کو اپنانے کا حکم

1: کوئی بھلائی کا کام اگر بدنیتی اور ریاکاری سے کیا جائے وہ باطل ہوگا اور اس کا کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجر نہ ملے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"یایھا الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن و الاذی"

"مومنو! اپنے صدقات کو احسان رکھنے اور ایذا دینے سے برباد نہ کرو۔"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۲۶۴)

2: اخلاق درحقیقت انسانوں کے باہمی تعلقات میں اچھائی برتنے کا نام ہے۔ انسانوں کے باہمی میل جول سے جو فرائض اور ذمہ داریاں ایک دوسرے پر عائد ہوتی ہیں ان کا بحسن ادا کرنا اخلاق کہلاتا ہے۔ اس لئے اخلاق کے وجود کے لئے انسانوں کا باہمی میل جول ضروری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کو جائز قرار نہیں دیا۔ قرآن کریم کہتا ہے:

"و رھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنھا علیھم"

(سورۃ الحدید، آیت نمبر: ۲۷)

"اور رہبانیت جسے انہوں نے از خود گھڑا ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا تھا۔"

3: اسلام میں جماعت کے افراد پر جماعت کے دوسرے افراد کی نگرانی فرض ہے۔ اس اخلاقی اور شرعی فرض کا نام "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" ہے۔ قرآن کریم کی وضاحت کے پیش نظر امت مسلمہ کی فضیلت اس بات پر ہے کہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دیتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر"

"تم بہترین امت ہو جو سارے انسانوں کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔"

(سورۃ آل عمران)

لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جہاں بھی برائی کو دیکھے اسے مٹانے کی کوشش کرے اور ہر حالت میں حق بات کہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر"

"اور مومن ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔"

(سورۃ العصر، آیت نمبر:۳)

4: عدل وانصاف کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے کسی فرد یا قوم کی دشمنی کی وجہ سے راہ اعتدال سے ہٹنا یا سچی شہادت سے گریز کرنا ناجائز ہے، خواہ اس کی خاطر رشتہ داروں، دوستوں اور اعتبار یہ کہ اپنی ذات کے خلاف ہی گواہی کیوں نہ دینا پڑے۔ اسی طرح اگر دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا معاملہ پیش آئے تو بے لاگ فیصلہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل"

(سورۃ النساء، آیت نمبر:۵۸)

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کا فیصلہ کرو۔"

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہے:

"ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا"

(سورۃ المائدہ، آیت نمبر:۸)

"اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف چھوڑ دو۔"

پھر فرمایا:

"کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم اوالوالدین والاقربین"

"انصاف پر قائم رہو! اللہ واسطے کے گواہ بنو! خواہ تمہاری گواہی تمہارے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔"

5: اس سے بھی آگے بڑھ کر قرآن مجید نے عدل کے ساتھ احسان کو بھی مسلمانوں کی ایک اخلاقی خصوصیت بتایا ہے۔ احسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی کمی کو پورا کر دینا تاکہ معاشرے اور زندگی میں حسن قائم رہے۔ اسلامی مملکت میں احسان کا تعلق بڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد تک ریاست کے ہاتھ میں ہوگا، لیکن احسان ہر شخص کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان"
(القرآن الکریم)

"بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

6: اسلام کہتا ہے کہ باہمی میل ملاپ میں اور بات چیت میں تواضع اور شیریں زبانی سے کام لو اور غرور و بد مزاجی سے پرہیز کرو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قولوا للناس حسنا"

"سب لوگوں سے اچھی بات کہو۔"

7: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور مومنین کے لئے اپنے بازو جھکا لو۔"
(سورۃ الحج، آیت نمبر: ۸۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واخفض جناحك لمن اتبعك من المومنين"

"ان مومنوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آؤ جو آپ کے تابع ہیں۔"
(سورۃ الشعراء، آیت نمبر: ۲۱۵)

8: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"والكاظمين الغيظ"

"اور وہ (مومن) غصہ پی جانے والے ہوتے ہیں۔"
(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۱۳۴)

9: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والعافين عن الناس"

"اور وہ (مومن) لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر:۱۳۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وان تعفوا اقرب للتقوى"

"اگر تم معاف کر دو تو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وليعفوا وليصفحوا"

"انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔"

(سورۃ النور، آیت نمبر:۲۲)

10: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور"

"اور جو صبر کرے اور درگزر سے کام لے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔"

(سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر:۴۳)

11: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواما"

"اور (حقیقی مومن) وہ لوگ (ہیں کہ) جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی اور بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ اس کے درمیان اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔"

اخلاق مذمومہ سے بچنے کی تاکید

قرآن مجید کے نزدیک وہ تمام صفات مذموم ہیں جو معاشرے کی اخلاقی فضاء کو مکدر کریں، مسلمانوں کے اتحاد و ضبط کو نقصان پہنچائیں اور جن سے اس بات کا خطرہ ہو کہ پوری سوسائٹی ناقابل اعتبار قرار پائے گی۔ مثلاً: جھوٹ، انتشار و افتراق، افتراء پردازی، بدگمانی، چغلی، غیبت، نفاق اور تحقیر وغیرہ کہ یہ وہ محرکات ہیں جن سے کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوسائٹی کی فضا مکدر ہو سکتی ہے۔ان سب سے بچنے کے لئے ہدایات دی گئیں ہیں۔

اسلام میں مسلمانوں کی جان، مال، عزت اور آبرو سب محترم ہیں۔ناحق کسی کی جان لینا، بے عزت کرنا یا ذلیل و خوار کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ خیانت، بددیانتی، ظلم، فخر وغرور، خودستائی، حسد، بغض، ناپ تول میں کمی بیشی، انتقام اور قتل ناحق وغیرہ قرآن مجید کے نزدیک یہ سب مذموم صفات ہیں۔

1: ارشاد باری تعالی ہے:

"لاتخونوا الله والرسول وتخونوا امنتکم"

"اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہو۔"

(سورۃ الانفال، آیت نمبر:۲۷)

2: ارشاد باری تعالی ہے:

"ولاتصعر خدك للناس"

"اور لوگوں سے گال پھلائے نہ رکھو (غصہ میں نہ رہو)۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۳۷)

3: ارشاد باری تعالی ہے:

"ولاتمش فی الارض مرحا"

"اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۳۷)

4: ارشاد باری تعالی ہے:

"فلاتزکوا انفسکم"

"پس اپنی پاکبازی نہ جتاؤ۔"

(سورۃ النجم، آیت نمبر:۳۲)

5: ارشاد باری تعالی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ومن شر حاسد اذا حسد"

"اور حاسد کے حسد سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرے۔"

(سورۃ الفلق، آیت نمبر:5)

6: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنت لعنوا فی الدنیا والاخرۃ"

"جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی اور بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں لعنت ہے۔"

(سورۃ النور، آیت نمبر:۲۳)

7: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واللہ لا یحب الظالمین"

"اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔"

8: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم"

"ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔"

9: قرآن مجید کا یہ بھی حکم ہے کہ جائز سفارش کرو اور کسی کا مال ناجائز طور پر نہ کماؤ یعنی بطور رشوت یا کسی اور ناجائز ذریعہ سے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمونO"

(سورہ البقرۃ)

"اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور اسے تم جانتے بھی ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ "

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر:11)

" اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔"

11: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واجتنبوا قول الزور"

"اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

"کونوا مع الصادقین"

"سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

12: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ "

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر:11)

"اور برے نام نہ ڈالو، ایمان لانے کے بعد فسق کا برا نام ڈالنا بہت برا فعل ہے۔"

13: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ "

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

www.KitaboSunnat.com

"قیاس آرائیوں سے بچو۔ بعض قیاس آرائیاں یقیناً گناہ ہوتی ہیں۔"

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12)

14: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ"

"اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یقیناً تم اسے ناپسند کرتے ہو (تو پھر غیبت بھی نہ کیا کرو)۔"

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12)

15: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَجَسَّسُوْا"

"اور ٹوہ میں نہ لگے رہو۔"

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12)

16: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ"

"ایک دوسرے کے عیب نہ لگاؤ۔"

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر 11)

17: اسلام کہتا ہے کہ مسلمان معاشی نقطۂ نظر سے ایسی روش اختیار کریں جس میں قناعت ہو، خرچ میں اعتدال ہو اور اسراف سے دور رہیں۔ اگر اللہ نے کسی کو زیادہ دیا ہے تو لالچ نہ کریں اور نہ اس سے حسد کریں۔ اگر اللہ نے آپ کو زیادہ دیا ہے تو اسراف نہ کریں اور نہ بخل سے کام لیں۔

18: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یا وہ جلے مرتے ہیں اس نعمت پر جو خدا نے لوگوں کو عطا کی۔"

(سورۃ النساء، آیت نمبر:۵۴)

19: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض"

"اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو۔"

(سورۃ النساء، آیت نمبر:۳۲)

20: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک"

"اور نہ اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو (کنجوسی و بخل نہ کرو)۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۲۹)

21: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولا تبسطھا کل البسط"

"اور نہ اپنے ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دو (فضول خرچی نہ کرو)۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۲۹)

☆☆☆

معاشرتی تعلیمات

مومن و کافر...... نسل انسانی کے دو گروہ

اسلام نے معاشرت کے جو اصول وضع کئے ہیں وہ ہمہ گیر بنیادوں پر استوار کیے گئے ہیں۔

اسلام نے معاشرتی تعلیمات میں سب سے زیادہ اہمیت عقیدہ اور مقاصد کی ہم آہنگی کو دی ہے۔ دو مختلف انسانوں کے درمیان تعلقات اسی وقت استوار ہو سکتے ہیں جب ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان عقیدہ اور عمل کا اتحاد پایا جاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے انسانی سوسائٹی کو صرف دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے:

1: مومن۔

2: کافر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن"

(سورۃ التغابن، آیت نمبر ۲)

"وہی اللہ ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا۔ تو تم میں کچھ کافر ہیں اور کچھ مومن۔"

اسلام نے مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"انما المومنون اخوۃ"

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر: ۱۰)

"بیشک مومن بھائی بھائی ہیں۔"

دوسری جگہ قرآن کریم نے یہ حکم دیا ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن کو چھوڑ کر کافر سے دوستی پیدا نہ کرے، کیونکہ ان دونوں کے درمیان عقیدہ اور مقاصد میں سے کسی کی بھی یگانگت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"لا یتخذ المومنون الکفرین اولیاء من دون المومنین"

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۲۸)

"مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا ہمدرد و مساز ہرگز نہ بنائیں۔"

درسِ مساوات

قرآن کریم کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سارے حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان رنگ و نسل اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر فرق و امتیاز جائز نہیں۔ ایمان اور عمل صالح یعنی تقویٰ ہی وہ بنیاد ہے جس کی رو سے ایک انسان دوسرے انسان کے مقابلے میں فضیلت اور برتری حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن مجید نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے:

"یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم"

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر:۱۳)

اور اس نکتہ کی وضاحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی:

"لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوی"

"کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے، مگر صرف تقویٰ کے لحاظ سے۔"

قرآن کریم نے اپنی معاشرتی تعلیمات کی بنیاد تمام انسانوں کی مساوات اور انسانی شرافت پر رکھی ہے اور پھر انسانیت کے فطری شرف کا یوں اعلان عام کیا ہے:

"ولقد کرمنا بنی آدم"

"بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔"

اور فرمایا:

"فضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا"

"اور ہم نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۷۰)

اس شرف و فضیلت میں قرآن مجید کی رو سے مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ قرآن مجید اس بات کا انکار کرتا ہے کہ عورت اولین گناہ کا سبب بنی، صنف نازک انسانی نقطہ نظر سے مرد کے مقابلے میں فروتر ہے یا وہ کوئی ناگزیر برائی ہے جیسا کہ بعض فلاسفرا اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح پیش کرتے ہیں۔ اسلام تمام مخلوق کو "عیال اللہ" سمجھتا ہے جس سے اللہ کو یکساں محبت ہے۔

عائلی زندگی

اسلام نے انسانی زندگی کی تنظیم کرتے وقت خاندان کو خشت اول قرار دیا ہے۔ اس طرح وہ معاشرت کی بنیاد مرد اور عورت کے تعلقات کے توازن پر رکھتا ہے۔ قرآن مجید نے مرد کے لئے جو دائرہ کار موزوں تھا وہ اس کے لئے اور عورت کے لئے جو دائرہ کار فطری طور پر مناسب تھا وہ اس کے لئے مقرر کر دیا۔ اس سلسلے میں گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی پرورش اور دیگر امور خانہ داری کو سرانجام دینا عورت کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اس فریضہ کی خاطر خواہ تکمیل اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ عورت گھر کے دائرہ کو اپنی مملکت سمجھے۔ یہ دائرہ محدود نہیں بلکہ نہایت وسیع ہے اور انسانی معاشرہ کی بنیاد ہے کیونکہ خاندان انسانی معاشرہ کی اکائی ہے۔ مرد اور عورت کے باہمی تعلق سے ایک خاندان بنتا ہے، جو کہ اسلامی معاشرت میں ایک اہم اور مستقل یونٹ قرار پاتا ہے اور اس کی تشکیل رشتہ ازدواج سے ہوتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے رشتہ ازدواج معاشرتی زندگی کی اولین بنیاد ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلم معاشرے میں نکاح کو سہل بنایا جائے۔ اسلام میں چند مخصوص قریبی رشتہ دار عورتوں اور مشرکات کو چھوڑ کر باقی تمام عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اگر ازدواجی زندگی میں کشیدگی ہو تو مرد کے لئے طلاق اور عورت کے لئے خلع کا راستہ کھلا رکھا ہے۔ اس طرح مرد و عورت کے آزادانہ اور بے لگام میل جول کی جڑ کاٹ دی گئی۔

خاندانی زندگی کے بارے میں قرآن کریم نے جو خصوصی ہدایات دی ہیں یا مرد اور عورت کے لئے جو حدود کار اور فرائض اور حقوق مقرر کیے ہیں وہ مختصراً حسب ذیل ہیں:

1: مرد کو خاندان کے معاش، تمدنی اور سیاسی زندگی کا نگران مقرر کیا گیا ہے اور عورت کو خاندان کی گھریلو زندگی، بچوں کی تربیت و نشو و نما، ان کی تعلیم اور دوسری ضروریات کا نگہبان مقرر کیا گیا ہے۔

2: عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پردہ کریں، اندرون خانہ کے فرائض سرانجام دیں، حتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الامکان عام حالات میں مردوں کے ساتھ گھر سے باہر کی تگ و دو میں شریک نہ ہوں اور آرائش و زیبائش کا برملا اظہار نہ کریں۔ اگر انہیں کسی کام کے لئے باہر جانا بھی پڑے تو پردہ کریں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى"

"اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت کے دنوں میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔"

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۳۳)

3: مرد اور عورت کا باہمی تعلق نہایت مقدس ہے۔ مرد اور عورت دونوں کو حکم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مخلص اور وفادار رہیں، بلکہ یک جان دو قالب ہوں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"هن لباس لكم وانتم لباس لهن"

"وہ (عورتیں) تمہارا (مردوں کا) لباس ہیں اور تم (مرد) ان (عورتوں) کا لباس ہو۔"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۱۸۷)

سورۃ الروم میں ارشاد ہے:

"ومن ايته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة"

"اور اس کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے ازدواج پیدا کیں تا کہ تم ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔"

(سورۃ الروم، آیت نمبر: ۲۱)

4: عورتیں اپنے شوہروں کے لئے وجہ تسکین ہوتی ہیں۔ مرد اور عورت کے ازدواجی تعلق کا مقصد محض شہوت اور تسکین نفس قرار نہیں دیا گیا بلکہ اسے تمدنی فریضہ قرار دیا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جس سے نسل انسانی کا ارتقاء ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کا فرض بچے پیدا کرنا ہی نہ ہو بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کی مناسب پرورش بھی ہو۔

5: اسلام نے وسیع تر انسانی مفاد اور ضرورت کے تحت ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اسلام نے اس صورت میں حکم دیا ہے کہ اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو مرد کو چاہئے کہ ان کے درمیان ممکنہ حد تک انصاف و عدل کا رویہ اختیار کرے۔ ایک ہی طرف نہ جھک جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"فلا تميلوا كل الميل فتذروها كالمعلقة"

"اور ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکا ہوا چھوڑ دو۔"

6: اسلام کا حکم ہے کہ اگر مرد اور عورت کے درمیان جدائی ناگزیر بھی ہو تو بھی شرافت اور ہمدردی کے ماحول میں ہو۔ اگر اس سے قبل عورت کو ہدایا اور تحائف دیئے گئے ہوں تو واپس نہ لئے جائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"ولا يحل لكم ان تاخذوا مما اتيتموهن شيئا"

"اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو تم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ لو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"فمتعوهن وسرحوهن سراحا جميلا"

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۴۹)

"ان کو کچھ متاع اور کوئی فائدہ دے کر اچھی طرح سے رخصت کرو۔"

حقوقِ اولاد

میاں بیوی کے دائرہ کار کی علیحدگی اور باہمی تعلقات کے انضباط کے بعد ان کا اور ان کی اولاد کا تعلق سامنے آتا ہے۔ والدین کے بارے میں قرآن مجید نے واضح تعلیمات دی ہیں اور کہا ہے کہ انہیں "اف" تک نہ کہو یعنی انہیں اپنے کسی قول یا عمل سے ذرا بھی دکھ نہ پہنچاؤ اور جب تک وہ صریح اسلامی تعلیمات کے خلاف حکم نہ دیں ان کی حکم عدولی نہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ دوسری طرف والدین کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھیں، بھوک، افلاس اور جاہلیت کے عار کی بنا پر بچوں کو قتل نہ کریں اور نہ ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ معاشرہ کے مفید فرد نہ بن سکیں۔

اسلام کے مطابق والدین کو اولاد کے لیے یہ دعا مانگنی چاہیے:

"واجعلہ رب رضیا"

"اے رب! اس (بچے) کو خوش اطوار بنادے"

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ"

"اور وہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

(سورۃ نمبر ۱۹، آیت نمبر ۵۵)

سورۃ الفرقان کے آخر میں مومنین کی یہ دعا درج ہے:

"وہ عرض کرتے ہیں: "اے پروردگار! ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی رکھ اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔"

(سورۃ الفرقان، آیت نمبر: ۷۴)

مفسرین کے نزدیک ان آیات میں متقین سے مراد "افراد خاندان" ہیں۔

اجتماعی صلہ رحمی

1: خاندان کی تنظیم کے بعد اسلام نے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ صلہ رحمی میں تمام رشتہ دار شریک ہیں۔ اس دائرے میں ایک خاندان سے آگے بڑھ کر کئی خاندان شریک ہو جاتے ہیں جن میں باہمی خونی تعلق ہوتا ہے یا رشتے ناطے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے ایک خاندان کے افراد کے باہمی تعلق کے لئے لفظ "احسان" کا استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے بعد حکم دیا ہے کہ اپنی خوشیوں میں ذوالقربیٰ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وبالوالدین احسانا وبذی القربی"

"اور والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرو۔"

(سورۃ النساء، آیت نمبر: ۳۶)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"واتی المال علی حبه ذوی القربی"

"اور باوجود عزیز رکھنے کے مال اپنے رشتہ داروں کو دے۔"

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر: ۱۷۷)

2: ایک خاندان اور اس کے قریبی رشتہ داروں کے بعد اس خاندان اور اس کے ہمسایہ خاندان کے تعلقات کا مرحلہ آتا ہے۔ اس میں ہمسایہ، اہل محلہ اور جان پہچان والے دوسرے لوگوں کا باہمی تعلق سامنے آتا ہے۔ قرآن کریم نے ہمسائے سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور یہی حکم ان لوگوں کے بارے میں بھی ہے جن سے معمولی میل جول ہو، اس دائرے میں اہل محلہ بھی آتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل"

"اور احسان کرو ہمسایوں، اجنبی ہمسایوں، پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں کے ساتھ۔"

(سورۃ النساء، آیت نمبر: ۳۶)

اہل محلہ کے لئے مسجد کو پورے محلے کا محور بنایا گیا جہاں وہ پنج وقتہ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔

3: اسلام میں حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے ملاقات کی ابتدا "سلام" سے کی جائے۔ اس طرح یہ تعلیم دی گئی ہے کہ آپ سے بات کرنے والا جس انداز سے بات کرتا ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ بھی اسی انداز سے بات کریں بلکہ اس سے بھی اچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز سے بات کرنے کیلئے سلام کے لئے یوں تعلیم دی گئی:

"واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا"

"جب کوئی احترام کے ساتھ سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر طریقے کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اس کی طرح۔"

(سورۃ نمبر ۴ آیت نمبر: ۸۶)

4: اسلام نے معاشرے کے نادار، اپاہج، یتیم اور بیوہ افراد کی نگہبانی کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ الماعون میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ شخص خوف آخرت نہیں رکھتا:

"یدع الیتیم ○ ولا یحض علی طعام المسکین ○"

"جو یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور ناداروں کو کھانا کھلانے کے لئے ترغیب نہیں دیتا۔"

اور دوسری جگہ ہے:

"وفی اموالھم حق للسائل والمحروم"

"اور ان (مسلمانوں) کے اموال میں سائل اور نادار کا بھی حق ہے۔"

(سورۃ نمبر ۵۱ آیت نمبر: ۱۹)

اس مقصد کے لئے شریعت نے زکوٰۃ اور صدقات کو مشروع قرار دیا ہے اور حکم ہوا کہ یہ فقراء و مساکین کا حق ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"انما الصدقات للفقراء والمساکین"

"بے شک صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں۔"

(سورۃ نمبر ۹ آیت نمبر: ۶۰)

اسلامی معاشرت کی بنیاد

اسلام کے معاشرتی نظام کی بنیاد عالم گیر برادری، رنگ و نسل کے بجائے عقائد و اخلاق، عائلی نظام کی مضبوطی، جنسی تعلقات کے انضباط، مرد و عورت کے دائرہ کار کی علیحدگی اور عام انسانی دوستی کے قواعد اور اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ ایک مسلمان جس طرح اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان اور باپ بیٹے کا ہمدرد ہوتا ہے اسی طرح وہ انسانیت کا ہمدرد ہوتا ہے۔ قرآنی نقطہ نظر سے وہ معاشرہ اسلامی معاشرہ نہیں ہے جس میں پڑوسی ایک دوسرے کا دشمن ہو اور ایک ہی منزل کے دو مختلف حصوں میں رہنے والے ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوں اور یہ دونوں مسلمان ہوں۔

یہ ہے ایک مجمل خاکہ قرآنی نظام معاشرت کا۔ اس کی جھلکیاں آج کسی حد تک مسلمانوں کے معاشرے میں موجود ہیں۔ صدیاں گزر گئیں جب کہ مسلمانوں کا اجتماعی اور سیاسی نظام مختل ہو چکا ہے۔ بلکہ کئی مسلم معاشرے صدیوں غیر مسلم حکومتوں کی ماتحتی میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج بھی مسلم معاشرے میں قرآنی نظام کے آثار موجود ہیں اور انہیں نہیں مٹایا جا سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے اسلامی نظام معاشرت کے لئے کچھ خاص اور منظم حفاظتی تدابیر اختیار کیں جن کی بدولت ناسازگار حالات کے باوجود آج اسلامی معاشرہ ہے۔ وہ تدابیر مختصراً حسب ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

اسلام نے قرآن وسنت کی شکل میں اسلامی نظریہ کے تصور کو زندہ رکھا۔ مسلمانوں کے عقائد درست ہیں اور سنت رسول نے ہمیشہ انہیں حسن سلوک اور حسن شہرت پر ابھارے رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

"من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها"

"جس نے بھی کسی اچھی روایت کی بنیاد رکھی ہو اسے اس کا اجر ملے گا اور اس پر قیامت تک جو بھی عمل کرے گا اس کا اجر بھی۔"

اچھی روایت قائم کرنا بھی اسلامی معاشرت کے بقا کا ضامن ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہمیشہ ایسی روایات کو سینے سے لگائے رکھا جن کا تعلق حسن سلوک، فیاضی، مہمان نوازی، بڑوں اور اساتذہ کا ادب اور دوسرے آداب سے تھا۔

تعلیم کی وسعت اور اشاعت بھی اسلامی نظام معاشرت کے تحفظ کا اہم ذریعہ رہی۔ قرآن مجید نے علم، تدبیر اور حکمت کو حد درجہ اہمیت دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول علم کو انسانی فریضہ قرار دیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ علم دوست رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیں، اسے پھیلائیں اور برائی سے روکیں۔ یہ کام ہر شخص پر حسب کی استطاعت کے مطابق فرض ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنے معاشرے میں ہمیشہ منکر پر تنقید کی اور اسے پنپنے نہیں دیا۔ اس کے برخلاف اسلام نے ہمیشہ معروف کی حوصلہ افزائی کی اور یہ شعور اس حد تک آج بھی موجود ہے کہ جو لوگ بذات خود منکر میں مبتلا ہیں ان کی اکثریت بھی معروف کو پسند کرتی ہے اور اس کا احترام کرتی ہے۔

شریعت نے قرآنی نظام معاشرت کی اولین بنیاد "خاندان" کو اس حد تک مضبوط کیا ہے کہ مسلمانوں میں خاندانی نظام اور خاندان کی گرفت آج تک مضبوط ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سیاسی، معاشی، قانونی اور تعلیمی نظام کے اضمحلال کے باوجود اسلامی معاشرہ کسی قدر زندہ ہے۔

☆☆☆

خصوصیات اسلام

گزشتہ اوراق کے مطالعے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ "اسلام" دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز و مخصوص مذہب ہے۔ صرف اسلام ہی ہر حیثیت سے کامل دین ہے، یہ سارے انسانوں کے لئے خدا کا آخری پیغام ہے اور نجات کے لئے ضروری ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ خدا کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی جو دعوت پیش کی وہ مکمل اور ایسی جامع تھی جس کے بعد کسی اور تعلیم کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی اور یہ ہدایت ہمیشہ کے لئے، ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے کافی وشافی ہے۔

دین اسلام کی اہم ترین خصوصیات درج ذیل ہیں:

1: عالمگیریت۔

2: کاملیت۔

3: محفوظیت۔

4: پسندیدہ دین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمگیر دین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کے کسی خاص خطے یا کسی ایک قوم کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا"

"اے محمد! ہم نے تمہیں تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"

(سورۃ السبا، آیت نمبر ۲۸)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعلان خود بھی بحکم الٰہی یوں کیا تھا:

"یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا"

"لوگو! میں تم سب لوگوں کے لئے اللہ کا رسول ہوں۔"

(سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۵۸)

یہ ایک ایسی بات ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خاص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء آئے تھے ان میں سے کسی کی حیثیت یہ نہ تھی۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

"کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و بعثت الی الناس عامۃ"

"مجھ سے پہلے کا ہر نبی مخصوص طور پر اپنی ہی قوم کے پاس نبی بنا کر بھیجا جاتا تھا لیکن میں تمام لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جس طرح عالمگیر ہے اسی طرح ہمیشہ کے لئے بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وحی و رسالت کا سلسلہ اپنی آخری حد تک پہنچ کر ختم ہو گیا اور اب قیامت تک کوئی رسول نہ آئے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"ولکن رسول اللہ و خاتم النبین"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلکہ وہ اللہ کے رسول اور سارے نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔"
(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۴۰)

حدیث مبارکہ میں ہے:

"ختم بی النبیان وختم بی الرسل"
"مجھ پر نبوت و رسالت ختم ہو گئی۔"

ایک اور جگہ فرمایا:

"انه لا نبی بعدی"
"بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔"
(بخاری، مسلم، مشکوۃ)

کامل واکمل دین

اس کے مقابلے میں دوسرے پیغمبروں کی رسالت کا معاملہ کسی شرح کا محتاج نہیں پھر جیسا کہ پہلے کہا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین و شریعت لے کر آئے وہ ہر پہلو سے کامل ہے جبکہ پہلے تمام مذہبوں میں سے کسی کو یہ اعزاز نہ ملا تھا۔ یہ شرف اللہ تعالیٰ نے صرف اسلام کے لئے مخصوص کر رکھا تھا کہ وہ "دین کامل" ہو۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"
"لوگو! آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور دین کی حیثیت سے تمہارے لئے اسلام کو پسندیدگی کا شرف عطا کر دی۔"
(سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۳)

پہلے جو دین بھی آیا وہ اس قوم، اس زمانے اور اس علاقے کی اصلاح و ہدایت کے لئے مخصوص تھا اور جس طرح اس کی مخاطبت کا دائرہ محدود تھا اسی طرح اس کی تعلیمات کا مجموعہ بھی مختصر اور محدود تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکمت کا فیصلہ یہ ہوا کہ اب ایسا نبی بھیجا جائے جو سب کے لئے ہو اور ہمیشہ کے لئے ہو تو اس فیصلے کا فطری تقاضا تھا کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی پر نازل ہونے والے دین کا مزاج بین الانسانی ہو اور اس کی تعلیمات ہر زمانے، ہر ملک اور ہر طرح کے انسانی مسائل پر حاوی ہوں۔ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت اسی فطری تقاضے کی تکمیل کا اعلان کر رہی ہے۔

محفوظ ترین دین

اسلام کا یہ بھی امتیاز ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی وہ جوں کی توں محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی جس پر خود قرآن، حدیث اور تاریخ گواہ ہیں اور یہ کتاب ایک ایسی زبان میں ہے جو زندہ اور متحرک زبان ہے۔ کروڑوں آدمی اسے بولتے ہیں اور دنیا کے گوشے گوشے میں اس کے جاننے، سمجھنے اور پڑھنے پڑھانے والے بے شمار انسان موجود ہیں۔ اس کے مقابلے میں کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں جو ان صفات کی حامل ہو۔

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین

رسالت محمدی کی اس امتیازی حیثیت کے پیش نظر کچھ لازمی تقاضے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کا پہلا فطری اور لازمی تقاضا یہ ہے کہ دوسرے تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں اور اب اللہ کے نزدیک منظور شدہ دین صرف اسلام ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان الدین عند اللہ الاسلام"

"بلاشبہ اللہ کے نزدیک مقبول دین تو صرف اسلام ہے۔"

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۱۹)

اس لئے ضروری ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اور ہر قوم، ہر ملک اور زمانے کا انسان اسی کی پیروی کرے ورنہ:

"من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ"

"جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا تو اللہ کے یہاں اس کی طرف سے یہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ آل عمران آیت نمبر:۸۵)

کیونکہ جب یہ دین ساری دنیا کا دین اور اس کا لانے والا پیغمبر پوری نوع انسانی کا پیغمبر قرار دیا گیا ہے تو اب کسی اور دین اور کسی اور پیغمبر کا زمانہ باقی نہیں رہ سکتا۔ رسول تو آتا ہی اس لئے ہے کہ جن لوگوں کی طرف وہ بھیجا گیا وہ اسے اللہ کا رسول تسلیم کریں اور اس کی غیر مشروط پیروی کریں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ"

"ہم نے جو رسول بھیجا صرف اس لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔"

(سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴)

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارے انسانوں کی طرف مبعوث ہونا اور آخری رسول ہونا اس کا کھلا تقاضا کرتا ہے کہ ہر انسان، ہر زمانے کا انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو اپنا دین مان کر لازماً اس کی پیروی کرے۔ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا حلقہ اپنی گردن میں نہیں ڈالتا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت نہیں بلکہ اس فرماں روائے کائنات اللہ تعالیٰ عزوجل کے خلاف بغاوت ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری دنیا کا ہادی اور آخری نبی بنا کر بھیجا ہے۔

اس بات کا ثبوت کہ اسلام ہی کی پیروی ضروری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی موجود ہے۔ اگر یہ بات قرآن مجید کے نزدیک بھی صحیح ہوتی ہے کہ سارے دین سچے ہیں اور کسی ایک رسول کی پیروی کافی ہے تو اس کا بالکل منطقی تقاضا یہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہود اور نصاریٰ کو اسلام کی دعوت نہ دیتے، حالانکہ آپ نے جس طرح مشرکین عرب کو دعوت اسلام دی ہے اس طرح اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو بھی دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤی اَدْبَارِهَاۤ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَلْعَنَهُمْ"

"اے اہل کتاب! اس کتاب پر ایمان لاؤ جسے ہم نے اتارا ہے جبکہ وہ اس کتاب (کی بنیادی تعلیمات) کے عین مطابق بھی ہے جو تمہارے پاس ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ دیں اور انہیں پیچھے کی طرف پھیر دیں یا ان پر لعنت کریں۔"

(سورۃ النساء آیت نمبر ۴۷)

نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی بلکہ ان میں سے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا انہیں صاف لفظوں میں "کفر کا مرتکب قرار دیا گیا" حتیٰ کہ بعض مقامات پر تو ان کے اس انکار اسلام کو صرف کفر ہی نہیں بلکہ "بدترین کفر" اور انہیں صرف کافر ہی نہیں بلکہ "پکا کافر" کہا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝"

"جو لوگ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کردیں اور کہتے ہیں کہ بعض رسولوں کو ہم مانیں گے اور بعض کو نہ مانیں گے اور اس طرح کفر و ایمان کے درمیان کی کوئی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں، وہ پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

(سورۃ النساء آیت نمبر 150-151)

پھر اہل کتاب کے انکار اسلام پر ایک جگہ یوں تبصرہ کیا گیا:

"وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کتاب پر ایمان لاؤ جسے اللہ نے اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر اتاری گئی تھی اور اس طرح وہ اس کے ماسوا آیات الٰہی کو تسلیم کرنے سے انکار کر جاتے ہیں۔"

(البقرہ، آیت نمبر 91)

دعوت اسلام کے جواب میں وہ جو کچھ کہتے تھے وہ ٹھیک وہی فلسفہ تھا جو آج وحدت ادیان کے نظریے کی بنیاد ہے۔ یعنی یہ کہ جب ہمارے پاس بھی خدا ہی کا بھیجا ہوا دین ہے جو اپنی جگہ حق ہے اور اسلام اپنی جگہ حق ہے لیکن ان کے اس "فلسفے" کو اللہ تعالیٰ صاف طور سے "کفر کا فلسفہ" قرار دیتا ہے اور انہیں "یہ بھی حق وہ بھی حق" کہنے کے باوجود اصل حق کا منکر (کافر) ٹھہرایا۔

اس کے علاوہ جب قرآن مجید کے سوا اب کوئی دوسری کتاب بھی ایسی نہیں پائی جاتی ہے جو پوری طرح محفوظ ہو اور جس کی اصل زبان دنیا کی مردہ زبانوں میں شامل نہ ہو چکی ہو تو دوسری کتابوں اور شریعتوں کی ٹھیک ٹھیک پیروی ممکن بھی کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ صورت حال تو گویا خود ان کتابوں اور شریعتوں کا اقراری بیان ہے کہ اب ہمارا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور ہمیں منسوخ قرار دیا جا چکا ہے۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر شخص کے لئے اسلام ہی کی پیروی ضروری ہے اور اسلام ہی شرط نجات ہے۔ یہ کتاب تو "ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه" فرمانے کے بعد وہ اپنے اس فیصلے کا یوں اعلان کر چکا ہے:

"وهو في الآخرة لمن الخاسرين"

"اور ایسا شخص (جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی پیروی کرے وہ) آخرت میں قطعاً نامراد رہے گا۔"

(سورہ آل عمران، آیت نمبر: ۸۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی فیصلہ خداوندی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت (مراد گروہ انسانی) میں سے جس کسی بھی شخص (یہودی، نصرانی، کافر) تک

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری نبوت کا پیغام پہنچا اور اس کے باوجود وہ میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر گیا تو وہ دوزخی ہوگا۔"

(صحیح مسلم)

اس فیصلہ خداوندی کے تحت جس طرح یہود و نصاریٰ آتے ہیں اسی طرح دوسری قومیں اور ملتیں بھی آتی ہیں، بلکہ ایک حیثیت سے تو دوسری قوموں اور ملتوں کا معاملہ اور زیادہ اہم ہو جاتا ہے، کیونکہ دنیا کی ساری قوموں میں سے صرف یہود و نصاریٰ ہی وہ دو گروہ ہیں جن کو قرآن مجید نے اہل کتاب کہا ہے۔ ان قوموں اور ملتوں کے لئے اس کا شرط نجات ہونا اور زیادہ ضروری ہوگا جن کو قرآن مجید نے صاحب کتاب یا شریعت کے نام سے یاد نہیں کیا۔

غرض جہاں تک اسلام کے اپنے فیصلے کا تعلق ہے وہ بالکل دو ٹوک انداز میں اپنی پیروی کو سارے انسانوں کے لئے ضروری اور شرط نجات قرار دیتا ہے اور اس سے منکر ہر فرد ہے جس تک اسلام کا پیغام ہی نہ پہنچا ہو۔ اب اس پیغام کو پوری نوع انسانی تک پہنچانے کی ذمہ داری امت مسلمہ کا ہے۔

علاوہ ازیں دین اسلام میں مندرجہ ذیل امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں:

1: توحید۔

2: اخوت اسلامی۔

3: اسلامی مساوات۔

4: اعتدال اور توازن۔

5: ابدی اور دائمی مذہب۔

6: اصلاحی اور انقلابی دین۔

توحید

دین اسلام کی بنیاد اور محور عقیدہ توحید ہے۔ توحید کے تین ذیلی عنوانات ہیں:

1: توحید ربانی۔

www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2: توحید انسانی۔
3: توحید ایمانی۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.con.

توحید ربانی: عقیدہ توحید سے مراد ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے، وہ اپنی ذاتی صفات اور صفاتی کمالات میں بے مثل ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے تمام کائنات کا وہ مالک ہے، وہ حی وقیوم ہے، حاضر وناظر ہے، عالم الغیب ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، تمام مخلوق اس کی محتاج ہے، وہ ابد تک رہے گا، ہر عیب ونقص سے پاک ہے اور ہر صفت کمال سے متصف ہے۔ لہذا اصلی حاکم ومطاع وہی ہے، اس کے احکام وقوانین کی اطاعت ضروری ہے۔ اسلام میں توحید ربانی کے ساتھ ساتھ انسانی توحید ایمانی اور توحید مکانی پر بھی زور دیا گیا ہے۔

توحید انسانی: توحید انسانی یہ ہے کہ تمام انسان اصل کے لحاظ سے ایک جان سے پیدا کئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"خلقکم من نفس واحدة"

حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں اور ان کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا۔ انسان کو مٹی سے ہی خوراک مہیا کی گئی اور بالآخر ایک دن اسے مر کر اسی مٹی میں جانا ہے۔ اس طرح تمام انسانوں کی ابتدا اور انتہا یکساں اور ایک جیسی ہے۔ اسلام نے یہ عقیدہ پیش کر کے تمام علاقائی اور جغرافیائی حدود کا خاتمہ کر دیا ہے۔

توحید ایمانی: توحید ایمانی سے مراد یہ ہے کہ تمام اہل اسلام کے عقائد ایک ہی اجزائے ایمانی سے مرکب ہیں، یکساں ہیں اور ارکان اسلام میں تمام اہل ایمان شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک، رسول ایک، قرآن ایک اور خانہ کعبہ ایک ہے۔

نیز جملہ اسلامی احکام، حلال وحرام، نکاح وشادی کی تقریبات اور پیدائش وموت کی رسومات یکساں ہیں جس سے اہل اسلام میں اتحاد ویگانگت پیدا ہوتی ہے۔

اخوت اسلامی

اسلام اور حج کے امتیازات صرف عقلی طور پر ہی ختم نہیں کرتا بلکہ وہ اسے عملی طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان کرتا ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی بنیاد اتحاد و یگانگت ایثار و اخوت پر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"انما المومنون اخوۃ"

"تمام مومن بھائی بھائی ہیں"

(سورۃ الحجرات، آیت نمبر:۱۰)

معاشرہ میں جو چیزیں تعلقات کو بگاڑنے والی ہیں اور دلوں میں کدورت پیدا کرتی ہیں مثلاً غیبت، خیانت اور غلط بیانی کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس سے خیانت نہیں کرتا، غلط بیانی نہیں کرتا، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، مال اور خون حرام ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

"مسلمان باہمی مروت، شفقت اور ہمدردی میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر ایک عضو بیمار ہو تو کل جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

عالمی بھائی چارہ اور قرآن مجید

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقا کم ان اللہ علیم خبیر O"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 13)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبائل بنائے تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے تم میں سے اللہ کے ہاں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ تعالیٰ علم والا خبردار ہے O"

اخوت و بھائی چارہ متعدد اقسام کا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان اور قرابت داری کی بنیاد پر اخوت واتحاد، علاقے اور وطن کی بناء پر اخوت واتحاد، ذات، قوم یا قبیلے کی بنیاد پر اخوت واتحاد اور عقائد کی بنیاد پر اخوت، اتحاد اور بھائی چارہ۔

یوں سمجھئے کہ یا تو خاندانی اخوت ہوگی یا قومی اخوت یا قبائلی اخوت یا دینی اخوت لیکن اخوت واتحاد کے متذکرہ بالا تمام تصورات محدود ہیں جب کہ دین اسلام لامحدود عالمی اخوت، اتحاد اور بھائی چارے کا تصور پیش کرتا ہے۔

گفتگو کا آغاز جس آیت سے کیا گیا ہے، اس میں اخلاقی اخوت، اتحاد اور بھائی چارے کے بارے میں موجود تصور بہت واضح طور پر پیش کر دیا گیا ہے۔

گزشتہ آیت مبارکہ میں قرآن مجید نوع انسان سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم سب کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا گیا ہے۔ پوری دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور تم کو قبیلوں اور قوموں میں اس لئے تقسیم کیا گیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو یعنی یہ تقسیم محض تعارف کے لئے ہے نہ کہ تعظیم و عزت کے لیے اور نہ ہی اس لئے ہے کہ اس کی بنیاد پر تم ایک دوسرے سے لڑنا جھگڑنا شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت اور برتری کا معیار جنس، ذات، علاقہ، رنگ و نسل اور مال و دولت نہیں ہے بلکہ اللہ کے ہاں فضیلت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ، پرہیزگاری، نیکوکاری اور حسن عمل ہے۔ جو شخص زیادہ متقی ہے، زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں پورا علم اور خبر رکھنے والا ہے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں ہے:

"ومن ایته خلق السموت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لایت للعلمین۞"
(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 30، آیت نمبر 22)

"تمہاری بولیوں اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا اور آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق اس کی نشانیاں میں سے ہیں، بیشک اس میں تمام جہان والوں کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشانیاں ہیں۔"

اس آیت میں قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ رنگ، نسل اور بولی کا اختلاف اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے۔ یہ کالے، گورے، لال، پیلے لوگ سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، لہٰذا اس اختلاف کی بنیاد پر نفرت کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ روئے زمین پر بولی جانے والی ہر زبان خوبصورت ہے۔ اگر آپ نے کوئی زبان پہلے نہیں سنی یا آپ یہ زبان نہیں جانتے تو عین ممکن ہے کہ آپ کو وہ زبان مضحکہ خیز معلوم ہو اور وہ آپ کو متعجب کر دے لیکن جو لوگ اس زبان کو بولنے والے ہیں ان کے لئے شاید یہ دنیا کی سب سے خوبصورت زبان ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زبان اور رنگ و نسل کے یہ اختلاف محض تعارف اور پہچان کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی شان ہے:

"ولقد کرمنا بنی ادم وحملنھم فی البر و البحر ورزقنھم من الطیبت وفضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا ○"
(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 17، آیت نمبر 70)

"اور تحقیق ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ان کے لیے بحر و بر میں سواریاں بنائیں اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اپنی کثیر مخلوق پر واضح فضیلت سے نوازا۔"

اس آیت مبارکہ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عربوں کو عزت دی ہے نہ صرف امریکیوں کو اور نہ ہی کسی خاص قوم کو عزت دی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کو عزت دی ہے۔ رنگ، نسل، قوم، عقیدے اور جنس کے امتیاز کے بغیر ہر انسان کو عزت دی ہے۔

بہت سے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نسل انسانی کا آغاز ایک ہی جوڑے سے ہوا ہے یعنی آدم و حوا علیہما السلام سے لیکن بہت سے لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام کی غلطی اور گناہ کی وجہ سے پوری بنی نوع انسان گناہگار ہو گئی ہے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذمہ داری ایک عورت یعنی حضرت حوا علیہا السلام پر ڈالتے ہیں حالانکہ اسلام اس بات سے

www.KitaboSunnat.com

اتفاق نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے عورت سے ناراض ہو کر اس کو اولاد پیدا کرنے کی تکلیف میں مبتلا کیا، اس سے بھی اسلام قطعاً اتفاق نہیں کرتا۔ اس طرح تو ماں بننے کا عمل ایک سزا اور عذاب ٹھہرتا ہے۔

سورۂ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا و نساء واتقوا اللہ الذی تسائلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا O"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 4 (النساء)، آیت نمبر 1)

"اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کی بیوی پیدا فرمائی اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پیدا فرمائے اور اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو بےشک اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے O"

اسلام کا موقف تو یہ ہے کہ ماں بننے کا عمل عورت کے مقام اور مرتبے میں اضافہ کرنے والا عمل ہے۔ چنانچہ سورۂ لقمان میں ارشاد ہوتا ہے:

"ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصلہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر O"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 31 (لقمان)، آیت نمبر 14)

"اور ہم نے انسان کو والدین کا حق پہچاننے کی تاکید کی۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹا ہے۔ (اے بندے!) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا لا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے O"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سورۃ الاحقاف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ووصینا الانسان بوالدیہ احسنا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصلہ ثلثون شھرا"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 46 (احقاف) آیت نمبر 15)

"اور ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حمل عورت کو اور زیادہ محترم اور مکرم کرتا ہے۔ یہ کوئی سزا نہیں ہے۔ اسلام عورت اور مرد کو برابر اور مساوی قرار دیتا ہے۔ صحیح بخاری کتاب الادب میں ایک حدیث ہے، جس کا مفہوم ہے کہ ایک شخص جناب پیغمبر علیہ السلام کے پاس آیا اور پوچھا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔؟"

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"تیری ماں کا۔"

اس شخص نے پوچھا:

"اس کے بعد؟"

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"تیری ماں کا۔"

اس نے پھر پوچھا:

"اس کے بعد؟"

آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا:

"تیری ماں کا۔"

اس شخص نے چوتھی مرتبہ پوچھا:

"اس کے بعد کس کا حق ہے؟"

www.onlineorthinc.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارا باپ کا۔"

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اولاد پر تین چوتھائی یعنی پچھتر فی صدحق ماں کا بنتا ہے اور ایک چوتھائی یعنی پچیس فی صد باپ کا۔ ماں کو گولڈ میڈل بھی ملتا ہے، سلور میڈل بھی اور برونز میڈل بھی جبکہ باپ کو صرف حوصلہ افزائی کا انعام ملتا ہے۔ یہ ہیں اسلامی تعلیمات کا والدہ کے ساتھ حسن سلوک۔

اسلام مرد اور عورت کو برابر قرار دیتا ہے لیکن برابری کا مطلب یکسانیت نہیں ہے۔ اسلام میں خواتین کے حقوق اور مقام کے حوالے سے بہت ہی غلط فہمیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ غیر مسلموں اور خود مسلمانوں میں پائی جانے والی یہ تمام غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں، اگر اسلام کو قرآن اور صحیح احادیث کی مدد سے سمجھا جائے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اسلام میں مجموعی طور پر مرد اور عورت برابر ہیں لیکن اس برابری کا مطلب یکسانیت نہیں ہے۔ اس حوالے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

فرض کیجیے! ایک ہی جماعت میں دو طالب علم ہیں "اعجاز" اور "معاذ"۔ یہ دونوں طالب علم ایک امتحان میں اول آئے ہیں کیوں کہ دونوں نے سو میں اسی نمبر حاصل کیے ہیں لیکن اگر آپ ان کے پرچوں کا تجزیہ کریں تو صورت حال یہ ہے کہ پرچے میں دس سوال ہیں اور ہر سوال کے دس نمبر ہیں۔ پہلے سوال میں طالب علم "اعجاز" نے دس میں سے نو نمبر لیے ہیں اور طالب علم "معاذ" نے دس میں سے سات نمبر۔ لہٰذا پہلے سوال کی حد تک طالب علم "اعجاز" کو ایک درجہ برتری حاصل ہے۔ دوسرے میں "معاذ" نے نو اور "اعجاز" نے سات نمبر لیے ہیں، لہٰذا دوسرے سوال میں برتری طالب علم "معاذ" کو حاصل ہے۔ باقی آٹھ سوالوں میں دونوں طالب علموں نے آٹھ آٹھ نمبر حاصل کیے ہیں۔ مجموعی طور پر دونوں طالب علموں کے نمبر اسی اسی ہیں۔

اس تجزیے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ مجموعی طور پر تو دونوں طالب علم برابر ہیں لیکن کسی سوال میں "اعجاز" کو برتری حاصل ہے اور کسی میں "معاذ" کو۔ اسی طرح اسلام میں عورت اور مرد کو مجموعی طور پر مساوی درجہ دیا گیا ہے لیکن کسی جگہ عورت کا درجہ زیادہ ہے تو کہیں مرد کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت حاصل ہے۔

اسلام میں اخوت، اتحاد، مساوات اور بھائی چارے سے مراد یہ نہیں ہے کہ صرف مرد ہی آپس میں برابر ہیں۔ اس اخوت اور بھائی چارے میں خواتین بھی شامل ہیں۔ عالمی اخوت سے بھی مراد ہے کہ رنگ، نسل، زبان اور عقیدے کے علاوہ جنس کی بنیاد پر بھی انسانوں کے درمیان کوئی فرق روا رکھنا جائز نہیں۔ سب برابر ہیں البتہ جزوی فرق ضرور موجود ہے۔ مثال کے طور پر فرض کیجئے میرے گھر میں ڈاکو آ جاتا ہے، اب میں خواتین کے حقوق اور آزادی پر پورا یقین رکھتا ہوں اور دونوں جنسوں کو بالکل برابر سمجھتا ہوں، لیکن اس کے باوجود میں یہ نہیں کہوں گا کہ میری بیوی یا بہن یا ماں جائیں اور ڈاکو کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ نساء میں فرماتا ہے:

"الرجال قوامون على النساء"

(القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت نمبر 34)

"مرد عورتوں پر قوام ہیں۔"

چونکہ مرد کو جسمانی قوت زیادہ عطا کی گئی ہے لہٰذا اس حوالے سے اسے ایک درجہ برتری حاصل ہے اور یہ اس کا فرض ہے کہ خواتین کی حفاظت کرے۔ قوت جسمانی ایک ایسا پہلو ہے جس کے حوالے سے مرد کو برتری حاصل ہے جب کہ اولاد پر حق کے حوالے سے عورت کو برتری حاصل ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ اولاد پر ماں کا حق تین گنا زیادہ ہے۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ نے یہ تصور نہیں دیا کہ وہ کسی خاص قوم یا خاص نسل کا خدا ہے بلکہ ارشاد فرمایا:

"الحمد لله رب العلمين O الرحمن الرحيم O ملك يوم الدين O"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 1 (الفاتحہ)، آیت نمبر 3-2-1)

"تعریف اللہ ہی کے لئے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ O نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔ O روز جزا کا مالک ہے۔ O"

اور آخری سورۃ میں بتایا جاتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قل اعوذ برب الناس ○"
(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 114، آیت نمبر 1)
"کہو میں پناہ مانگتا ہوں تمام انسانوں کے رب کی۔ ○"

حقیقی اخوت:

1: اسی طرح سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

"یایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوت الشیطن انہ لکم عدو مبین ○"
(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر 168)
"لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے راستوں کی پیروی نہ کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ○"

اسلام اس دنیا میں حقیقی عالمی اخوت اور بھائی چارہ قائم کرنے کے لئے ایک مکمل نظام اخلاقیات بھی دیتا ہے۔ اسلام ایک ایسا اخلاقی قانون فراہم کرتا ہے جس کی مدد سے پوری دنیا میں اخوت، اتحاد اور بھائی چارے پر مبنی معاشرے کا قیام ممکن ہو جاتا ہے۔

2: چنانچہ سورۂ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاہا فکانما احیا الناس جمیعا"
(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 32)
"جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔"

یہاں قرآن مجید فرماتا ہے کہ اگر کوئی کسی انسان کو قتل کرتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ انسان مسلمان تھا یا غیر مسلم، تو یہ عمل ایسا ہی ہے جیسے پوری انسانیت کا قتل کیا۔ یہاں نہ مذہب اور عقیدے کی تخصیص کی گئی ہے نہ رنگ ونسل اور جنس کی۔ کسی بھی بے قصور انسان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل کرنا ایسا ہے جیسے پوری انسانیت کو قتل کرنا۔ دوسری طرف اگر کوئی کسی انسان کی جان بچاتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے پوری انسانیت کو بچا لیا جائے۔ یہاں بھی کوئی تخصیص نہیں کی گئی کہ بچایا جانے والا انسان کس مذہب یا عقیدے سے تعلق رکھتا ہو؟

3: اسلام اس مقصد کے لئے منفرد اخلاقی قوانین وضع کرتا ہے تاکہ عالمی اخوت و بھائی چارہ دنیا کے ہر حصے میں جاری و ساری ہو سکے۔ قرآن مجید ہر صاحب نصاب کو زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یعنی ہر قمری سال میں کل مال کا 2.5 فی صد حصہ مستحقین میں تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے آج اگر دنیا کا ہر شخص زکوۃ ادا کرنا شروع کر دے تو دنیا میں غربت کا مکمل طور پر خاتمہ ہو سکتا ہے یہاں تک کہ دنیا میں کوئی شخص بھی بھوک سے نہیں مرے گا۔

4: قرآن مجید ہمیں اپنے پڑوسیوں کے کام آنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولا یحض علی طعام المسکین O"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 107 (الماعون)، آیت نمبر 3)

"اور (وہ نامراد ہے جو) مسکین کو کھانا نہیں دیتا۔ O"

اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ شخص کامل مسلمان نہیں جس کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر سو جائے۔"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

5: قرآن مجید فضول خرچی سے بھی روکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"وات ذا القربی حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا O ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطن لربه کفورا O"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 17 ()، آیت نمبر 26-27)

"رشتہ داروں اور مسکین اور مسافر کو ان کا حق دو اور فضول خرچی نہ کرو۔ O

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔o"

اگر آپ اسراف کا مظاہرہ کرتے ہیں تو یقیناً آپ اخوت کی فضا خراب کرنے کا باعث بن رہے ہیں، کیوں کہ جب ایک شخص فضول خرچی اور ریاکاری کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں ناپسندیدگی اور نفرت کے جذبات کو فروغ ملتا ہے اور لوگ ایک دوسرے سے حسد کرنے لگتے ہیں۔ لہٰذا کسی کو بھی دوسرے کا حق نہیں مارنا چاہیے، بلکہ ایک دوسرے کی امداد کرنی چاہیے اور اپنے پڑوسیوں کے کام آنا چاہیے۔ یہ تمام اخلاقی اصول ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

6: اسی طرح قرآن مجید رشوت سے بھی سختی کے ساتھ منع کرتا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

"ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون o"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 2 (البقرۃ) آیت نمبر 188)

"اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔o"

گویا کہ رشوت کے ذریعے دوسرے کا مال ہتھیانے سے منع کیا جا رہا ہے۔

7: اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی شخص اپنے بھائی کی جائیداد یا مال کو ہتھیانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یایھا الناس امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون o"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 5 ()، آیت نمبر 90)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! یقیناً شراب اور جوا اور آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کاموں میں سے ہیں، ان سے بچے رہو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔"

اس آیت مبارکہ میں قرآن پاک ہمیں تمام نشہ آور اشیاء، جوئے، قمار بازی اور اسی طرح ضعیف الاعتقادی کے مختلف شرکیہ مظاہر سے روک رہا ہے کیوں کہ یہ سب شیطانی افعال ہیں۔

8 شراب ہونے کی وجہ سے معاشرے میں موجود بے شمار برائیوں اور جرائم کا سبب بنتی ہے اور مستقل ہے اور خطرناک حد تک ... سے ... سبب بنتا ہے جو ایک حقیقی اسلامی اور فلاحی معاشرے کا مقصود ہے۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ امریکہ میں اوسطاً روزانہ تقریباً ایک ہزار نو سو جنسی زیادتی کے واقعات ہوتے ہیں اور جنسی زیادتی کے بیشتر کیسوں میں زیادتی کرنے والے یا زیادتی کا شکار ہونے والے نشے کی حالت میں ہوتے ہیں۔

اسی طرح شماریاتی اعداد و شمار ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں "Inbesl" کے واقعات کی شرح آٹھ فی صد ہے یعنی ہر بارہواں یا تیرھواں فرد محرمات کے ساتھ زنا میں ملوث ہے اور محرمات کے ساتھ زنا کے تقریباً تمام واقعات نشے کی حالت میں ہی ہوتے ہیں۔

ایڈز جیسی بیماریوں کے دنیا بھر میں اس قدر تیزی سے پھیلنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ منشیات بھی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید منشیات کو شیطانی عمل قرار دیتے ہوئے بتاتا ہے کہ کامیابی اور فوز و فلاح کے حصول کے لیے ان شیطانی افعال سے اجتناب ضروری ہے۔ اگر آپ واقعی ان اعمال سے مجتنب رہتے ہیں تو دنیا بھر میں حقیقی اخوت کا ماحول قائم کرنے میں مدد ملے گی۔

9 قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے:

"ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلاO"

(القرآن الکریم سورۃ نمبر 17، آیت نمبر 32)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"زنا کے قریب نہ پھٹکو، وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ ہے۔o"

گویا اسلام زنا اور بدکرداری سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہے۔

9: سورۂ حجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یایها الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منهن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک هم الظالمون O یایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا الله ان الله تواب رحیمO"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 11-12)

"اے ایمان والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں۔o اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے؟ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔o"

اس قرآنی ارشاد کے مطابق کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا یا غیبت کرنا بہت بڑا گناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ عمل ایسا ہی ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور اس کام کی کراہت اس مثال سے واضح ہو جاتی ہے۔ انسانی گوشت کھانا ہی حرام ہے اور پھر اپنے مردہ بھائی کا گوشت......؟ گویا حرمت دوگنی ہو جاتی ہے۔ آدم خور لوگ جو انسانی گوشت مزے لے لے کر کھاتے ہیں وہ بھی اپنے بھائی کا گوشت کھانے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ لہٰذا اگر آپ کسی کی غیبت کرتے ہیں تو یہ ہرگز گناہ ہے گویا ایسا ہے جیسے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ تو کیا آپ یہ پسند کریں گے؟ قرآن مجید خود جواب دیتا ہے کہ نہیں تم یہ پسند نہیں کرو گے۔ کوئی بھی یہ پسند نہیں کرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ویل لکل همزة لمزة0"

(القرآن الکریم سورۃ نمبر 104، آیت نمبر 1)

"تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو لوگوں پر طعن کرتا اور پیٹھ پیچھے برائیاں بیان کرتا ہے0"

۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں دیئے گئے یہ تمام اخلاقی اصول، حقیقی اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دینے والے اور مستحکم کرنے والے ہیں۔ اسلام کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ محض اخوت، اتحاد اور بھائی چارے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اخوت و بھائی چارے کے عملی مظاہرے کے لئے بھی ٹھوس اقدامات پر زور دیتا ہے۔

مسلمان اس اخوت و بھائی چارے کا ایک عملی مظاہرہ دن میں پانچ مرتبہ نماز با جماعت کی ادائیگی کے دوران کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب ہم لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔"

سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنی صفیں سیدھی کر لیا کرو، کندھے سے کندھا ملا لیا کرو اور شیطان کے لئے خالی جگہ نہ چھوڑا کرو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے دوران ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہو کر اور شیطان کے لئے خالی جگہ نہ چھوڑا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اس شیطان کا ذکر نہیں کر رہے جسے آپ لوگ ٹی وی پر دیکھتے ہیں جس کے دو سینگ اور ایک دُم ہوتی ہے۔ یہاں شیطان سے مراد اس قسم کی کوئی مخلوق نہیں ہے، بلکہ یہاں مراد نسل پرستی کا شیطان ہے، علاقائی تعصب کا شیطان ہے، رنگ و ذات پات اور زبان کے تعصب کا شیطان ہے جسے اپنی صفوں میں جگہ دینے سے یہاں روکا جا رہا ہے۔

بین الاقوامی اخوت کی ایک بڑی مثال "حج" ہے۔ دنیا بھر سے تقریباً پچیس لاکھ افراد فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب کے شہر مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے کونے کونے سے وہاں آتے ہیں۔

اس موقع پر تمام مرد ایک جیسی اَن سلی سفید چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ اس موقع پر آپ اپنے اردگرد کھڑے لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکتے کہ ان کی کیا حیثیت ہے۔ وہ بادشاہ ہوں یا فقیر ان کا حلیہ ایک سا ہوگا۔ بین الاقوامی اخوت و بھائی چارے کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے؟ حج دنیا کا سب سے بڑا سالانہ اجتماع ہے۔ کم از کم پچیس لاکھ افراد وہاں جمع ہوتے ہیں۔ آپ بادشاہ ہوں یا فقیر، غریب ہوں یا امیر، گورے ہوں یا کالے، مشرقی ہوں یا مغربی، آپ ایک ہی لباس میں ملبوس ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں اعلان فرمادیا کہ تمام انسان ایک ہی رب کی مخلوق ہیں، لہذا کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ کوئی گورا کالے سے یا کالا گورے سے افضل نہیں ہے۔ یہاں برتری کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

صرف تقویٰ، پرہیزگاری، نیکی اور خوف خدا ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت کا معیار ہیں۔ آپ کی قوم اور آپ کا رنگ آپ کو کوئی برتری نہیں دلاتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب انسان برابر ہیں۔ ہاں! اگر آپ اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں، زیادہ پرہیزگار ہیں، زیادہ متقی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے افضل ہونے کا امکان ہے۔

حج کے موقع پر تمام حاجی مسلسل یہی الفاظ دہراتے ہیں۔

www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لبیك اللهم لبیك لا شریك لك لبیك..."

"حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں......"

پورے حج کے دوران وہ مسلسل یہ الفاظ دہراتے رہتے ہیں تاکہ یہ ان کے ذہن میں راسخ ہو جائیں یہاں تک کہ جب وہ واپس آتے ہیں تو پھر بھی یہ الفاظ ان کے ذہن میں رہتے ہیں۔

اسلامی عقیدے کا بنیادی ستون یہی ہے کہ اس بات پر ایمان رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا واحد بلاشرکت غیرے خالق اور مالک ہے۔ صرف وہی ہے جس کی عبادت کی جانی چاہیے۔ اگر آپ غور کریں تو ایک اور صرف ایک خدا پر ایمان کی صورت میں ہی عالمی اخوت و بھائی چارے کا قیام ممکن ہے۔

ایک ہی خدا پوری انسانیت کا خالق ہے۔ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے۔ آپ امیر ہوں یا غریب، کالے ہوں یا گورے، مرد ہو یا عورت، آپ کا تعلق کسی عقیدے سے ہو، کسی ذات سے ہو، کسی ملک یا علاقے سے ہو، آپ سب برابر ہیں کیوں کہ آپ سب ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اور آپ سب کو خدائے واحد ہی نے پیدا کیا ہے۔ اگر آپ ایک رب پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ کے درمیان حقیقی اخوت و بھائی چارہ قائم ہونا ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بیشتر بڑے مذاہب میں ایک اعلیٰ سطح پر خدائے واحد کا تصور پایا جاتا ہے۔

اسلام میں حقیقی اخوت و بھائی چارے کا تصور محض "افقی" نہیں "عمودی" بھی ہے۔ یعنی اسلام محض اتنا ہی نہیں کرتا کہ تمام علاقوں کے رہنے والے تمام انسانوں کے مابین بھائی چارے کا تصور دے، بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے جاتا ہے۔ عمودی تصور سے مراد یہ ہے کہ ہم سے پہلے گزرنے والے لوگ اور بعد میں آنے والے لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

ماضی میں اس زمین پر رہنے والے لوگ اور ہم جو آج اس زمین پر زندہ ہیں در حقیقت ایک ہی قوم سے اور ایک ہی اُمت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ایمانی تعلق ہے۔ یہ وہ بھائی چارہ ہے جو "ایمان باللہ" کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح بھائی چارے کا ایک عمودی تصور ہمارے سامنے آتا ہے۔ یہ ایمانی بھائی چارہ ہے جو زمانی بھی ہے اور مکانی بھی۔ دنیا کے تمام مذاہب میں کسی ایک خالق پر ایمان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمانی اور خونی اخوت و بھائی چارہ:

اگر آپ غور کریں تو حقیقی بھائی چارہ اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے اور دنیا بھر میں قائم بھی رہ سکتا ہے جب تمام لوگ ایک ہی خدا پر ایمان رکھیں، ایک خالق اور ایک مالک پر ایمان رکھیں۔ اس طرح بھائی چارے کا جو رشتہ وجود میں آئے گا وہ خون کے رشتے سے بھی زیادہ مضبوط اور زیادہ اہم ہوگا۔

میں نے پہلے عرض کیا کہ اسلام ہمیں والدین کی فرمانبرداری کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وقضی ربك الا تعبدوا الا اياه و بالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلهما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولا كريما O واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربيني صغيرا O"

(القرآن الکریم سورۃ نمبر 17 (آیت نمبر 23-24)

"تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انھیں اُف تک نہ کہو۔ نہ انھیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان کے ساتھ احترام سے بات کرو O اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انھوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔ O"

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں والدین کی عزت، احترام اور محبت دینا ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن اس کے باوجود ایک چیز ایسی ہے جس میں والدین کا حکم بھی نہیں مانا جا سکتا۔ سورۂ لقمان میں ارشاد ہوتا ہے:

"وان جاهدك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا واتبع سبيل من اناب الي ثم الي مرجعكم فانبئكم بما كنتم تعملون O"
(القرآن الکریم سورة نمبر 31، آیت نمبر 15)

"لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے۔ اس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو O"

گویا والدین کی اطاعت ایک لازمی امر ہے، لیکن ان کی اجازت بھی وہیں تک ہے جہاں تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی برتر ہیں اور جہاں دونوں احکام میں ٹکراؤ ہو وہاں آپ اللہ کا حکم ہی مانیں گے۔ اسی طرح ایمان اور عقیدے کی بنیاد پر بننے والا بھائی چارہ ہی حقیقی بھائی چارہ ہے۔ ایمان کا رشتہ خون کے رشتے سے برتر ہے۔ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے:

"قل ان كان اباؤكم و ابناؤكم واخوانكم وازواجكم وعشيرتكم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومسكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامره والله لا يهدي القوم الفسقين O"
(القرآن الکریم سورة نمبر 09، آیت نمبر 24)

"اے نبی! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز تر ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔o"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بتاؤ اور سوچو تمہاری ترجیحات کیا ہیں؟ کیا تمہیں اپنے بیٹے عزیز ہیں؟ یا تمہیں اپنے والدین عزیز ہیں؟ یا تمہارے زوج؟ (زوج کا لفظ شوہر کے حق میں بیوی کے لئے اور بیوی کے حق میں شوہر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی لفظ "Spouse" کے معنوں میں) یا دیگر عزیز و اقارب۔؟

اس کے بعد مزید ارشاد ہوتا ہے کہ کیا تمہاری ترجیح مال و دولت، کاروبار اور جائیداد ہے؟ کیا یہ تمام چیزیں تمہیں زیادہ پسند ہیں۔؟ اگر تم ان چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے مقابلے میں زیادہ عزیز جانتے ہو تو پھر اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔

پتہ یہ چلا کہ اگر والدین کسی غلط کام کا حکم دیں جس سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہو تو اس کام کا کرنا جائز نہیں۔ والدین یا اولاد یا بیوی یا دیگر کسی رشتہ دار کی محبت میں چوری کرنا، بے ایمانی کرنا، رشوت لینا، کسی کے ساتھ زیادتی کرنا، کسی کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا باعث ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح مال و دولت، کاروبار، جائیداد بنانے کی خواہش میں جائز و ناجائز سے بے پروا ہو جانا بھی عذاب الٰہی کو دعوت دینے والا کام ہے۔ جہاں بات عقیدے اور ایمان کی آئے گی تو خونی رشتے بھی پیچھے رہ جائیں گے۔ قرآن مجید میں مزید ارشاد ہوتا ہے:

"یایھا الذین امنوا کونوا قومین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا o"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 135)

"اے ایمان والو انصاف کے علم بردار اور اللہ کے واسطے گواہ بن کر رہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔ لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔O"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب معاملہ عدل و انصاف کا ہو، جس وقت آپ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہوں تو صرف سچی گواہی دیں خواہ اس میں آپ کا ذاتی نقصان ہو، خواہ آپ کے والدین یا رشتہ داروں کا نقصان ہو، آپ ہر حال میں سچائی پہ قائم رہیں۔ اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ صاحب معاملہ غریب ہے یا امیر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ سو جب بات عدل و انصاف کی آئے گی، جب معاملہ حق اور سچائی کا ہوگا تو خون کے تمام رشتے فراموش کر دیے جائیں گے، کیونکہ یہ عقیدہ کا معاملہ ہے اور عقیدے کا رشتہ تمام رشتوں سے برتر ہے۔

عقیدے کے اس رشتے کی اساس اس یقین پر ہے کہ ایک ہی خدائے بزرگ و برتر اس کائنات کا خالق ہے۔ تمام مذاہب فی الاصل اسی عقیدے کی تبلیغ کرتے ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیت پیش کی، اسلام اسی مشترکہ بات کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے:

"قل یاھل الکتب تعالوا الی کلمة سوا بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمونO"

(القرآن الکریم، سورۃ نمبر(3)، آیت نمبر 64)

"اے نبی! کہہ دیجئے اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے گا۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو تم صاف کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں۔O"

اللہ تعالیٰ کی ذات پر صرف ایمان رکھنا کافی نہیں بلکہ عبادت بھی صرف خدائے واحد ہی کی ہونی چاہئے۔ حقیقی عالمی اخوت، اتحاد، مساوات اور بھائی چارے کا قیام صرف اسی صورت ممکن ہے کہ پوری انسانیت ایک ہی خدائے بزرگ و برتر پر ایمان رکھے اور صرف اسی کی عبادت کرے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

سورۂ انعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم"

(القرآن الکریم سورۃ نمبر 6()، آیت نمبر 108)

"اور (اے مسلمانو) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انھیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ اخوتِ اسلامی کو بڑے واضح طریقے سے بیان کرتی ہے:

"یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا O"

(القرآن الکریم سورۃ نمبر 4 (النساء)، آیت نمبر 1)

"لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات بگاڑنے سے پرہیز کرو، بے شک اللہ تمہارا نگہبان ہے۔“

مساوات انسانی

اسلام نے بنی نوع انسان کو وحدت اور مساوات کا سبق دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ“

”اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا۔“

تمام بنی نوع انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ قبائل، خاندان اور اقوام محض باہمی تعارف کے لئے ہیں۔ اسلام میں مساوات سے دو باتیں مراد ہیں۔ ایک ہی قانون ہے امیر ہو یا غریب، سربراہ حکومت ہو یا عام انسان، کسی کو کسی بنا پر کوئی برتری حاصل نہیں۔

معاشرتی مساوات سے مراد ہے کہ عام اجتماعی اور سوشل لائف میں کسی کو فضیلت حاصل نہیں۔ اسلام میں نسب اور اونچ نیچ ہے، نہ برتری و کمتری۔ عزت و اکرام کا معیار فقط تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ان اکرمکم عنداللہ اتقکم“

”بیشک تم میں سے سب سے معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔“

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان العباد کلھم اخوۃ“

”سارے انسان بھائی بھائی ہیں۔“

اور فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا:

”اے لوگو! تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتدال اور توازن

پوری کائنات اعتدال پر قائم ہے اور حیات انسانی میں بھی یہی توازن مطلوب ہے۔ اسلام کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ اس میں زندگی کی انتہاؤں کے درمیان ایک حسین توازن اور اعتدال پایا جاتا ہے۔

انسانی زندگی میں اعتدال صرف الہامی ہدایت ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ اسلام نے دین و دنیا، فرد و اجتماع اور روح و جسم کے درمیان توازن قائم کیا ہے اور افراط و تفریط کو ختم کیا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو، تم پر تمہارے نفس کا حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمہارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے، ہر حق والے کے حقدار کو ادا کرو (میری ہدایت یہ ہے کہ) روزہ بھی رکھو، افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو۔"

اسی طرح دین اسلام نے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بہترین توازن قائم کیا۔ ایک طرف فرد کی نشو و نما کا پورا ساز و سامان کیا تو دوسری طرف اسے اجتماعی ذمہ داری کے نظام میں منظم کیا۔

اسلام نے حیات انسانی کے تمام شعبوں کے متعلق مفصل ہدایات دے کر ان تمام شعبوں کے درمیان اعتدال قائم کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شعبۂ زندگی میں یہ سنہری ہدایت دی ہے:

" خیر الامور اوسطھا"

"معاملات میں بہترین معاملہ میانہ روی ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

"اعتدال نبوت کا حصہ ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو امت وسط (میانہ رو امت) قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ امتیاز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف تہذیب اسلامی کو حاصل ہے کہ اس نے افراط و تفریط سے ہٹ کر زندگی کے فطری تقاضوں کو پورا کیا۔ ان میں توازن قائم کیا تاکہ انسانی زندگی اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ترقی کر سکے اور کہیں اس میں بے اصولی، انتہا پسندی، عدم توازن اور بے اعتدالی پیدا نہ ہو۔

ابدی اور دائمی مذہب

زندگی ایک بدلنے والی چیز ہے اسے کسی ایک لمحہ کے لئے قرار نہیں۔ اسلامی تہذیب کا خالق رب العالمین ہے جو ازل سے ہے ابد تک رہے گا اس لئے اسلام کے اصول و ضوابط بھی دائمی اور ابدی ہیں۔ یہ اصول انسانی معاشرے کی نت نئی بدلتی ہوئی ضروریات کے مطابق ہیں۔

انسان کے لئے محض اپنی فکر اور تجربے کی بنا پر ایسے اصول وضع کرنا ممکن نہیں۔ زمان و مکان کی جو مجبوریاں انسان کو لاحق ہیں ان کی بنا پر وہ اس کے لئے نااہل ہے۔ یہ اسلامی نظریہ حیات کی خوبی ہے کہ جہاں وہ ایک طرف زندگی کی ابدی صداقتوں کو پیش کرتا ہے وہیں انسانی معاشرے میں جو فطری تغیرات آتے رہتے ہیں ان سے پیش آمدہ مسائل کا حل بھی فراہم کرتا ہے۔

لہذا اجتہاد اور قیاس اسلامی فقہ کے اہم اصول ہیں جن کے ذریعے نت نئے مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔

اصلاحی اور انقلابی دین

دین اسلام فقط ایک نظریہ ہی نہیں جو لوگوں کے ذہنوں میں ہے۔ بلکہ یہ ایک اصلاحی اور انقلابی دین ہے جس کا مطالبہ یہ ہے کہ اسے دنیا میں رائج کیا جائے اور غلبہ و اقتدار خدا کے دین کو حاصل ہو۔ چنانچہ قرآن مجید کا اعلان ہے

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"

"وہی ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادیان پر غالب ہو، خواہ مشرکین اسے ناپسند ہی کریں۔"

(سورۃ التوبہ، آیت نمبر۳۳)

اس طرح دین اسلام ایک تبلیغی اور اصلاحی تحریک ہے جس کا مقصد ریاست اور نظم کا قیام ہے۔ مسلم معاشرے کا ہر فرد اصلاح معاشرہ اور داعی الی الحق کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ چنانچہ ہر فرد کو ہدایت ہے:

"تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"

"نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور بدی اور سرکشی کے معاملے میں تعاون نہ کرو۔"

(سورۃ المائدہ، آیت نمبر:۲)

نیز امت مسلمہ کو خیر امت قرار دیتے ہوئے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر"

"تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے میدان میں لائی گئی ہو۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔"

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر:۱۱۰)

اخلاق میں متعدی تاثیر ہوتی ہے اچھے اخلاق کو دیکھ کر دل میں نیکی کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور برے اخلاق والوں کے ہاتھوں دوسرے لوگ بھی برائی میں پڑ سکتے ہیں۔ اس لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر کسی قوم میں کوئی گناہ کرتا ہے اور وہ قوم باوجود قدرت کے اس شخص کو گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے قبل دنیا میں عذاب الٰہی مسلط ہو جاتا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس میں یہ استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو دل میں اسے برا سمجھے لیکن یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"
(صحیح مسلم)

اسلام کے نظام کی برکتیں

اسی طرح اسلام محض ایک فکری تہذیب ہی نہیں بلکہ ایک اسلامی اور انقلابی تحریک بھی ہے۔ جس کا مقصد نیکیوں کی اشاعت اور برائیوں کی بیخ کنی ہے اور خدا کی زمین پر ظلم و ستم، استحصال، ناجائز نفع اندوزی، جبر و تشدد، فحاشی اور گمراہی کو مٹا کر گلشن حیات کو اچھائیوں سے بھر دینا ہے اور ایک ایسا نظام قائم کرنا ہے جس میں حضرت عیسیٰ کے الفاظ میں زمین اپنے خزانے اگل دیتی ہے اور آسمان اپنی برکتیں برسانے لگتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تمام عرب تیئس سالوں کی مدت میں دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور اسلام بہت جلد دور دور تک پھیلنا شروع ہو گیا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

"ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا"

"اور تو نے لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا۔"
(سورۃ النصر آیت نمبر 2)

مسٹر سیل قرآن مجید کے انگریزی ترجمے کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"دنیا میں اس دین کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی جس کی مثال اور نظیر نہیں ملتی۔ اس دین کو نہ صرف ان لوگوں نے قبول کیا جو عربی تھے بلکہ انہوں نے بھی قبول کیا جو غیر عربی تھے، حالانکہ اس میں کوئی بات اس سے بڑھ کر نہ تھی جو ایک مذہب میں عموماً خیال کی جاتی ہے۔ بہرحال اسلام نے اپنی تعلیمات کے ذریعے عجیب ترقی حاصل کی۔"

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام، جدت اور حالات حاضرہ

جدت پسندی اور اسلام

جدت پسندی بذات خود ایک مستحسن جذبہ اور انسان کی فطری خواہش ہے۔ اگر یہ جذبہ نہ ہوتا تو انسان پتھر کے زمانے سے ایٹم کے دور تک نہ پہنچتا اور قدیم ذرائع آمدورفت سے جدید وسائل مواصلات تک اس کی رسائی نہ ہو سکتی۔ انسان کی تمام تر مادی ترقی اور سائنسی ایجادات ایک جذبے کے رہین منت ہیں کہ وہ ہمیشہ خوب سے خوب تر کا متلاشی رہا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے۔ یہ کسی نئی بات یا جدت پر بحیثیت جدت کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی نوعیت اور افادیت کے مطابق اس کی ہمت افزائی کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صنعت و حرفت اور فنون جنگ کے بارے میں نئے طریقوں اور آلات کا استعمال متعارف ہوا۔ دفاع کے سلسلے میں عرب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ گہری خندق کھودی گئی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے طائف کے محاصرے میں دو نئے آلات حرب استعمال کیے گئے، جن میں سے ایک منجنیق کی مانند تھا اور دوسرا دبابہ جسے موجودہ دور کے ٹینک کی قدیم صورت قرار دیا جا سکتا ہے۔

روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ ان آلات کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خود بنایا تھا۔ اس کے علاوہ حافظ ابن کثیر کی روایات کے مطابق حضرت عروہ بن مسعود اور حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہما کو شام کے مشہور صنعتی شہر جرش بھیجا گیا تا کہ دبابہ اور منجنیق کی صنعت سیکھ کر آئیں۔ دبابے کی طرح کا ہی ایک آلہ تھا جسے اہل روم جنگوں میں استعمال کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زراعت کی ترقی کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ سے زیادہ کاشت کا حکم دیا اور زمین کی پوشیدہ نعمتوں میں سے رزق تلاش کرنے کی تاکید فرمائی۔

عرب لوگ بحری بیڑے سے قطعی ناآشنا تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور یہ پیش گوئی فرمائی کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے سمندر کی موجوں پر اس طرح سفر کریں گے جیسے تخت نشین بادشاہ اور پھر آپ نے ان کے فضائل بھی بیان فرمائے۔

عہد رسالت کے حوالے سے یہ چند مثالیں تھیں جن کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اسلام نے کسی جدید ایجاد اور شے پر نئے ہونے کی حیثیت سے کوئی قدغن نہیں لگائی، بلکہ صحیح مقاصد میں جائز حدود کے ماتحت اس کی ہمت افزائی کی ہے۔

عصر حاضر نے جو صنعتی ایجادات اور سائنسی انکشافات پیش کیے ہیں، انسان کی مادی ترقی کو بام عروج تک پہنچایا ہے۔ نئی ایجادات نے راحت و آسائش کے بہتر طریقے مہیا کیے ہیں۔ اس کی ان تمام تر خوبیوں کے ساتھ ساتھ ان کے تباہ کن نقصانات بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ اس مادی ترقی اور جدت پسندی نے مختلف عنوانات سے ہوس، ملک گیری اور عریانی و فحاشی کے طوفان کھڑے کیے ہیں۔ گویا جدت پسندی ایک دو دھاری تلوار ہے جو بنی نوع انسان کو فائدہ بھی پہنچا سکتی ہے اور اس کا کام تمام بھی کر سکتی ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق تجزیہ کیا جائے تو عصر حاضر میں نہ تو کوئی نئی چیز نئی ہونے کی بنا پر قابل قبول ہے اور نہ قابل تردید۔

اہم سوال یہ ہے کہ وہ کیا معیار ہے جس پر یہ فیصلہ کیا جائے کہ جدت پسندی کی کونسی راہ قابل قبول ہے اور کونسی نقصان دہ اور ناقابل قبول۔

اس معیار کے تعین کے لئے ایک صورت تو یہ ہے کہ یہ کام خالص عقل کے حوالے سے کیا جائے، چنانچہ لادینی معاشروں میں عقل کو قول فیصل کی حیثیت حاصل ہے، لیکن عقل و دانش کے دعویداروں نے نئی جدت پسندی کے نام پر انسانیت کے لئے اخلاق و شرافت کے سارے اوصاف لوٹے اور مقدس معاشرتی اداروں کی حرمت کو بھی پامال کیا ہے۔ بڑے سے بڑے نظریے کی شاندار اور خوبصورت توجیہات پیش کیں۔ اگر جدت پسندی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رو میں اچھے اور برے کا فیصلہ خالص عقل پر چھوڑ دیا جائے تو زندگی کی اقدار صحیح سالم باقی نہیں رہتی اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ ہر شخص کی عقل کا پیمانہ دوسرے سے مختلف ہے۔ چنانچہ انسان متضاد آراء اور نظریات کی ایسی بھول بھلیوں میں پھنس جاتا ہے کہ جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو عقل وحی الٰہی کی راہنمائی سے آزاد ہو وہ حقیقتاً انسان کی بہیمی خواہشات اور نفسانی اغراض کی غلام بن جاتی ہیں اور یہ عقل کی غلامی کی بدترین شکل ہے۔ ایسی عقل کو قرآن حکیم میں "ھویٰ" یعنی خواہش نفس قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اگر حق ان لوگوں کی خواہشات نفس کا تابع ہو جائے تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں ان میں سخت بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔"

یہ حقیقت ہے کہ اگر اچھے اور برے تمام کا فیصلہ عقل کے حوالے کر دیا جائے تو انسان کے پاس کسی نئے رواج کو روکنے اور جدت پسندی کے ہاتھوں قیمتی سے قیمتی اخلاقی اقدار کو بچانے کا معیار باقی نہیں رہتا۔ خود اہل مغرب کو مہلک نتائج سامنے آنے پر سخت تشویش ہے کہ اس جدت پسندی کی عام روش میں کیا طریق کار اختیار کیا جائے جس کی بناء پر اعلیٰ انسانی اوصاف اور ادارے محفوظ رہ سکیں۔ ایک امریکی جج کرڈوزو (Carduzo) اپنی کتاب "The Growth of Law" میں لکھتے ہیں:

"قانون کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ایک ایسا فلسفہ مرتب کیا جائے جو ثبات اور تغیر کے متضاد اور متحارب تقاضوں کے درمیان موافقت پیدا کر سکے۔"

ظاہر ہے کہ یہ کام کسی عقلی فلسفے کے بس کا نہیں، عقل کے سر پر وہ بوجھ لادا گیا جس کی وہ متحمل نہیں ہے۔ کسی قانون کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ دائمی اور ناقابل تغیر ہے کسی دلیل کی بناء پر ہوتا ہے۔ انسانی عقل کی بناء پر کچھ لوگ جس کو ناقابل تغیر قرار دیں گے لیکن کل کو دوسرے لوگ یہ اندازہ لگائیں گے کہ وہ دائمی قانون بننے کے لائق نہ تھا۔ چنانچہ اس تجدد پسندی کے مسئلے کا حل صرف یہ ہے کہ عصر حاضر میں بھی اسلام کی قوت کو تسلیم کیا جائے اور انسان عقل کا غلام بننے کی بجائے عقل کو اس ذات کا غلام بنائے جس نے اسے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.onlyoneorthree.com

پوری کائنات کو تخلیق کیا ہے۔

خالق کائنات تمام وقوع پذیر ہونے والے تغیرات سے پوری طرح باخبر ہے اور ذات عالی کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا کہ کونسے اصول قانونی لحاظ سے ناقابل تغیر اور ثبات کے حامل ہیں۔ صرف مذہب میں نہیں اسکی بنیاد ملتی ہے اور وہ بھی مذہب کے حقائق کو منطقی استدلال کے نتیجے کے طور پر نہیں بلکہ عقیدے کے ذریعے قبول کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون سے راہنمائی کے بغیر انسانیت کی نجات کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

چنانچہ سورۃ محمد کی آیت نمبر ۱۴ میں ارشاد ہے:

"جو شخص اپنے پروردگار کے واضح راستے پر ہو کیا وہ اس طرح ہو سکتا ہے جن کی بداعمالی ان کو بھلی لگتی ہے اور جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔؟"

گویا تمام جدت پسندیوں، نئے طور طریقوں اور رسوم ورواج کو ان کی ظاہری چمک دمک کی بناء پر نہیں بلکہ اس بنیاد پر جانچا جائے کہ وہ پروردگار کے راستے کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر شریعت کا حکم موجود ہو تو اس کو بلا حجت تسلیم کیا جائے کیونکہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۳۶ کے مطابق:

"کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو پھر اس معاملے میں اس کا اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً واضح قسم کی گمراہی میں جا پڑا۔"

سورۃ نساء کی آیت نمبر ۶۵ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کی قسم ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

"آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ ﷺ کو اپنے باہمی تنازعات میں فیصل نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں اس کے بارے میں اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اسے پوری طرح تسلیم کرلیں۔"

(سورۃ النساء، آیت نمبر: ۶۵)

کتاب وسنت کے ذریعے جو احکامات امت مسلمہ کو دیئے گئے ہوں اگر ان ہی مسائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق ہیں کہ اگر انہیں خالص عقل کے حوالے کیا جاتا تو وہ انسان کو گمراہی کی طرف لے جا سکتی تھی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ماضی، حال اور مستقبل کے تمام احوال سے باخبر ہے اس لئے صرف اسی کے احکام ہر دور میں واجب العمل ہو سکتے ہیں۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۷۶ میں بیان ہے:

"یبین اللہ لکم ان تضلو واللہ بکل شیء علیم"

"اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کھول کھول کر باتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔"

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ تجدد پسندی اور عصر حاضر کے تقاضوں کے سلسلے میں وحی اور شریعت کی ضرورت اس لئے بھی بہت زیادہ ہے کہ خالص عقل کے ذریعے ہدایت تک پہنچنا بہت مشکل ہے، لیکن یہ طرز عمل بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا کہ کسی طور طریقے، چلن یا جدت کو پہلے اپنی عقل کے مطابق کیسی یا بہتر قرار دے دیا جائے پھر اس کے بعد قرآن وسنت کو اپنے عقلی فیصلے پر پورا اتارنے کے لئے تاویلات کو اختیار کیا جائے۔ ایسا طرز عمل احکام الٰہیہ کے اتباع کے منافی ہے، بلکہ یہ تو اتباع کی بجائے ترمیم اور تغیر کہلائے گا جس کا اختیار کسی انسان کو نہیں۔

اتباع کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان ہر حال میں احکام الٰہی پر کامل یقین کر کے کسی ترمیم کے بغیر اسے قبول کرے اور ہادی تو تمہیں اسے کسی صورت میں بھی احکام الٰہی کے انحراف پر آمادہ نہ کر سکیں۔ چنانچہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۱۵ سے ۱۱۷ میں اس مضمون کو اس طرح واضح کیا ہے:

"اور آپ کے رب کی بات سچائی کے لحاظ سے پوری ہو چکی، اس کی باتوں کو تبدیل کرنے والا کوئی نہیں اور اس کی ذات سمیع علیم ہے اور اگر آپ زمین پر رہنے والوں کی اکثریت کی پیروی کریں گے تو وہ آپ کو راہ خداوندی سے گمراہ کر دیں گے، کیونکہ وہ تو ظن وگمان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ کہ وہ تو اٹکل کی بات کرتے ہیں، بے شک آپ کا رب زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے گمراہ ہے اور وہ ہدایت کار کو بھی جانتا ہے۔"

یہ بھی وضاحت کر دی گئی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہتے ہیں وہ لوگ جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے کہ آپ قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے آؤ، یا اس کو بدل دو۔ تو اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں اسے خود اپنی طرف سے تبدیل کر دوں۔ میں تو وحی کرتا ہوں صرف اس چیز کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔"

اس اتباع خالص میں مخالفت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن جو لوگ آزمائشوں کا مقابلہ کرتے ہیں انہیں اللہ کی طرف سے دنیا اور آخرت دونوں میں ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور وہ لوگ جو ہماری خاطر کوشش کرتے ہیں تو ہم ضرور انہیں اپنے راستے کی طرف ہدایت دیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(سورۃ العنکبوت، آیت نمبر ۶۹)

عصر حاضر کی مادی چکا چوند اور تجدد پسندی کے مقابلے میں یہ عمل درست نہیں کہ اگر کسی حکم الٰہی میں ظاہری فائدہ نظر آئے تو اسے قبول کر لیا جائے اور جہاں آزمائش یا تنقید کا خدشہ ہو وہاں اعراض یا تاویل سازی کی جائے۔ قرآن حکیم کے مطابق اس میں دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ چنانچہ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۱۱ میں اس بارے میں ہدایت دی گئی ہے:

"اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ کی بندگی کنارے پر کھڑے ہو کر کرتے ہیں۔ پس اگر ان کو کوئی دنیاوی فائدہ مل گیا تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر آزمائش آگئی تو منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں کا خسارہ اٹھاتے ہیں اور یہ کھلا نقصان ہے۔"

(سورۃ الحج، آیت نمبر: ۱۱)

تجدد پسندی کے تمام تر لوازمات کے مقابلے میں شریعت کے مطابق طرز عمل اختیار کرنا عین اتباع ہے، چاہے استہزاء اور طعن کے مرحلوں سے گزرنا پڑے۔ مخالفانہ اعتراضات کا مسلمان کے پاس صرف یہی جواب ہے:

"اللہ یستھزیء بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ البقرۃ)

"اللہ ان (کفار) کے مذاق کا جواب دیتا ہے اور انہیں ڈھیل دیئے ہوئے ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹک رہے ہیں۔"

عصر حاضر میں عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ تجدد پسندی خواہ وہ کسی بھی شعبے میں ہو اس کی حدود کو پہچانے اور ان معاملات میں دخل اندازی نہ کرے جن کو شریعت نے مکمل کر دیا۔

عالم اسلام کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مادی ترقی اور تجدد پسندی کی جن خوبیوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ان کی طرف ہماری رسائی بہت سست روی کا شکار ہے اور جن خامیوں سے ہمیں احتراز کرنا چاہیے تھا وہ بہت تیز رفتاری سے مسلم معاشرے میں سرایت کر رہی ہیں۔

عصر حاضر کی ذمہ داریوں سے اسلامی فکر ونظر کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی صورت میں یہ ثابت ہے کہ دین اسلام جس طرح قوت وطاقت رکھتا ہے، اسی طرح بہترین نتائج پیدا کر سکتا ہے اور عالمی قوت کی حیثیت سے اعلیٰ ترین کردار ادا کر سکتا ہے، جس طرح عہد رسالت اور عہد خلفائے راشدین کی مثالیں ہماری تاریخ کے اوراق میں جگمگا رہی ہیں۔

☆☆☆

عصری علوم اور دین اسلام

اہم ترین عصری علوم دو اقسام کے ہیں:

1: علم فلسفہ۔

2: علم سائنس۔

زمانۂ قدیم کی سادہ زندگی سے لے کر دور جدید کی پیچیدہ زندگی تک بنی نوع انسان کی دو اہم بنیادی ضروریات رہی ہیں:

1: اسے کھانے پینے، رہنے سہنے کی آسائش اور محفوظ زندگی حاصل ہو۔ یہ ایک حیاتیاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے جو زندگی کی بقاء اور نسل انسانی کے تسلسل کے لیے ضروری ہے۔

:2 اس حیاتیاتی ضرورت کے علاوہ انسان کی کچھ ذہنی احتیاجات بھی ہوتی ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ایک بامقصد نظر آئے، وہ اپنے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کے حل کا متلاشی ہوتا ہے۔ زندگی، کائنات اور زمان ومکان کے حقائق سے چشم پوشی کرنا اور اس کے مسائل حل نہ کرنا دنیا کو بے مقصد اور بے معنی بنا دینے کے مترادف ہے جس کے نتائج انسان کے حق میں مفید نہیں ہو سکتے۔

محفوظ زندگی گزارنے کے لیے اور دیگر آسائشوں کی تلاش میں انسانی ذہن نے نئے نئے علوم کو جنم دیا۔ مثلاً: زراعت، طب اور انجینئرنگ۔ یہ سب ہی علوم دراصل قدرتی وسائل اور زمین کے ذرائع انسانی فائدے کے طور پر استعمال کرنے سے متعلق ہیں جو ٹیکنالوجی کہلائے۔

علم فلسفہ اور دین اسلام

انسان بالطبع صاحب فکر وعقل ہے۔ انسانی شعور جب بیدار ہوتا ہے تو وہ اپنے مدمقابل ایک وسیع وعریض کائنات دیکھتا ہے جس کی حقیقت کو وہ سمجھنا چاہتا ہے۔ انسان مختلف آرزوؤں، جستجو اور اشتیاق کے ساتھ کائنات کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یہی غور وفکر کا نظام فلسفہ کہلایا۔

فلسفہ ایک یونانی اصطلاح ہے جو ان دو الفاظ کا مرکب ہے:

:1 فلو۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

:2 سفیہ۔

فلو (Philo) کے معنی حب کے ہیں اور سفیہ (Sphia) کے معنی دانش وحکمت کے ہیں۔ گویا اس کا مفہوم حب دانش ہے۔ فلسفی کو فلسفی اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ عقل واستدلال کے ذریعے کسی شے کی آخری اور انتہائی حقیقت کو دریافت کرنے کی کوشش کا نام ہے۔

:1 ڈی بوئر (De Boer) کہتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فطرت کے ایک جامع نقطہ نظر کی تلاش اور اشیاء کی ہمہ گیر توجیہ کی کوشش فلسفہ کہلاتی ہے۔"

2: فلسفہ کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے:

"Philosophy is an inquiry into the nature of life and of existence."

فلسفے کا خاص مسئلہ یہ ہے کہ حکیمانہ طور پر علم وجود کی اساس کی تحقیق کی جائے اور تمام موجود حقیقتوں کا ربط ان کے ساتھ واضح کیا جائے۔ دنیا کو بحیثیت مجموعی ایک کلی واقعہ اور مظہر سمجھ کر اس کی علت العلل تلاش کی جائے۔

فلسفے کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے:

"جزو اور کل کے درمیان کیا تعلق ہے؟ اگر کائنات کو کل اور انسان کو جزو قرار دیا جائے تو انسان کا اصل مقصد کیا ہے؟ اس کے مطابق انسان کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے؟ کائنات کل ہونے کی حیثیت سے ابتداء، انتہا، ماہیت اور مقصد کے اعتبار سے کیسی ہے؟ اس کا کوئی آغاز یا انجام ہے یا نہیں؟ انسانی آرزوؤں کے ساتھ یہ کائنات سازگار ہے یا نہیں؟"

فلسفے کا تیسرا اہم ترین مسئلہ یہ ہے:

"خیر و شر کی اصل حقیقت کیا ہے؟ انسان جس کی فطرت طلب خیر کا تقاضا کرتی ہے وہ خیر کے حصول میں ارادہ اور اختیار رکھتا ہے یا نہیں؟ کائنات کا کوئی مقصد بھی ہے یا نہیں؟ اس تخلیق کا کوئی خالق ہے یا نہیں؟ اور اس کے ہونے یا نہ ہونے کا ہماری زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے؟"

یہ تمام فلسفے کے مسائل ہیں اور اگر ایک خاص ترتیب سے ان میں نظم پیدا کر لیا جائے تو یہی سوالات مذہب کے دائرہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

علماء کہتے ہیں:

"یہ عالم جس میں ہم رہتے ہیں اس کی نوعیت کیا ہے اور اس کی ترکیب کیا ہے؟ کیا اس کی ساخت میں کوئی دوامی عنصر موجود ہے؟ ہمیں اس سے کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلق ہے اور دونوں کا اس میں کیا مقام ہے؟ باعتبار اس مقام کے ہی طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ یہ سوالات ہیں جو مذہب، فلسفہ اور اعلیٰ شاعری میں مشترک ہیں۔"

جہاں تک فلسفے اور مذہب کے بنیادی مسائل کا تعلق ہے تو اس میں یہ قدر مشترک پائی جاتی ہے۔ اگر فلسفہ حکمت کا نام ہے تو یہ عین قرآنی چیز ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے جو چار تقاضے قرآن حکیم میں بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک تعلیم حکمت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

"اے نبی! آپ کو حکمت اور خیر کثیر عطا کی گئی ہے۔"

دین اسلام کو سمجھنے کے لئے جو منہاج یا طریق کار اختیار کیا جائے اس کے دو اجزا ہیں:

1: مذہب کو صاحب کے حوالے سے سمجھا جائے۔

2: موضوع زیر بحث کی اصل ماہیت، مقصد اور غایت کو سمجھا جائے۔

اسلام کا سرچشمہ اور ماخذ خبیر ذات کی ہدایت ہے جو وحی متلو اور وحی غیر متلو پر مشتمل ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جائے جو نوع انسانی کی وحدت کے تصور پر مبنی ہو، اخلاقی جدوجہد کرنے والے اور روحانی افراد پر مشتمل ہو۔ جن کی کوشش کا رخ یہ ہو کہ فرد اور معاشرہ ہر قسم کے خوف اور غم سے محفوظ رہے۔ اس معاشرے میں نمونہ تقلید اور احکام کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالص وفاداری ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم کی استعداد عطا کی ہے۔ انسان اپنے حواس کے ذریعے خام مواد جمع کرتا ہے اور عقل کی خصوصیت کے ذریعے جب اسے منظم کیا جاتا ہے تو اس علم کو کہتے ہیں "فلسفہ"۔ فلسفہ بھی علم کی ایک شاخ ہے جو انہی مسائل کو زیر بحث لاتا ہے جن سے مذہب بھی بحث کرتا ہے۔ لیکن علم اور عقل اپنی انتہائی معراج کے باوجود حقائق کے ادراک کے لئے کافی نہیں ہو سکتے اور یہی وحی پورا کرتی ہے۔ انسانی عقل کے ناقص ہونے کی تلافی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ہدایات نازل فرمائیں وہ سلسلہ وحی کہلاتا ہے۔

فلسفے کو مذہب پر فوقیت حاصل نہیں۔ فلسفہ کو مذہب کی جانچ کا حق ضرور حاصل ہے۔ لیکن مذہب ایسا معاملہ نہیں ہے جسے مختلف شعبوں میں تقسیم کیا جا سکے۔ لہٰذا مذہب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر و قیمت کے پیش نظر فلسفے کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ مذہب کی تعمیر فکر میں مرکزی حیثیت کو تسلیم کرے۔

"عام خیال ہے کہ مسلمانوں میں جو حکماء اور فلاسفہ پیدا ہوئے ان میں سے کچھ تو ملحد و بے دین اور اکثر ضعیف العقیدہ تھے، یا کم از کم ان کی مذہبی حالت بہتر نہ تھی۔ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے، کیونکہ حکمائے اسلام نے بڑی خدمات سرانجام دیں کہ فلسفے کو مذہب اور اسلام سے قریب تر کر دیا، نبوت کا اثبات کیا اور روح و احساسات کو فلسفیانہ دلائل کے ذریعے ثابت کیا گیا۔ الکندی، فارابی، ابن سینا، امام غزالی اور ابن رشد مشہور فلاسفہ اور حکیم تھے جن کے افکار سے تاریخ اسلام جگمگاتی رہے گی۔"

مسلمانوں میں فلسفیانہ فکر کی نشوونما کے سلسلے میں یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ یہ یونانیوں سے مستعار شدہ تھا۔ درحقیقت مستشرقین کی رائے مسلمانوں کے خلاف اس عناد کا نتیجہ ہے جو عیسائیوں اور یہودیوں کے دلوں میں پیدا ہوتا رہا۔ ان کا انداز فکر یہ ہے کہ جب تک اسلام کے خلاف منافرت پیدا نہ کی جائے مسیحیت مقبول نہیں ہو سکتی، وہ اسلام کے ثقافتی فضائل کے خلاف رائے قائم کرانا چاہتے ہیں۔

غیر مسلموں کے نظریے کے مطابق اسلام نے اخلاق اور تصوف مسیحیت سے مستعار لیا ہے...... قانون یہودیت اور رومن لاء سے...... اور فلسفہ یونانی فکر سے۔

فلسفے کے ضمن میں غیر مسلموں کی دلیل یہ ہے کہ اس کا آغاز مسلمانوں میں اس وقت ہوا جب عباسی خلافت کے زمانے میں مامون الرشید کے دور حکومت کے دوران بیت الحکمت قائم ہوا اور فلسفے کی یونانی کتابوں کے عربی میں تراجم کیے گئے۔

حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان تراجم کی ابتدا سے تقریباً ۱۰۰ سال پیشتر معتزلہ نے فلسفیانہ بحثوں کا آغاز کیا تھا اور دیکھا جائے تو استعداد، عقل، فہم اور دانش کسی دوسری قوم سے مستعار لینے والی چیز نہیں۔ تبلیغ اسلام کے لئے اسلامی عقائد کو عقل و دانش کے ذریعے منوانے کی خاطر فلسفیانہ افکار کو فروغ ملا اور اس نے ترقی کے مدارج طے کیے اور اس کی تردید کے لئے یہ دلیل بھی بہت وزنی ہے کہ یونانی مفکرین کی نسبت اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفکرین کی تصانیف بہت زیادہ ہیں اور زیر غور مسائل کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔

اس سلسلے میں قوی ترین دلیل یہ ہے کہ فلسفیانہ فکر کی نشوونما کے لئے ضروری ہے کہ پہلے سے قائم شدہ مفروضوں کو رد کیا جائے تاکہ بحث وتمحیص اور دلائل کے ذریعے نیا تجزیہ منظر عام پر آئے۔ اس بناء پر فکر اسلامی کا یونانی افکار سے ماخوذ ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ہر قوم میں فلسفیانہ غور وفکر کے محرکات الگ الگ ہوتے ہیں۔

یونانیوں کا بنیادی مسئلہ یہ تھا کہ محسوس اور معقول کے درمیان کیا تعلق ہے؟ مجوسیوں میں خیر وشر کے متضاد اصولوں کی بنا پر ایک ہم آہنگ نظریہ جو مقصد پر مبنی ہو غور وفکر کا محرک تھا۔ مسیحیوں میں علم اور ایمان کے درمیان ہم آہنگی کا مسئلہ فکر وتدبر کا باعث بنا۔ مسلمانوں میں فلسفیانہ غور وفکر کے آغاز کا باعث یہ بات تھی کہ وہ دین کی تلقین کرنے سے پہلے مخالفین کے ساتھ علمی اشتراک پیدا کرنا چاہتے تھے اور ان کی نہج پر ان سے بات کرتے تھے۔ گویا دینی اشتراک سے پہلے علمی اشتراک پیدا کرنا بنیادی مقصد تھا۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ مسلمانوں نے دوسرے فلسفیانہ نظاموں کو جن کے محرکات جداگانہ تھے مستعار لے لیا۔

اسلام اور سائنس

دنیا کو سمجھنے، اس کو با معنی اور بامقصد بنانے کی ذہنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جو علوم وجود میں آئے سائنس ان میں سے ایک ہے۔ سائنس کی نوعیت اور ماہیت کے بارے میں کئی تعریفیں کی گئیں:

"سائنس ایک لاطینی لفظ ہے جس کے معنی جاننا کے ہیں، لیکن اصطلاحاً اس کے معنی نظام فطرت کے اس علم کے ہیں جو مشاہدے، تجربے اور عقل سے حاصل ہوتا ہے۔"

مارشن نے سائنس کی تعریف یوں کی ہے:

"Science is a systematized posipive knowledge.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانٹ (Kant) کہتا ہے:

"سائنس تصورات اور تصوراتی منصوبوں کا ایک مربوط سلسلہ ہے جس نے تجربات اور مشاہدات کے نتائج میں نشو ونما وارتقاء حاصل کیا اور اس سے مزید تجربات اور مشاہدات بار آور ہوئے"

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

رضی الدین کہتا ہے:

"سائنس مشتمل ہے تجربات کے نظریات کے مشاہدات اور ضبط اعمار پر یعنی سائنس کی بنیاد صرف تجربے پر ہی مشتمل نہیں اور نہ ہی یہ محض عقل اور غور وفکر کا نتیجہ ہے، بلکہ ان سب اشیاء کی آمیزش ہے۔"

دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ سائنس ہماری مادی دنیا پر تصرف حاصل کرنے اور ان قوتوں کی توضیح وتشریح کا ایک منظم اور مرتب نظام ہے۔ یہ حقائق کا ان کی اصل میں مطالعہ ہے۔ یہ ایک متحرک علم ہے اور اگر یہ علم ترقی اور ارتقاء کو ترک کر دیتا ہے تو وہ جلد ہی اپنی سائنسی حیثیت کھو دیتا ہے۔

علوم میں سے یہ ایک ایسی قسم ہے جو گرد ونواح کو سمجھنے اور مخصوص حقائق سے آگہی کی باشعور کوشش کا نام ہے۔ یہ مظاہر فطرت کا مشاہدہ ہے جو ہمارے حواس خمسہ کے ذریعے عمل میں آتا ہے۔ سائنس انسان کائنات کے مشاہدے سے کچھ نتائج اخذ کرتا ہے، پھر ان نتائج کو ایک قابل فہم تنظیم اور ترتیب کے ساتھ جمع کرتا ہے، تجربات کے بعد درست سائنسی نتیجے کو ایک مستقل علمی حیثیت یا قانون کہا جاتا ہے، یعنی علمی حقائق یا مشاہدے سے دریافت ہونے والے نتائج کو جب مرتب اور منظم کر لیا جائے تو اسے ہم "علم سائنس" کہتے ہیں۔

سائنس کے بارے میں اسلام کا طرز عمل کیا ہے؟ اس کے متعلق دو مختلف آراء موجود ہیں۔

ایک گروہ کی رائے کے مطابق سائنس کا حصول دائرۂ اسلام سے اخراج کی قوی دلیل ہے، جبکہ دوسرے گروہ کے خیال میں ان میں باہم کوئی تناقض نہیں پایا جاتا۔

ان دونوں آراء سے قطع نظر دین اسلام کا اگر ہم مطالعہ کریں تو یہ ایک صحت مند معاشرہ پیدا کرنے پر اصرار کرتا ہے۔ ایک صحت مند معاشرے کے قیام اور اس کی تعمیر وترقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تین شرائط بنیادی ہیں۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

1: انسانی شخصیت کی نشوونما۔

2: ہیئت عمرانی کی تشکیل۔

3: ماحول کی تسخیر۔

پہلی دونوں شرائط کی تکمیل کے لیے وحی کی راہنمائی سے کامل ہدایت میسر آتی ہے اور ماحول کی تسخیر کے لیے سائنس کی گنجائش موجود ہے"

قرآن حکیم نے علم کی اہمیت اور فضیلت سے روشناس کراتے ہوئے اس کے حصول پر زور دیا۔ حقائق میں تقویت اور استحکام پیدا کرنے کے لیے جو دلائل دیئے جا سکتے ہیں، اس میں مطالعہ کائنات کے حق میں سب سے پہلی آواز دین اسلام کی تھی۔ قرآن حکیم میں یہ واضح بیان کیا گیا ہے کہ توحید کی نشانیاں اور علامات مظاہر قدرت میں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنہار والفلك التی تجری فی البحر بماینفع الناس وماانزل اللہ من السماء من ماء فاحیابه الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابة وتصریف الریح والسحاب المسخرین بین السماء والارض لآیت لقوم یعقلون○"

(سورۃ البقرہ)

گویا مظاہر قدرت کے مشاہدے اور مطالعے کی دعوت دی گئی تا کہ حقیقت اور اصلیت کو پوری طرح سمجھ لیں۔ جب تمام اسرار و رموز سے آگاہ ہو گئے تو گویا تمام طبیعاتی علوم وجود میں آ گئے۔ اسی طرح حیاتیاتی دلیل کے طور پر مظاہر قدرت کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ زمین سے روئیدگی، لہلہاتے کھیتوں، پیداوار، غلہ اور اناج سب کے مشاہدے اور مطالعے سے گویا نباتاتی علوم معرض وجود میں آ گئے۔

اسی طرح قرآن مجید نے دنیا اور انسان کی تاریخ کے مختلف پہلوؤں اور قوانین کا ذکر

www.KitaboSunnat.com

بھی کیا۔ یہ قرآن حکیم کا ہی فیض تھا کہ انسان کو علمی میدان میں قدم رکھنے کی تلقین کی، اس میں علمی روح بیدار کی، بحیثیت مجموعی علم سے بحث کی اور سائنس اس علم ہی کا ایک حصہ یا جزو ہے۔ اسلام نے وہ خطوط مہیا کئے جن کی راہنمائی میں صحیح نتائج تک پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ آئن سٹائن کا ایک مشہور مقولہ ہے:

"Science without religion is lame and Religion without science is Blind."

مسلمان اور سائنس:

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ اسلامی دنیا نے اس وقت سائنسی علوم کو نکھارا جب پورا یورپ جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ بڑے بڑے سائنس دان علماء پیدا ہوئے۔ احمد بن یعقوب علم جغرافیہ کے بانی تھے اور ان کی تحریر کردہ کتابیں اٹھارویں صدی عیسوی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں جغرافیے کے نصاب میں شامل رہیں۔

ابن مسکویہ نے حیات انسانی سے بحث کی اور یورپ کے چارلس ڈارون کے نظریات زیادہ تر انہی کے مرہون منت ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ابن مسکویہ نے صرف قرآنی تعلیمات کی روشنی میں بات کی تھی۔

ابن الہیثم علم البصارت کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نے انعطاف نور پر تجربات کئے۔

جابر بن حیان بابائے کیمیا کہلوائے اور انہوں نے بے شمار کیمیائی مرکبات ایجاد کئے۔

محمد بن زکریا رازی پہلے طبی انسائیکلوپیڈیا "الحاوی" کے مصنف تھے۔

ابوالقاسم الزہراوی وہ پہلے سرجن تھے جنہوں نے پوسٹ مارٹم کو انسانی اعضاء کی تحقیق کے لئے ضروری خیال کیا۔

اسی طرح محمد بن موسیٰ خوارزمی، یعقوب بن اسحاق کندی، ابوموسیٰ علی الطبری، ابو عباس، احمد الفرقان البیرونی، بوعلی سینا اور ابن بیطار بہت ہی نامور مسلمان سائنس دان گزرے ہیں۔

مسلمانوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر دور میں علم اور سائنس کی بڑی خدمت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور دنیا پر اسلام کی بالخصوص یورپ پر بات کے شکوک کی ابر کے ذریعے مختلف ممالک بہرہ ور ہوئے۔ اگر قرون وسطیٰ کے زمانے میں یورپ میں اسلامی خدمات ان کی تاریخ کے اوراق کو رنگین بنانے کے لئے ذو پہرہ تہ ہوتیں تو آج برلن، واشنگٹن، لندن، ماسکو اور پیرس کی حالت کچھ اور ہوتی۔ یہ صرف مسلمانوں کی محنت کا نتیجہ تھا کہ یورپ نے اس سے آگے قدم رکھ کر گزشتہ خدمات کا سہرا بھی اپنے سر باندھ لیا اور سائنسی علوم و فنون میں چیمپئن قرار پائے۔

وجود خداوندی کے منکرین مادیت پرست سائنسدان جس غلطی کا شکار ہوئے، اس کی وجہ یہ تھی انہوں نے خود سائنس کی حدود کو نہ سمجھا اور اس وہم میں مبتلا ہو گئے کہ سائنس زندگی کے اس عقدہ کو حل کر سکتی ہے۔ جس طرح بحری جہاز ہوا میں نہیں اڑ سکتا اسی طرح طبعی دنیا کا مطالعہ کرنے والی سائنس مابعد الطبیعاتی حقائق کا ادراک نہیں کر سکتی۔

سائنس اپنے مخصوص دائرہ کار میں مفید خدمت سرانجام دے سکتی ہے، لیکن اس کے نام پر کسی ایسے معاملے کو موضوع بحث بنانا جو اس کی حدود سے متعلق نہ ہو، اس کے دائرہ کار سے باہر ہو، بذات خود ایک غیر سائنٹفک بات ہے۔ اسی وجہ سے یہ کہنا کہ سائنس خدا کے وجود کی نفی کرتی ہے، ایک بے سروپا بات اور غیر عقلی دعویٰ ہے۔ درحقیقت یہ سوال ہی سائنس کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔

چنانچہ فرانسیسی پروفیسر لیز نے لکھا ہے:

"کائنات کے آغاز و انجام تک مشاہدے کی رسائی نہیں، اس لئے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی ازلی یا ابدی وجود کا انکار کریں، جس طرح ہمارا کام یہ بھی نہیں کہ ہم اس کو ثابت کریں۔ ہمارا کام نفی اور اثبات دونوں سے الگ ہے۔"

سائنس اور اسلام کی مخالفت کی ایک بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مغرب کے سائنس دانوں کے ایک گروہ نے خدا کے وجود سے انکار کیا اور مذہب سے فرار کی کوشش کی، لیکن الحادی گروہ کی اس کارروائی میں سائنس کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ ایک ایسی لہر ہے جو زیادہ دیر باقی نہیں رہ سکتی۔

چنانچہ موریس (Maurice) نے اپنی کتاب "Man is not alone" میں لکھا ہے:

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم ابھی سائنس کی ترقی کے دور میں سے گزر رہے ہیں لیکن جیسے جیسے ہمارے علم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے یہ بھی واضح ہوتا جاتا ہے کہ کائنات کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں ہے جس کی تخلیق کسی اعلیٰ حکمت کے بغیر ہو سکے۔ علم نے ہمارے سینوں میں ایک یقین پیدا کر دیا ہے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ہم خدا سے دور جانے کی بجائے خدا کے وجود کو تسلیم کرنے اور اس پر ایمان لانے کے قریب آ رہے ہیں۔"

"Francis Beacon" نے بجا طور کہا تھا:

"سائنس کا ناقص علم آپ کو ملحد بنا دیتا ہے لیکن سائنس کا وسیع اور عمیق مطالعہ آپ کو خدا پر ایمان رکھنے والا بنا دیتا ہے۔"

ڈاکٹر ڈوزلے نے اپنی کتاب "The Human Destiny" اس دعوے کے ساتھ پیش کی تھی:

"اگر ہم سائنس کے جمع شدہ سرمایے کا تنقیدی مطالعہ کریں اور اس سے منطقی اور عقلی نتائج اخذ کریں تو یہ لازمی طور پر ہمیں خدا تک لے آتے ہیں۔"

پروفیسر "Jude" نے "God and Evil" میں یہاں تک کہہ دیا:

"آج سائنس اور مذہب کائنات کی حقیقت کے بارے میں ایک ہی طرح کی بات کہہ رہے ہیں، گو اپنے نتائج فکر تک پہنچنے کے لیے دونوں کے طریقہ ہائے تحقیق و مطالعہ جدا جدا ہیں، بہر حال ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج سائنس نے خدا کے تصور کا اثبات کر دیا ہے۔"

مغربی علماء کی یہ آراء مذہب اور سائنس کے تعلق کی وضاحت کے سلسلے میں کافی وزنی ہے۔

اگر عقیدۂ توحید کو اساس بنا کر تحقیق و جستجو کی رغبت دلائی جائے تو حقیقت یہ ہے کہ مذہب اور سائنس میں کسی تضاد کے واقع ہونے کا امکان نہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اگر ہم اپنی دنیا یا ماحول کا جائزہ لیں تو زیادہ بہتر اور مثبت نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ جہاں سائنس بھی دامن ہو وہاں مذہب کے اٹل حقائق سے مدد لے کر تمام عقدوں کو سلجھایا جا سکتا ہے۔ اس طرح زیادہ صحیح، زیادہ بہتر اور زیادہ مثبت نتائج تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

فلسفہ اور سائنس اسلام کی نظر میں

اس کا نتیجہ یہی نکالا جا سکتا ہے کہ فلسفہ اور سائنس اپنی محدود اور مخصوص دائرہ کار کے مطابق دین اسلام سے کوئی تضاد نہیں رکھتے۔ ان دونوں کا تعلق مذہب کے ساتھ بہت گہرا ہے اور مذہب ان دونوں کو وہ بنیاد مہیا کرتا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنی ادھوری اور خامی کو دور کر سکتے ہیں جو محض حسی دائرہ کار کی وجہ سے اصولی طور پر ان میں موجود ہے۔

فکر و تدبر اور عقل و دانش کے ساتھ ساتھ تجربے اور مشاہدے کو دین کے حقائق سمجھنے میں راہ خیال نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہ مددومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ تضاد صرف اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب ان دونوں کو ان کے محدود دائرہ کار سے نکال کر مسائل حل کرنے کی کوشش کی جائے یا ان دونوں سے غلط توقعات وابستہ کر لی جائیں۔ بصورت دیگر سائنس اور فلسفہ دونوں علوم سے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

www.only1or3.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ نمبر 4:

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

کنفیوشس، زرتشت اور اسلام کا تقابل

(عقائد، شعار، اعمال، رہنما اور کتب)

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزء الاول

اسلام، زرتشت و کنفیوشس میں بنیادی فرق

سامی وغیر سامی

اسلام ایک الہامی مذہب ہے جبکہ زرتشت اور کنفیوشس غیر الہامی ہیں۔ الہامی مذاہب سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور غیر الہامی مذاہب کا سامی نسل سے کوئی تعلق نہیں۔

تصور خدا

الہامی مذاہب اصلاً ایک خدا کے تصور پر مبنی ہیں جبکہ غیر الہامی اس کے پابند نہیں یہاں تک کہ بعض سرے سے خدا کے تصور سے بھی عاری ہیں۔

رسولوں پر ایمان

الہامی مذاہب پیغمبروں کے قائل ہیں، غیر الہامی نہیں۔

آفاقی تعلیمات

الہامی مذاہب کا اصل منبع و سرچشمہ سماوی ہیں، غیر الہامی مذاہب میں یہ ضروری نہیں۔

مخصوص خطہ

الہامی مذاہب سبھی مشرق وسطیٰ کے ایک محدود خطے میں پیدا ہوئے لیکن غیر الہامی اس کے باہر پیدا ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائرہ کار

الہامی مذاہب سامی اقوام کے تاریخی حلقہ اثر میں پیدا ہوئے لیکن باہر بھی پھیلے مگر غیر الہامی اس کے باہر پیدا ہوئے اور غیر الہامی مذاہب کے دائرہ اثر میں شائع نہیں ہوئے۔

تبلیغی وغیر تبلیغی

الہامی مذاہب اپنی تعلیمات یا عملی تاریخ کے باعث تبلیغی ہیں اور غیر الہامی اپنی اصلی تعلیمات کے مطابق تبلیغی نہیں۔

معین وواضح تعلیمات

الہامی مذاہب کی تعلیمات معین اور واضح ہیں، لیکن غیر الہامی مذاہب کی تعلیمات غیر معین اور لچکدار ہیں۔

کلی وجزئی تعلیمات

الہامی مذاہب کی تعلیمات کلی ہیں اور اپنی اصل کی بنا پر دینی اور دنیوی زندگی پر کم و بیش حاوی ہیں، لیکن غیر الہامی مذاہب کی تعلیمات جزوی ہیں یعنی یا تو صرف روحانی زندگی سے متعلق ہیں جیسے تاؤ مت یا پھر دنیوی زندگی سے متعلق ہیں جیسے کنفیوشس مت۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزء الثانی:

کنفیوشس اور اسلام کا تقابل

اخلاقی و سیاسی تعلیمات

اسلام اور کنفیوشس مذہب اخلاقی اور سیاسی تعلیمات بنیادی طور پر یکساں ہیں لیکن ظاہری شکل اور عملی طریقہ مختلف ہے۔

انسانی دوستی اور انسانی فطرت

دونوں مذہب انسانی دوستی اور انسانی فطرت کا گناہ سے پاک ہونے کے دعویدار ہیں۔

راہِ اعتدال

دونوں نے اعتدال کی راہ کی تلقین کی ہے۔ خیر الامور اوسطھا۔

قوم پرست بازی

دونوں مذہبوں کے رہنماؤں کا ذاتی کردار و راست بازی پر مبنی ہے۔

معاشرتی رابطے

دونوں معاشرتی رابطوں کو مستحکم بنیاد پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین الاقوامی

کنفیوشس مذہب بین الاقوامی مذہب نہیں۔ اس کی تعلیمات فقط چین کی آب و ہوا کے عین مطابق ہیں۔

جامعیت

کنفیوشس مذہب میں جامعیت نہیں، صرف سیاسی اور اخلاقی تعلیمات ہیں مذہبی عقائد کی نہیں۔

مابعد الطبعیاتی مسائل

کنفیوشس مذہب مابعد طبعیاتی پہلو کو نظر انداز کرتا ہے جبکہ اسلام کی بنیاد ہی ایمانیات پر ہے۔

شرک و توحید

کنفیوشس مذہب میں مردہ پرستی، اوہام پرستی، دیوی دیوتاؤں کی پرستش، مندروں میں کنفیوشس کے نام پر قربانیاں دی جاتی تھیں یہ سب شرک کی اقسام ہیں جبکہ اسلام کامل توحید کا دین ہے۔

الہام

کنفیوشس مذہب الہام کا دعویٰ نہیں کرتا جبکہ اسلام الہامی دین ہے۔ کنفیوشس نے خود کہا: "میں اسلاف کا سرمایا آگے منتقل کرنے والا ہوں، اسلاف سے محبت بھی ہے اور عقیدت بھی۔"

(Degge)

کتب میں تغیر و تبدل

کنفیوشس مذہب کی اصل کتب یا ضائع ہو گئیں یا ترمیم و تنسیخ کا شکار ہو گئیں جبکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کتاب قرآن مجید مکمل طور پر محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں کنفیوشس کے بعد پرانی کتابوں کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا یا مجروح۔ لیکن قارئین کرام کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ چین کی یہ پرانی کتب اس اصطلاحی مذہبی نہیں کہ وہ الہامی ہیں یا بذریعہ وحی نازل ہوئیں ہیں۔ انہیں مورخین، شعراء اور دیگر مصنفین نے اس طرح تصنیف کیا جس طرح یہ عبارتیں ان کے خیال میں آئیں۔

(Doctrine of Meahs)

مصالحت کا پہلو

کنفیوشس کی تعلیمات لچکدار اور مصالحت پسندانہ ہیں جبکہ اسلام بنیادی عقائد میں مصالحت کا روادار نہیں ہے۔

انجذابی اور غیر انجذابی مذہب

کنفیوشس انجذابی اور انضمامی مذہب ہے جبکہ اسلام دوسروں کو جذب کرتا ہے۔

معاشرتی تعلیمات

کنفیوشس مذہب معاشرتی تعلیمات اور سیاسی رابطے کی تلقین کرتا ہے لیکن اسلام نے زیادہ مفصل اور جامع تعلیمات دی ہیں۔

کنفیوشس کے پانچ بڑے رابطے اور اسلام

حکیم کنفیوشس نے معاشرتی استحکام کے لئے مندرجہ ذیل پانچ رابطوں کے استحکام پر زور دیا ہے:

1: حاکم اور رعایا کا رابطہ۔

2: باپ اور بیٹے کا رابطہ۔

3: میاں اور بیوی کا تعلق۔

4: بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی سے تعلق۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5: دوست اور دوست کا تعلق۔

کنفیوشس نے اخلاقی زندگی اور معاشرتی استحکام کی بنیاد مذکورہ پانچ رابطوں پر رکھی ہے، ان میں سے ہر ایک کے ذمہ کچھ فرائض اور ہر ایک کے لئے کچھ حقوق ہیں جن کا تعلق حاکم وقت سے بھی ہے اور عام رعایا سے بھی۔ ان میں سے ہر شخص اطاعت وفرمانبرداری کے ایسے نظام سے منسلک ہے جس کا تعلق ایک دوسرے سے ہے۔ پہلے چار رشتوں کے متعلق معین اصول ہیں اور پانچویں رشتے میں تسلیم ورضا اہم کردار سرانجام دیتے ہیں۔

کنفیوشس اس بات کا قائل ہے کہ بدنظمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حاکم اپنے مرتبہ کے تقاضے نبھانے میں قاصر ہو اور رعایا بھی اپنے مقام سے دور ہو چکی ہو۔ باپ اپنے مقام اور مرتبہ سے غافل ہو اور بیٹا اپنے فرائض سے منہ موڑ چکا ہو۔ علی ہذا القیاس اخلاقی بلندی اور معاشرتی استحکام اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کا خیال نہ رکھے۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

کسی نے ایک بار اس سے پوچھا:

"کیا کوئی لفظ ایسا ہے جو زندگی کے لئے بنیادی اصول کا کام دے سکے؟"

اس نے جواب دیا:

"ہاں! باہمی مراعات یعنی دوسروں کے ساتھ وہ سلوک نہ کرو جو تم دوسروں سے اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔"

کنفیوشس کا یہ بھی قول ہے:

"اچھی حکومت اور اچھا معاشرہ وہ ہے جس میں بادشاہ بادشاہ ہو، وزیر وزیر ہو، باپ باپ ہو اور بیٹا بیٹا ہو۔"

حاکم کو تلقین کی کہ بادشاہ خود اپنے عمل سے رعایا کے لئے اچھی مثال قائم کرے نیز تاکید کی کہ حکمران طبقہ اور رعایا اپنے فرائض خلوص سے سرانجام دے۔

حکیم کنفیوشس نے جن پانچ رابطوں کے استحکام پر زور دیا ہے وہ مبہم اور غیر واضح ہیں، جبکہ اسلام نے ان رابطوں کے متعلق تفصیل، وضاحت اور جامعیت سے تاکید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکم اور رعایا: کنفیوشس کے نزدیک رعایا کو ہر حال میں حاکم کی اطاعت کرنی چاہئے اور حاکم کو بھی رعایا کے حقوق مدنظر رکھنے چاہئے۔

اسلام نے بھی حاکم کی اطاعت کی تاکید کی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ"

(سورۃ النساء)

"اللہ اور اس کے رسول اور حاکم کی اطاعت کرو۔"

اسی طرح خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ خلافت میں فرمایا:

"جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں اس وقت تم میری اطاعت کرنا۔

بصورت دیگر تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔"

علاوہ ازیں حاکم کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رعایا کی بہتری کے لئے کوشاں رہے حکمران پر فرض ہے کہ وہ رعایا کے کمزور معذور اور بے سہارا طبقوں کو ضروریات زندگی مہیا کرے ملک میں اندرونی امن قائم کرے اور بیرونی دشمنوں سے حفاظت کرے۔ اس طرح اسے رعایا کے جان، مال اور عزت کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

باپ اور بیٹا: کنفیوشس میں باپ بیٹے کا مالک ہے اور بیٹا اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ باپ کو حکم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔

اسلام نے اولاد اور والدین کے حقوق بھی وضاحت سے بیان کئے ہیں۔ اسلام نے والدین پر بچوں کی پرورش اور تربیت کی ذمہ داری ڈالی ہے، بلکہ ان کی تعلیم اور روحانی تربیت کو دینی فریضہ قرار دیا ہے تاکہ ان کی تعلیم و تربیت دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضامن ہو۔ ارشاد خداوندی ہے:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا"

(سورۃ التحریم: آیت نمبر 6)

"اے ایمان والو! اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

اس کی تائید میں ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے:

"قیامت کے دن سب سے پہلے مدعی انسان کے رہنے والے اپنے اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھیاں ہوں گے۔ وہ دربارِ الٰہی میں عرض کریں گے: "اے ہمارے پروردگار! تو خود ہمارا انصاف فرما کہ ہم مجرم ہیں یا والدین مجرم ہیں۔؟ ہم نادان تھے، مگر ہمارے والدین نے ہمیں حرام کھلایا، انہیں جیسی تعلیم ہمیں دینی چاہیے تھی اس میں کوتاہی کی اور نتیجتاً ہم جاہل اور بے دین رہ گئے۔"

(احیاء علوم الدین از امام محمد غزالی الشافعی)

اس کے برعکس اسلام نے اولاد کے بڑے پیارے فرائض احسان، احترام، اطاعت، شکر گزاری اور دعائے خیر بیان کیے ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

"اور تمہارے رب کا حکم ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، ان کے سامنے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو، انہیں اف تک نہ کہو، نہ جھڑکو بلکہ ان سے ادب سے گفتگو کرو اور دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں ہماری پرورش کی۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 23 اور 24)

اسی طرح دین اسلام نے تفصیل سے والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض کا تعین کیا ہے۔

میاں بیوی کے تعلق: کنفیوشس میں میاں گھر کا سربراہ ہے جبکہ بیوی اس کی غلام۔ میاں کو بیوی اور بیوی کو میاں کے حقوق کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔

انسان بنیادی طور پر مدنی الطبع ہے۔ ارسطو کے بقول انسان مل جل کر رہنے کا عادی ہے۔ اس طرح عائلی زندگی تمدن کا بنیادی اور پہلا یونٹ ہے۔ قرآن مجید نے عائلی زندگی میں قاعدہ کلیہ اس طرح بیان کیا ہے:

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ"

(سورۃ النساء)

"مرد عورتوں پر قوام ہیں۔"

عائلی زندگی میں مرد کو سربراہی حاصل ہے اور عورت اس کی مشیر اور خادم ہے۔ پھر قرآن مجید نے ایک مثالی بیوی کی اس طرح خصوصیات بیان کی ہیں:

www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ"

(سورۃ النساء)

"نیک بیویاں اپنے خاوند کی مطیع اور ان کی عدم موجودگی میں مال و عزت کی محافظ ہوتی ہیں۔"

اس کی تائید میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم دیکھو تو دل خوش ہو جائے، کوئی بات کہو تو اطاعت کرے اور تمہاری غیر حاضری میں تمہارے مال اور عزت کی حفاظت کرے۔"

اس کے برعکس ایک خاوند کو ہدایت کی:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ"

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو۔"

نیز فرمایا:

"خاوند پر فرض ہے کہ جب کوئی چیز خود کمائے تو بیوی کو حصہ دے اور اسے اچھے کپڑے پہنائے، ناراضگی کی حالت میں نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے اور نہ گالی دے۔"

الغرض میاں بیوی انسانی گاڑی کے دو پہیے ہیں، جنہیں اسلام نے اپنے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی ہدایت کی ہے، تاکہ انسانی زندگی کی گاڑی آسانی سے رواں دواں رہے۔

بھائی کا بھائی سے تعلق: کنفیوشس کہتا ہے کہ ایک بھائی کے دوسرے بھائی کے ساتھ تعلقات بہتر ہونے چاہئے۔ بڑا بھائی بہرحال بڑا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

تمام مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں، لہٰذا انہیں آپس میں اتفاق، اتحاد، پیار اور محبت سے رہنا چاہئے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک مومن بھائی بھائی ہیں۔"

نیز فرمایا:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: 103)

"تم سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، کسی چیز کی قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ دو، آپس میں بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، ایک دوسرے کے سودے پر سودا مت کرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقارت سے دیکھتا ہے۔"

دوست کا دوست سے تعلق: کنفیوشس میں دوستی کوئی لازمی امر نہیں۔ بہرحال اگر کسی آدمی کا کوئی دوست ہو تو اسے اس کی رعایت اور خوشنودی ملحوظ خاطر رکھنی چاہئے۔

اسلام میں دوستی، محبت اور دشمنی کی بنیاد اللہ کی خوشنودی اور رضا کو ٹھہرایا ہے اور

"اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ"

"اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت"

کا بار بار درس دیا گیا ہے۔ ایک دوست کو دوسرے دوست سے نہ صرف محبت، پیار سے پیش آنا چاہئے بلکہ اس کے لئے ایثار اور قربانی کا بھی مظاہرہ کرنا چاہئے اور ضرورت پڑنے پر اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینی چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"

(سورۃ الحشر، آیت نمبر: 9)

"اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ حل ہو۔"

اسی کی تائید میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خیر خواہ ہے۔ نہ تو خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے مصیبت میں تنہا چھوڑتا ہے۔"

ابن خلدون نے اپنی کتاب تاریخ کے "مقدمے" کے چھٹے باب میں لکھا ہے:

"معاشرہ میں مختلف لوگوں کو علیحدہ علیحدہ صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں۔ ہر انسان دوسرے کا محتاج ہے۔ اگر تمام افراد معاشرہ اپنے فرائض بہتر طور پر ادا کریں تو معاشرہ ترقی کرتا ہے۔"

اس طرح اسلام نے معاشرتی اصلاح کی غرض سے مندرجہ بالا تمام اکائیوں اور رشتوں کی اصلاح کے لئے اصول و ضوابط مقرر کئے ہیں، تا کہ معاشرے کا ہر فرد اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرے اور معاشرہ مستحکم، مضبوط اور مثالی بن جائے۔

☆☆☆

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزء الثالث

زرتشت اور اسلام کا تقابل

بنیادی عقائد

زرتشتی مذہب اور اسلام کے بعض بنیادی عقائد میں مماثلت ہے۔

توحید

دونوں مذاہب خدا کی وحدانیت اور رحمت پر ایمان رکھتے ہیں۔

خیر وشر کی کشمکش

ہر دو انسانی زندگی کو خیر وشر میں کشمکش قرار دیتے ہیں جس میں آخر کار نیکی اور خیر کو فتح ہوتی ہے۔

اختیار انسان

نیکی اور برائی کے اختیار کرنے میں انسان خود مختار ہے۔

دیگر عقائد

دونوں حیات بعد الممات، جنت و دوزخ، ملائکہ اور انبیاء کی ضرورت کے قائل ہیں۔

اخلاقی تعلیمات

ہر دو کی اخلاقی تعلیم تقریباً یکساں ہے۔ مثلاً طہارت، راست گوئی، خدمت خلق اور عائلی زندگی پر تاکید ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرتشت اور محمد ﷺ

اسلام ایک تاریخی دین ہے۔ تاریخ کی کسوٹی اور تنقید پر پورا اترتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے بانی کی زندگی اور تعلیمات تفصیلاً محفوظ ہیں اور تاریخی تنقید اور معیار پر پوری اترتی ہیں۔

لیکن مجوسیت غیر مستند قصے کہانیوں کا مرقع ہے۔ زرتشت کی زندگی اس قدر افسانوی ہے کہ قطعیات سے کوئی بات کہنا محال ہے حتی کہ

1: زرتشت کے تلفظ کے متعلق 11 آراء ہیں۔

2: زرتشت کے معنی میں بیسیوں شبہات ہیں۔

3: جائے پیدائش اور وطن کے متعلق مختلف رائے ہیں۔

4: حتی کہ زرتشت کے زمانے اور وقت کے متعلق بھی اختلاف ہے۔

انہی امور سے ان کی شخصیت کو افسانوی کہا جاتا ہے۔

کتاب اسلام اور کتاب مجوس

اسلام کا الہامی صحیفہ یعنی قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ جس شکل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اسی شکل میں موجود ہے حتی کہ غیر مسلموں اور مستشرقین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ قرآن ہر لحاظ سے محفوظ اور مستند ہے۔

لیکن مجوسیت کے صحائف اور مذہبی ادب تباہی کا شکار ہوا۔ بعد ازیں کئی صدیوں بعد پروہتوں نے یادداشت سے لکھا جن میں تحریف و ترمیم مسلم ہے۔ ترجمہ کے ذریعے اصل تعلیمات میں تبدیلیاں آگئی ہیں۔ موجودہ ژند اوستا کے بہت کم حصے کو زرتشت کی اصلی تعلیمات قرار دیا جاسکتا ہے۔

کامل توحید

اسلام کامل توحید کا علمبردار ہے۔ توحید فی الذات، توحید فی الصفات اور توحید فی الافعال کا قائل ہے۔ وہ صرف ایک رب العالمین پر ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اول تو مجوسیت میں توحید پائی ہی نہیں جاتی اگر پائی بھی جاتی ہے تو وہ ناقص ہے، ورنہ اس میں ثنویت دو خداؤں یعنی آہورمزدا (یزداں) اور اہرمن کا تصور پیش کرتی ہے۔ علاوہ ازیں آہورمزدا کے ساتھ بھی چھ صفات متشخص کی گئی ہیں جنہیں سات غیر فانی ہستیاں یا "ہفت ملائکہ" کہتے ہیں۔

فطری وغیر فطری تعلیمات

اسلام سادہ اور فطری دین ہے، عقل کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے اور اعلیٰ اخلاقی تعلیمات دیتا ہے۔

لیکن مجوسیت میں آتش پرستی بنیادی عقیدہ ہے جو سراسر عقل اور فطرت کے خلاف ہے۔ نیز موجودہ مجوسیت دیومالائی اور غیر فطری عناصر کا مجموعہ ہے حتیٰ کہ محرمات سے نکاح بھی جائز ہے جو بالکل خلاف عقل، خلاف فطرت اور خلاف اخلاق ہے۔

عالمگیریت

اسلام عالمگیر، جامع اور آفاقی دین ہے۔

لیکن مجوسیت ایک قومی مذہب ہے بلکہ وراثتی ہے۔ ان کے ہاں دوسروں کو اپنے دین میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔

تبلیغی وغیر تبلیغی مذہب

اسلام تبلیغی دین ہے۔

لیکن زرتشت ازم غیر تبلیغی ہے۔

آسان وپیچیدہ تعلیمات

اسلام آسان اور سہل دین ہے:

"الدین یسر"

"دین میں آسانی ہی آسانی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر معاملہ میں انسانی فطرت اور سہولت کو پیش نظر رکھتا ہے۔ ہر شخص علم دین حاصل کر کے عالم دین، امام اور خطیب بن سکتا ہے۔ عبادات کی قیادت کے لئے کوئی پیشہ ور مذہبی راہنما ضروری نہیں ہے، اس طرح شادی بیاہ، ولادت اور موت کی رسوم سادہ اور سہل ہیں۔

لیکن ابتدائی زرتشت میں رسم ورواج نہایت سادہ تھے مگر بعد کے زرتشتی مذہب میں پیچیدگیاں آ گئیں، یہاں تک کہ نکاح موت اور دیگر معاشرتی رسوم موبد اور مذہبی راہنما کے بغیر ادا نہیں ہو سکتی۔ اس طرح ان کے ہاں پیشہ ور مذہبی گروہ پیدا ہو گیا۔

موت ومیت کے احکام

اسلام میں میت اور مردے کا بڑا احترام کیا جاتا ہے اسے بڑے اعزاز کے ساتھ غسل دیا جاتا ہے، خوشبودار کفن دیا جاتا ہے اور بڑی سادگی اور احترام سے دفن کیا جاتا ہے۔

لیکن زرتشت سے قبل مجوسی لوگ مردوں کو دفن نہیں کرتے تھے، بلکہ درندوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ زرتشت نے یہ رسم موقوف کر کے مردے دفنانے کا سلسلہ شروع کیا۔ مگر اس کے بعد پھر وہی وحشت ناک رسم شروع ہو گئی۔ زرتشتی اپنے مردے کو ایک کنوئیں میں جسے ٹاور آف سائلنس (خاموشی کا کنواں) میں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں ان کا گوشت چیلیں اور گدھ میں کھا جاتی ہیں۔

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.only1or3.com
www.onlyoneorthree.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ناشر: مشتاق احمد

[illegible]

نام کتاب	[illegible]
مصنف	[illegible]
ترجمہ	مصباح اکرم
ترتیب جدید	علامہ مفتی محمد [illegible] القادری
اشاعت	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
کمپوزنگ	[illegible]
قیمت	250 روپے

استدعا

[illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

THIS IS TRUTH

مشتاق بک کارنر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ